https://ataunnabi.blogspot.com/

دِرّۃُ الدُّرّانی
عَلٰی
رَدّۃُ القَادِیانِی

(سنِ تصنیف : 1901ء / 1318ھ)

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ مولانا محمد حید اللہ خان درّانی
مجددی نقشبندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/
www.aqaideislam.com/org/net
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست دُرَّۃُ الدُّرَّانی

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	تمہید: قادیانی کا سرگروہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی۔	4
2	مقدمہ اول: براہین احمدیہ کی وجہ تالیف۔	12
3	مقدمہ دوم: حقیقت الہام ...... توفی کے معنی خود قادیانی کی زبانی۔	13
4	مقدمہ سوم: قادیانی کے الہامات۔	35
5	مقدمہ چہارم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر۔	42
6	مقدمہ پنجم: خدا کی وعید میں ہرگز تخلف نہیں ہوسکتا، اس کا بیان۔	59
7	مقدمہ ششم: علوم مصطفیٰ ﷺ، دجال معہود کا ذکر، فرقۂ وہابیہ، فرقۂ قادیانی و نیچریہ، تیس دجال۔	64
8	مقدمہ ہفتم: اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا، شفاعت کا ثبوت، حیات الانبیاء، ایک ولی اللہ کا جنازہ آسمان پر، اصحاب کہف، اولیاء اللہ کے اختیارات۔	110
9	قادیانی کا دعویٰ اول: طریق اول: حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا، صحابہ معراج جسمانی کے قائل تھے، رؤیا اور اسراء کے معانی، شہداء اور علماء کے ابدان قبر میں بوسیدہ نہیں ہوتے۔	154
10	طریق دوم: توفی کے بعض معانی لغویہ کی فہرست، متوفیک کا معنی، لفظ اذ کا استعمال، نزول عیسیٰ علیہ السلام علامات قیامت میں سے ہے، نزول عیسیٰ علیہ السلام پر علامہ زرقانی کی بحث بسیط، امامت مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث میں مطابقت، وضع جزیہ کے متعلق بحث، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ ہے، زریت بن برثملا، دجال اور عیسیٰ کے حلیہ میں فرق، قادیانی کا مکہ اور مدینہ جانے سے خائف رہنا۔	198
11	طریق سوم: حضور ﷺ آخری نبی ہیں، حدیث لا وحی بعدی باطل ہے، حدیث لا نبی بعدی، عہد میثاق، محی الدین ابن عربی کا قول۔	268

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست دِرۃ الدرّانی

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
12	طریق چہارم: خلت کے معنی، ابن صیاد اور دجّال میں تفریق، حضور غوث اعظم ﷺ کے پوتے شیخ جمال اللہ...... حضرت خضر کی حیات کا ثبوت۔	281
13	قادیانی کا دعویٰ دوم: عیسیٰ موعود جو آنے والا ہے وہ اصلی عیسیٰ کا مثیل یعنی غلام احمد قادیانی ہے۔	300
14	کاف تشبیہ کے استعمالات، ہمارے حضور ﷺ اپنی ذات، صفات اور رسالت میں لاشریک ہیں، حدیث علما امتی موضوع ہے۔	305
15	قادیانی کا طریق اول: حمدان بن قرمط، محمد خراسانی، ابوعیسیٰ اصفہانی، حدیث لامہدی الا عیسیٰ مردود ہے۔	320
16	طریق دوم: مکاشفات اکابر اولیاء۔	324
17	طریق سوم: قادیانی دجال معہود کے بعد آیا، دجّال خراسانی کے ملک سے آئے گا، الدجال اسم علم ہے نہ کہ اسم جنس۔	326
18	طریق چہارم: استناد بقول حضرت مجدد الف ثانی۔	329
19	طریق پنجم: عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے۔	332
20	طریق ششم: رمضان میں خسوف وکسوف۔	336
21	طریق ہفتم: قرآنی نکات ومعارف۔	336
22	خلاصہ عقائد قادیانی۔	342
23	معجزات انبیاء علیہم السلام، شق القمر، معراج جسمانی۔	350
24	تقریظ جلیل مولانا انوار اللہ فاروقی حیدرآباد دکن۔	385

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَام عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

یہ فطرتی قانون ہے کہ ہر شخص کو اس کی فطرتی طینت اور جبلی استعداد کے مقتضاء کے مطابق جذبات وارادات میں مدد پہنچانے سے تائید ایزدی کبھی بخل [1] نہیں کرتی۔ شیطان نے مہلت مانگی اور اس کو عطا کی گئی اور اسی فطرتی طینت اور جذبات کی بدولت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے ہمارے نبی الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کے بالمواجہ اور بالمقابلہ نبوت کا دعویٰ کیا اور لاکھوں اس کے امتی ہو گئے۔ اور ۲۷۸ھ میں حمدان بن قرمط [2] نے اپنے کو کلمۃ اللہ الموعود اور مہدی اور امام منتظر ہونا بتایا اور دعویٰ کیا کہ اسی کی نسبت حضرت رسالت نے بشارت فرمائی ہے اور اسی میں کلمۂ حضرت مسیح انتقال بروزی کر آیا ہے۔ چنانچہ ہزاروں بلکہ لاکھوں اس کے مطیع بن گئے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے تابعین کے ساتھ مصر اور شام پر قابض ہو کر ایک سلطنت کا مالک بن گیا اور بالآخر اس نے کعبۃ اللہ کو تاراج کیا اور خلیفہ جو ہر قائد کے ہاتھوں مارا گیا اور مہدی سوڈان ایک وسیع سلطنت کا مالک اسی فطرتی جذبہ کی بدولت ہو گیا جس کے مقابلۂ حال میں مصری فوج کو کس قدر تکالیف کا سامنا ہوا اور اسی کے لگ بھگ

---

[1] پس خیر اور شر کا افاضہ ہر شخص کی خود اپنی ہی فطرت اور استعداد کا مقتضا ہے۔ جیسے آفتاب کی ضیاء تو یکساں کپڑے اور دھوبی پر پڑتی ہے لیکن یہ ان کی اپنی ہی استعداد کا مقتضاء ہے کہ اس ضیاء کے افاضے سے جو سراسر خیر ہے کپڑا تو سفیدی حاصل کرتا ہے اور کپڑا دھونے والا دھوبی سیاہی بدن کا استفاضہ کرتا ہے۔ ۱۲

[2] دیکھو زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۹۱ کہ اس شخص نے ۲۷۸ھ میں کوفہ کے اطراف میں خروج کیا اور ۳۱۷ھ میں المقتدر کی خلافت کے زمانہ میں بزور ترویہ اس نے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا اور کعبہ کے دروازہ کو اکھاڑ کر لے گیا۔ آخر خلیفہ جوہر القائد کے ہاتھ سے مارا گیا۔ چھیاسی (۸۶) برس تک اس شخص کا فتنہ قائم رہا اور انہوں نے قرآن کی تحریف اور تاویلات بعیدہ کرنی شروع کر دیں۔ آہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کا فطرتی جذبہ تھا کہ وہی ایک مجدد دین ماحی کفر اور مرسل من اللہ ہے کہ جس کے اتباع کے سوا جملہ مشرک ہیں۔ اور اس نے اپنے مریدین کے ساتھ نشو و نما پا کر

---

۱ مؤرخ ملطبرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بک ناظر مدرسۃ الالسن میں لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور علی الخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا ہے اور جو اس کے سامنے آتا ہے اس کو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اس نے معبرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پائے گا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہو گیا جو ۱۱۱۱ھ میں متولد ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۷ھ میں فوت ہو گیا یعنی اس نے چھیانوے (۹۶) سال کی عمر پائی اور ابتداءً اس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہوگا اور بظاہر اس کا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہوں نے اس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ اس کو پورے طور سے کسی علم و فن میں دستگاہ نہ ہوئی اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اس کو جواب دینے کی قدرت نہ دی۔ جبکہ ۱۱۴۳ھ میں اس نے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا۔ ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظر میں محترم رہا اور اپنے عقائد کے ظاہر کرنے سے اول اس نے اپنے کو قریش اور نبی ﷺ کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اس کا نام بھی رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے گویا آنحضرت ﷺ کے ہم نام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ پھر اس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ ان فروعات کی جو اس سے مستنبط ہیں اور محمد ﷺ اگرچہ اللہ کے رسول اور دوست ہیں لیکن ان کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہیں کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایاں ہے لہٰذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہٰذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ میں ان کو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں پس جو کوئی مجھے قبول کرلے گا وہ دوستوں میں سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اس کا قتل بلاشبہ واجب ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک فوج کثیر کے ساتھ خاص خانہ کعبہ میں خون ریزی کی اور آل واصحاب کے قبوں کو

پھر مورخ ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے معتقد ہو گئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہاں اس کی کچھ نہ بن آئی اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ میں ۱۱۴۳ھ میں گیا لیکن وہاں کے علماء نے اس وقت اس کی خوب خبر لی۔ بالآخر ۱۱۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اس کا فسوں اثر کر گیا اور اسی اثناء میں ایک شخص ابن سعود مسمی بہ اسم محمد (م: ۱۱۷۹ھ ۱۲ مرتب) جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیرزادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اس کے خاندانی مرید اور مطیع تھے اس نے اپنی ایک مخفی آرزو کے اس لالچ سے کہ اس کی حکومت عاملانہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑھے اور اس نے اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائے گا اور اس کے مذہب کی تائید سے اس کا دلی ارادہ پورا ہو نکلے گا اس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کر لیا اور اس کے سارے مرید آبائی بھی اس کے ساتھ ہو لئے اور اس نے مذہب وہابیہ کو اس قدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اس کے مطیع ہو گئے حتی کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی اور محمد ابن عبدالوہاب ان کا امام قرار پایا اور ابن سعود اس کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ درعیہ انہوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع میں ساعی ہوا۔ مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب کامل نہ ہوا۔ حتی کہ ابن سعود کا بیٹا عبدالعزیز (م: ۱۲۱۸ھ ۱۲ مرتب) اس کا جانشین ہوا جو کہ شجاعت اور ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا اور محمد ابن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت دین وہابیہ بزور شمشیر شروع کر دی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اس کی تفہیم کے لئے بھیجتا تا کہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق تفسیر وتاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اس کو امن دے دیتا ورنہ اس کی بیخ وبنیاد اکھیڑ کر اس کے تمام اموال ومویشی غارت کر لیتا لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف واکناف تک پھیل گئی حتی کہ عبدالعزیز ابن سعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ سعود ابن عبدالعزیز (م: ۱۲۲۹ھ ۱۲ مرتب) ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی جس کی شان بقول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسمار کر کے رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کو بُت ٹھہرا کر منہدم کرنے لگا، لیکن خدا نے اس فرقہ کو زیادہ تر مہلت نہ دی اور سو اسو برس کے اندر اس کا خاتمہ خدیو مصر محمد علی پاشا کے ہاتھوں ہو گیا اور ان کا سب سے پچھلا امام یعنی عبداللہ بن سعود ابراہیم پاشا کے ہاتھ سے

قرآن ہے کہ **من دخله كان امنا** لیکن اس نے امن کو غیر امن بنا دیا اور حدود حرم جس میں جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب مجرد داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے اس وہابی بھیڑیے کے پنجے سے حرم حل ہو گیا اور چاروں مصلے جلا دیے گئے اور قبے گرا دیے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا جس کی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تا کہ اس کے دیکھنے سے مشتے نمونہ خروارعبرت کا باعث ہو۔ چنانچہ لکھا کہ "**فمن اعتقد انه اذا ذكر اسم نبى فيطلع هو عليه صار مشركا وهذا الاعتقاد شرك سواء كان مع نبى او ولى او ملك اوجنى او صنم اووثن وسواء كان يعتقد حصوله بذاته او باعلام الله تعالى باى طريق كان يصير مشركا ومن اعتقد النبى وغيره وليه وشفيعه فهوابوجهل فى الشرك سواء اما السابقون فاللات والسواع والعزّى واما اللاحقون فمحمد وعلى وعبدالقادر ومن لم يقل فى حاجته ياالله وقال يامحمد وان اعتقد عبدا غير متصرف فى الكل صار مشركا وكفاك قدوة فى ذلك شيخنا تقى الدين ابن تيميه وقدثبت ان السفرالى قبر محمد ومشاهده ومساجد واثاره و قبراى نبى او ولى وسائرالاوثان شرك اكبر**۔ یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے۔ الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بت لات اور سواع اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بت محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے اور اگرچہ اس کو ایک بندۂ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے اور تجھے اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے وثنوں کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

درعیہ پائیہ تخت نجدیان میں گرفتار ہو کر قسطنطیہ میں قتل کیا گیا۔ پس یہی تجدید دین کی آڑ ہے

پس مکہ کو غارت کر کے اس نے ۱۸۰۳ء میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بے شمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن سعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اس کے پاس ایک صندوق ملا جس میں سے تین لولو تے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد سعود نے نکالا تھا۔ پس سعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبہ مولد نبی ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبے بھی گرا دیے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہیں اور روضہ رسول کریم ﷺ کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجیب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے اور اسی اثناء میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہتوں کو جلایا اور اسی طرح ایک اژدھا حضرت موسیٰ کے اژدھا کی طرح نکلا جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا اور اتنے میں بحکم سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اس کا بیٹا طوسوں جس کے ساتھ سید احمد طحطاوی محشی درمختار بھی مصر میں آئے تھے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازے پر وہابیہ کی بیخ کنی کے لئے آ پہنچا اس وقت عثمان مضایقی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لئے لیکن طوسوں نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گر گیا اور طوسوں نے اندر گھس کر نجدیوں پر قیامت برپا کر دی اور مقید وہابیوں کے کان کتر دیے گئے اور مدینہ منورہ ۱۲۲۷ھ میں وہابیوں کے وجود سے پاک ہو گیا اور ۱۲۲۸ھ میں عثمان مضایقی بھی گرفتار ہو کر قسطنطیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کا بیٹا عبداللہ بن سعود اس کا جانشین ہوا اور آخرکار وہ بھی حروب کثیر کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ درعیہ پائیہ تخت وہابیان فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بتاریخ ۱۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطیہ میں باب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں یعنی مقید کئے گئے اور کان کتر دیے گئے اور امن وامان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مذہبوں کے مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔ **وھابی نامہ** میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طول میعاد ہونے کا باعث یہی ہے کہ ابتداء غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فوت ہوتے رہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس کی اوٹ میں ایسے اشخاص اپنی کامرانی کوموقوف سمجھے لیکن تعجب اس میں ہے کہ ہمارے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو درحقیقت اسی فرقۂ نجدیہ کے ممتاز کہلاتے ہیں کیونکہ انھوں نے اپنے اسلاف کا وہ طریقۂ دعوت اختیار کیا جو تاریخی شہادت کے ملاحظہ سے قابل نفرت اور مطعون اور مشتبہ دیکھا جاتا ہے لیکن افسوس کہ وہ بھی بتقاضائے فطرت مجبور رہے اور بقول حضرت روم ؎

نے کہ ہردم نغمہ آرائی کند فی الحقیقت از دم نائی کند

اپنے نائی جناب حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی جو ایک مشہور غیر مقلد ہیں اور جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تائید سے امت محمدیہ کے حنفاء اور دیگر امم کو اپنی

اوران کے تغیر وتبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا اور یہ فرقہ زور پکڑتا گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس فرقہ کا داعیہ ہندو پنجاب میں منتقل ہوگیا۔ گویا خدا کے غضب نے اس ملک میں ظہور کیا۔ چنانچہ پنجاب میں اس مذہب کی اشاعت مولوی عبداللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی۔ جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے بہت رسوائی کے ساتھ نکالا گیا اور اولاً بصورت درویشاں حضرت کوٹھے والی ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت میں رہا مگر آخرکار وہاں سے بھی اس کو نکلنا پڑا اور حضرت اخوند صاحب کے فتووں اور مریدوں سے ڈر کر امرتسر میں جا گزیں ہوا اور وہابیت کا بیج بودیا۔ غالباً اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱۸ میں اپنی الہامی تفسیر کے اثبات میں نقل کیا کہ عبداللہ غزنوی کو ایک دفعہ الہام ہوا کہ **رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق** اس سے مراد اس کے اصلی معنی نہ تھے بلکہ یہ مراد تھی کہ مولوی صاحب کوہستان ریاست کابل سے پنجاب کے ملک میں بزیر سلطنت برطانیہ آئیں گے اور یہی مولوی غزنوی ہیں جن کا ایک کشفی قول قادیانی صاحب نے اپنے دعویٰ کی صداقت کے لئے ''ازالۃ الاوہام'' کی جلد ثانی میں نقل کیا ہے پس پنجاب میں اس وقت تک جس قدر وہابی مولوی ہیں وہ سب اسی غزنوی مولوی کے متبع اور مقلد ہیں اور ہم کو ان کے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اس قدر مشہور ومعروف ہیں کہ عورت اور بچے بھی اس سے ناواقف نہیں اور خدا ہم کو اور ہمارے دوستوں کو ان کے شر سے بچائے اور صلح اور خیر کے حنفی راستے پر قائم رکھے۔ **امین یا رب العلمین**۔ مؤلف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف رجوع کرنے کے لئے دعوت دی۔ گویا یہی دو ملائکہ تھے جن کے پروں پر ہاتھ رکھ کر وہ بصورت مسیح موعود آسمانوں سے اترے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح اپنے کو ملہم اور مورد وحی ربانی قرار دے کر بآواز بلند پکار اٹھے کہ ''وہ خدا کی طرف سے نور اترا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔'' (براہین احمدیہ صفحہ ۵۶۲)۔ اور لکھا کہ ''میرے پاس خدا کی گواہی ہے یعنی خداوند تعالیٰ کا اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الہیہ سے اطلاع بخشا جس کو قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہے۔'' (براہین صفحہ ۵۵۶)۔ اور خدا نے مجھے کہا ہے کہ ''تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے''۔ (براہین صفحہ ۵۸۹) یعنی اس کا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔ (فیض الحسن شفاء الصدور)۔ اور آیت **مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد** میں مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہ اسی (غلام احمد قادیانی) سے متعلق ہے۔ اور آیت **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق** درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۷۶۔۶۸۱) اور جیسے کہ مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے چودہ سو (۱۴۰۰) برس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے اسی طرح یہ (قادیانی) محمد ﷺ کے بعد جو کہ مثیل موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ چودھویں صدی کے سر پر مثیل عیسیٰ ابن مریم ہو کر اس امت کے مفسد طبع لوگوں کی اصلاح کے لئے آئے جن کو حق تعالیٰ نے یہودی ٹھہرا کر ان کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا۔ اور انجام آتھم کے صفحہ ۲۱ میں نہایت جلی قلم سے امت محمدیہ ﷺ کے علماء کو بایں الفاظ ندا کی کہ ''اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔ اور مخاطبین علماء اور شیوخ کی ایک فہرست بھی اس کے اخیر میں دی جن کو مباہلہ اور مباحثہ کی دعوت بھی دی جو ہندو پنجاب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں حنفاء کے مقتدا ہیں اور ازالۃ الاوہام کی جلد اول میں ایک قصیدہ میں لکھا۔

چون کافر از ستم برپستد مسیح را — غیوری خدا بسرش کرد ہمدم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست کو بنہد پا بمبرم
واللہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار — بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

اور ایسا ہی عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات احیاء اموات اور اخبار مغیبات کی تضحیک کے علاوہ دیگر انبیاء کرام کی توہین بھی کی حتیٰ کہ آنحضرت خاتم النبوۃ محمد مصطفی ﷺ کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل کہا اور اپنے کو کل انبیاء اولوالعزم علیہم السلام کا مثیل ہونا بیان کیا۔ (دیکھو ازالہ صفحہ ۲۵۳)

پس انہیں وجوہ سے غالباً ان کے مؤید اول جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے اتباع واشیاع نے قادیانی صاحب سے علیحدگی اختیار کر لی اور بجائے مقتضائے **فلما جاء ھم ماعرفوا کفروا بہ** کے **ما انکروا کفروا بہ** کے مستحق ہو گئے اور انہوں نے نہ فقط اسی انکار پر کفایت کی بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ گورنمنٹ کے مجسٹریٹ نے از روئے دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری بتاریخ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء دونوں سے مچلکہ لے لیا۔

ان بزرگوں کے رسائل جوابی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چونکہ اصول غیر مقلدی میں از یک دیگر جدا نہ تھے اور ان کے رسائل بھی نیک نہج پر نہ لکھے گئے لہذا ان کے ردّ وقدح اور تحریرات جوابی نے اطفاء فساد اور تائید اسلام میں کوئی مفید نتیجہ نہ بخشا۔ ہاں سچ تو ہے کہ

ع گور نگرفت مگر آنکہ دوید۔ لیکن
ع نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس میں نے حسبۃً للہ محض اس فتنہ وفساد مسیحی کے مٹانے کے لئے جس کا مشن شمال وجنوب کی اُمم کو باد سموم کی طرح اپنے زہریلے اثر سے مسموم کر رہی ہے بخوف حدیث الجام ہمہ تن حق تعالٰی کی طرف متوجہ ہوکر قادیانی صاحب کے جملہ دعاوی کا رد ایسے طریق احسن پر لکھا کہ جس سے سارے اصول غیر مقلدی تار عنکبوت کی طرح درہم و برہم ہو گئے اور جن کے توڑنے سے مجھ پر اپنے خدا اور رسول اکرم حضرت محمد مصطفٰی ﷺ روحی فداہ کی خوشنودی اور رضا منکشف ہوگئی اور بقول شخصے

ع   **ومن دق باب الكريم الفتح**

میری کوشش نے فتوحات ربانی کے دروازے کھول دیئے اور میری دوڑ نے گورخر کو نہ چھوڑا۔ اور میں اگرچہ بذات خود بالکل عدیم الفرصت اور کم استطاعت تھا لیکن روح القدس کی تائید ساتھ ساتھ رہی۔

حکمت محض است گر لطفِ جہان آفرین   خاص کند بندہ مصلحت عام را

اور چونکہ میں حامی اسلام شہنشاہ یعنی حضرت احمد شاہ دُرّانی علیہ الرحمۃ کے خاندان سے ہوں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کا نام "**دُرّۃ الدُّرانی علی ردۃ القادیانی**" رکھا جائے اور اس کو چند مقدمات اور دو دعووں پر منقسم کیا جائے جو کہ قادیانی صاحب کے طیران کے لئے بمنزلہ دو جناح اور رگ وریشہ کے ہیں۔

....

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدمۂ اوّل

(براہین احمدیہ کی وجہ تالیف اور قادیانی صاحب کے فطرتی جذبہ میں)

پہلا کام جو قادیانی صاحب کے وجود سے نمایاں ہوا وہ ان کا ایک فطرتی جذبہ ہے جو ہنود کے فرق آریا یعنی دیانند سرسوتی کے بالکوں اور قلیل البضاعت کرسٹانوں (کرسچن) کے مقابلہ ۱۸۸۴ء م ۱۲۹۷ھ میں ظاہر ہوا۔ یعنی ان کے رد میں انہوں نے ایک کتاب بنام براہین احمدیہ لکھی۔ اور اگرچہ اس کتاب کی دو جلدوں میں نفس الہام اور کتاب اللہ کے الہامی ہونے کے ثبوت میں انہوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لیکن بمقتضائے

ع ہر چہ گیرد علتے علت شود

انہوں نے بالآخر آریہ اور نصاریٰ کو کریہہ اور غیر مہذب طور سے مخاطب کرنے میں سبقت کی اور ان مخالفین کی زبان وقلم سے جو جوا سلام کے بانی مُبانی یعنی خدا اور خدا کے کلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین ہوئی وہ اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے کہ دیانند سرسوتی کے بالکے لیکھرام پشاوری نے ''خبط احمدیہ'' ایک کتاب اس کے جواب میں لکھی جس میں وید اور قرآن کا مقابلہ اور دیانند اور نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کا مقابلہ نہایت ہی زبوں صورت میں دکھلایا گیا اور اس نے ہرنا گفتنی بات جن کو کوئی رذیل سے رذیل بھی زبان پر نہیں لاسکتا امہات المومنین علیہن السلام کی نسبت برملا افترا کیں جن کے پڑھنے اور سننے سے مردۂ صد سالہ بھی جوش غیرت سے چونک اٹھے اور جس کا نور ایمان اگرچہ ہزارہا تاریکیوں اور پردوں میں چھپا ہو وہ بھی تو ایک بار تموّج میں آجائے۔ مگر بجوائے

ع اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

ان کو کیا کہنا چاہیے اس کا وبال بجز قادیانی صاحب کی گردن کے کس پر آسکتا ہے؟ لیکن جائے افسوس تو یہ ہے کہ قادیانی صاحب نے ایسی تصنیف اور ایسی دعوت کے وقت قرآن کریم کی تعلیم کو ملحوظ نہ رکھا جو ارشاد فرما رہا ہے۔ **و لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدوا بغیر علم۔ (قرآن کریم) کہ اے ایمان والو جو محمد (ﷺ) پر ایمان لائے ہو تم ان لوگوں کو گالی مت دو جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں تاکہ وہ نادانی سے خود اللہ کو گالی نہ دیں۔ اور خود رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ **قد ثبت فی الصحیح ان رسول اللہ ﷺ قال ملعون من سب والدیہ قالوا یارسول اللہ وکیف یسب الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ**۔ (فتح البیان) یعنی کہ وہ شخص ملعون ہے جو دوسروں کے ماں باپ کو گالی دینے سے اپنے باپ اور ماں کو گالی دلائے۔

مقدمۂ دوم

(حقیقت الہام اور ائمہ کشف و مذہب کے بیان میں)

مگر قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت قرآن کریم کے الہامی ہونے کے اثبات پر ہی کفایت نہ کی بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دے کر اپنے کو الہام کی ان متعدد صورتوں کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا جن کے ساتھ جبریل علیہ السلام کا نزول نبی ﷺ پر ہوتا رہا۔ (براہین ۲۲۳) بلکہ توضیح المرام کے متعدد صفحات میں اس سے بھی ترقی کر کے لکھ دیا کہ "جبریل کبھی اپنے ہیڈ کوارٹر اور روشن نیر سے جدا نہیں ہوا"۔ حالانکہ جبریل کا متعدد صورتوں میں زمین پر اترنا[1] قرآن و حدیث دونوں سے منصوص و مضبوط ہے۔ اور اس سے بھی ترقی

[1] دیکھو بخاری کی پہلی حدیث جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **فغطنی فبلغ منی الجهد** یعنی جبریل نے رسول اللہ کو سینہ سے لگا کر ایسا نچوڑا کہ رسول اللہ پسینہ پسینہ ہو گئے اور طاقت پوری صرف ہو گئی اور خود حدیث حنظلہ میں صاف الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **والذی نفسی بیدہ لو تدومون علی ماتکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکة علی فرشکم وفی طرقکم ولکن یاحنظلة ساعة وساعة ثلاث مرّات فاشار الی ان الاحوال تدوم**۔ یعنی تمہاری حالت اگر ویسی ہی ہمیشہ رہے جیسی کہ میرے حضور میں رہتی ہے تو ملائکہ تمہارے بچھونوں اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ احوال اور تجلیات میں دوام نہیں۔ مؤلف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کرکے جبریل کی حقیقت بیان کی کہ ''خدا اور بندہ کی محبت کے نر و مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اسی کا نام روح القدس ہے اور وہی روح امین ہے اور اسی کا نام شدید القویٰ ہے اور اسی کا نام ذوالافق الاعلیٰ ہے اور اسی کا نام رأی مارأی ہے۔ اور جبریلی نور آفتاب کی طرح ہر ایک انسان پر اس کے حسب استعداد اپنا اثر ڈالتا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو حتی کہ مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقع ہے اور جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجے کا بدکار بھی باہر نہیں حتی کہ کنجیاں بھی۔ پس ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا ہے اور فرق صرف آرسی کے شیشے اور بڑے آئینے کا ہے''۔ (توضیح المرام مختصراً) اور براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۹ میں لکھا کہ ''الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے بلکہ تجربۂ صحیحہ اور آیات فرقانی اس کے ابطال پر دلائل قائم کرتی ہیں۔'' اور اسی براہین کے صفحہ ۲۳۴ میں لکھا ہے کہ ''یہ وہم کہ اگر الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پھر کیا کریں یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو کیا کریں؟ اور ممکن نہیں کہ ایسا کامل النور الہام شریعت محمدیہ سے مخالف ہو''۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۵۰۔۱۵۲ میں اسی کی تائید کے لئے اپنے مؤید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول نقل کیا جو انہوں نے اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں قادیانی صاحب کی تائید میں بحوالہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب میزان کبریٰ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا انہوں نے ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی۔ کیونکہ کشف کی خود شریعت مؤید ہے۔ انتہیٰ

الہام شیطانی اور الہام رحمانی

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان جملہ ہفوات کا جواب دیں جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے الہام اور جبریل کی حقیقت کے متعلق لکھا ہے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ اوّلاً عارف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی میزان کبریٰ سے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے کشف اور الہام کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ یا منجانب شیاطین ہونے کا ایک معیار پیش کریں۔ کیونکہ خداتعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق کہ **ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم** یعنی شیطان بالضرور اپنے دوستوں کو القا اور ایحاء کرتے ہیں۔ لازم ہوا کہ الہام شیطانی اور وحی ربانی کی تفریق کے لئے کوئی میزان معیّن ہو پس اسی میزان کے متعلق عارف شعرانی میزان کبریٰ کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں۔ **واما عند عدم القطع بصحتہ (ای ذلک الکشف) فمن حیث عدم عصمۃ الأخذ لذلک العلم فقد یکون دخل کشفہ التلبیس من ابلیس فان اللّٰہ تعالٰی قد اقدر ابلیس کما قال الغزالی وغیرہ علی ان یقیم للمکاشف صورۃ المحل الذی یاخذ علمہ منہ من سماء اوعرش اوکرسی او قلم او لوح فربما ظن المکاشف ان ذلک العلم عن اللّٰہ فاخذ بہ فضلّ واضلّ فمن ھنا اوجبوا علی المکاشف انہ یعرض ما اخذہ من العلم من طریق کشفہ علی الکتاب والسنۃ قبل العمل بہ فان وافق فذاک والاحرم علیہ العمل بہ فعلم ان من اخذ علمہ من عین الشریعۃ من غیر تلبیس فی طریق کشفہ فلا یصح منہ الرجوع عنہ ابداً ما عاش لموافقتہ الشریعۃ التی بین اظھرنا من طریق النقل ضرورۃ ان الکشف الصحیح لایاتی دائما الا موافقاً للشریعۃ کما ھو مقرر بین العلماء۔ واللّٰہ اعلم** (المیزان الکبریٰ ج۱، صفحہ۱۲، فصل: فان قال قائل ان احدا...، دارالفکر بیروت) کہ غیر معصوم کا کشف کبھی قطعی نہیں ہوتا کیونکہ صاحب کشف کے کشف میں تلبیس ابلیس کا دخل بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو یہ قوت دی ہے، جیسے امام غزالی وغیرہ نے کہا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ ابلیس کبھی صاحب کشف پر ان مقامات کی صورت کھڑی کر دیتا ہے جس سے کہ وہ علوم اخذ کرتا ہے، آسمان ہو یا عرش ہو یا کرسی یا قلم یا لوح۔ پس کبھی کشف والوں کو اس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ علم اللہ کی طرف سے ہے اور اسی وجہ سے اس کو اخذ کر لیتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کشفی علم کو اس پر عمل کرنے سے قبل کتاب اور سنت کے سامنے لائے۔ پس اگر وہ کشفی علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق ہو تو وہ عمل کے قابل ہے ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص اپنا علم عین الشریعت سے اخذ کرتا ہے بغیر اس کے کہ اس کے طریق کشف میں تلبیس ابلیس کا دخل ہو پس اس سے کبھی رجوع ہونا صحیح نہیں کیونکہ وہ اس شریعت نبویہ کے موافق ہوتا ہے جو بطریق نقل ہمارے سامنے ہے بوجہ اس کے کہ یہ ضروری امر ہے کہ کشف صحیح کبھی شریعت منقولہ سے باہر نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ شریعت منقولہ کے موافق ہوتا ہے جیسے کہ علماء امت کے نزدیک معہود ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہیں

اور اسی کے ہم وزن بلکہ کسی قدر پر لطف قول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے جو جلد اوّل کے مکتوب ۴۹ میں فرماتے ہیں کہ "نظر علماء از صوفیہ بلند آمدہ وموافقت معارف باطن با علوم شرعیہ ظاہر بتمام وکمال بحدیکہ در حقیر ونقیر مجال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است کہ بالاتر مقام ولایت است۔ فوق مقام صدیقیت مقام نبوت است۔ علومیکہ نبی را علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ طریق وحی آمدہ است صدیق را بطریق الہام منکشف گشتہ است۔ درمیان ایں دو علم غیر از فرق وحی والہام نیست۔ پس مخالفت را چہ مجال باشد۔ ودر مادون مقام صدیقیت ہر مقامے کہ باشد نحوے از سکر متحقق است۔ صحو تام در مقام صدیقیت ست وبس۔ وفرق یکدیگر درمیان ایں دو علوم آنست کہ در وحی قطع است ودر الہام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظن زیرا کہ وحی بتوسط ملک است و ملائکہ معصوم اند احتمال خطا در ایشان نیست۔ و الہام اگرچہ محل عالی دارد کہ آن قلب است کہ آن از عالم امر ست اما قلب را با عقل و نفس نحوے از تعلق متحقق است و نفس ہر چند بہ تزکیہ مطمئنہ گشتہ است اما

ہر چند کہ مطمئنہ گردد ہرگز ز صفات خود نگردد

پس خطا را دران موطن مجال پیدا شد"۔

پس امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ظاہر ہے کہ غیر معصوم کا کشف اور الہام کبھی قطع اور یقین کا افادہ نہیں دے سکتا اور نہ کامل روشنی حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ شریعت منقولہ کے معیار سے اس کا کھرا کھوٹا نہ معلوم ہو لے اور میزان کتاب و سنت کے کسی پلہ پر نہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ امر ضروری ہے کہ صحیح کشف اور صحیح الہام کبھی ظاہری شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتا۔ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے صریح ہے۔ کہ "علماء شریعت کا پلہ صوفیہ کے پلّے سے ہمیشہ غالب رہا اور ان کی نظر صوفیاء کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی ہے کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہرہ شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنیٰ امر میں بھی مخالفت نہ ہو۔ یہ فقط انہیں افراد کے علوم میں ہے جو کہ بعد از نبی لسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام صدیقیت سے مبشر ہوئے اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام تحتانی میں ایک قسم کا سکر متحقق ہے جس میں خطا کا آنا بالکل بجا ہے۔ اور جب تک کہ شریعت منقولہ کے مطابق نہ ہو غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہیں ہو سکتا۔"

چاروں مذہبوں کے امام صاحب کشف تھے

اور اسی وجہ سے چاروں مذہبوں کے اماموں نے باوجودیکہ وہ مقام کشف میں درجہ اعلیٰ رکھتے تھے لیکن بقول عارف شعرانی **ومن نازعنا فی ذلک فھو جاھل بمقام الائمة فواللہ لقد کانوا علماء بالحقیقة والشریعة معاً وان فی قدرة کل**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

واحد منهم ان ينشر الادلة الشرعية على مذهبه ومذهب غيره بحكم مرتبتي هذه الميزان فلا يحتاج احد بعده الى النظر فى اقوال مذاهب اخر لكنهم رضى الله عنهم كانوا اهل انصاف واهل كشف فكانوا يعرفون ان الامر يستقر فى علم الله تعالى على عدة مذاهب مخصوصة لا على مذهب واحد فابقى كل واحد لمن بعده عدة مسائل عرف من طريق كشفها انها تكون من جملة مذهب غيره فترک الاخذ بها من باب الانصاف والاتباع لما اطلعهم الله تعالى عليه من طريق كشفهم انها مراد له تعالى (الى قوله) وسمعت سيدى عليا الخواص رحمة الله تعالى عليه يقول انما ايد ائمة المذاهب مذاهبهم بالمشى على قواعد الحقيقة مع الشريعة اعلاما لاتباعهم بانهم كانوا علماء بالطريقين وكان يقول لا يصح خروج قول من اقوال الائمة المجتهدين عن الشريعة ابدا عند اهل الكشف قاطبة وكيف يصح خروجهم عن الشريعة مع اطلاعهم على مواد اقوالهم من الكتاب والسنة واقوال الصحابة ومع الكشف الصحيح ومع اجتماع روح احدهم بروح رسول الله ﷺ وسوالهم عن كل شئ توقفوا فيه من الادلة هل هذا من قولک يارسول الله ام لا يقظة ومشافهة بالشروط المعروفة بين اهل الكشف (الى قوله) و كان ائمة المذاهب رضى الله عنهم وارثين لرسول الله ﷺ فى علم الاحوال وعلم الاقوال معاخلاف مايتوهمه بعض المتصوفة حيث قال ان المجتهدين لم يرثوا من رسول الله الا علم المقال فقط (الى قوله) وهذا كلام جاهل باحوال الائمة الذين هم اوتاد الارض وقواعد الدين (الى قوله) وكل من نور الله تعالى قلبه وجد مذاهب المجتهدين و

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتباعهم كلها تتصل برسول الله ﷺ من طريق السند الظاهر بالعنعنة ومن طريق امداد قلبه ﷺ لجميع قلوب علماء امته۔ (المیزان الکبریٰ ج۱، صفحہ ۴۳، ۴۴، ۴۵، فصل: فی بیان استحالۃ خروج شیٔ من اقوال المجتہدین عن الشریعۃ، دارالفکر بیروت)

انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد شریعت اور قواعد حقیقت ہر دو پر چلنے سے کی اور باوجودیکہ ان کو قدرت تھی کہ ہر ایک امام اپنے مذہب کے ادلّہ کے علاوہ دوسرے ائمہ مذاہب کے ادلّہ بھی امر حق کے وزن کرنے کے لئے مرتب کرتے تاکہ بعد ازاں کوئی بھی کسی دوسرے امام کے قول کا محتاج نہ رہے لیکن چونکہ وہ اہل انصاف اور اہل کشف ہونے کے سبب سے جانتے تھے کہ یہ امر اللہ تعالیٰ کے علم میں چند مخصوص مذاہب میں جداگانہ طور سے مرتب ہونا قرار پاچکا ہے۔ پس ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کے مقتضاء پر اپنے مذاہب کے مسائل ہی مرتب کئے اور یہی مراد اللہ کی تھی۔ پس انہوں نے (جیسے کہ میں نے اپنے سیّد اور پیشوا علی خواص سے سنا ہے) اپنے اپنے مذہب کی تائید قواعد حقیقت کے ساتھ قواعد شریعت پر چلنے سے اس لئے کی تاکہ ان کے مقلدین کو معلوم ہو کہ ان کے ائمہ دونوں طریقوں کے علماء تھے اور علی الخواص فرمایا کرتے تھے کہ ان ائمہ مجتہدین کا قول تمام اہل کشف کے نزدیک کبھی شریعت سے باہر ہونا صحیح نہیں اور کیونکر شریعت سے باہر ہوسکتا ہے جبکہ وہ اپنے اقوال کے مواد سے جو کتاب وسنت اور اقوال صحابہ ہے واقف ہونے کے باوجود ان کو روحانی معیت نبی ﷺ کی روح مبارک کے ساتھ ہوتی رہی اور وہ ہر امر متوقف علیہ میں آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ اور بیداری کی حالت میں پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ کیا یہ آپ کا قول ہے یا نہیں؟

ائمہ مذاہب ہی دراصل علوم وحی وغیر وحی میں رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں اور یہی ائمہ درحقیقت علم احوال وعلم اقوال ہر دو میں رسول اللہ ﷺ کے وارث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے اور بعض بناوٹی صوفیوں نے جو کہا ہے کہ مجتہدین فقط علم قال کے وارث ہیں سو یہ قول اسی صوفی کا ہے جو کہ ان ائمہ مذاہب کے احوال سے جاہل ہے جو کہ زمین کے اوتاد اور دین کے قواعد اور بنیاد ہیں اور جس کا دل اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے وہ پالیتا ہے کہ مجتہدین اور ان کے تابعین کے مذاہب سب کے سب رسول اللہ ﷺ تک بسند ظاہر اور متصل بھی پہنچتے ہیں اور نیز بطریق سلسلہ روحانی اور قلبی بھی پہنچتے ہیں۔

اور اسی میزان کے صفحہ ۲۵ میں امام شعرانی خود اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہیں کہ ان **اللّٰہ تعالٰی لما منّ علیّ بالاطلاع علی عین الشریعه رأیت المذاهب کلها متصلة بها ورأیت مذاهب الائمة الاربعة تجری جداولها کلها ورأیت جمیع المذاهب التی اندرست قد استحالت حجارة ورأیت اطول الائمة جدولا الامام اباحنیفة ویلیه الامام مالک ویلیه الامام الشافعی ویلیه الامام احمد بن حنبل واقصرهم جدولا مذهب الامام داؤد وقد انقرض فی القرن الخامس فاوّلت ذٰلک بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره فکما کان مذهب الامام ابی حنیفة اوّل المذاهب المدونة تدوینا فکذٰلک یکون اٰخرها انقراضا وبذٰلک قال اهل الکشف۔** (المیزان الکبریٰ ج ۱، صفحہ ۲۹ فصل: فان اوی احد من العلماء... دار الفکر بیروت) جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عین الشریعت کی آگاہی پر اکرام فرمایا تو میں نے دیکھا کہ کل مذاہب ان ائمہ کے اصلی عین الشریعت کے ساتھ پیوستہ ہیں اور میں نے چاروں مذہبوں کی نہریں جاری دیکھیں۔ اور یہ بھی دیکھا کہ وہ تمام مذاہب جو پرانے اور بوسیدہ ہو گئے ہیں وہ پتھر بن گئے ہیں اور سب سے لمبی نہر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی دیکھی۔ اور اس سے چھوٹی نہر امام مالک کی اور اس سے چھوٹی امام شافعی کی اور اس سے چھوٹی امام احمد بن حنبل کی اور سب سے چھوٹی نہر امام داؤد کے مذہب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کی جو پانچویں قرن میں ختم ہوگیا۔ پس اس کی تاویل میں نے یہ کی کہ طول نہر سے مراد ان کے مذاہب پر عمل کی طوالت ہے جو زمانہ طویل تک ہوگا اور قصر سے مراد قصر عمل ہے جو ایک زمانہ قلیل تک رہے گا۔ پس جس طرح کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب باعتبار تدوین کے سب سے اوّل ہے اسی طرح باعتبار انقراض کے سب سے آخر ہے اور یہی قول جملہ اہل کشف کا ہے۔ انتہی

امام ابوحنیفہ کا مذہب ہی قیامت تک رہے گا اور عیسیٰ نبی اللہ کے احکام اسی مذہب کے مؤید ہوں گے

اور امام شعرانی کے اس قول کی تصدیق کہ آخری مذہب امام ابوحنیفہ کا ہوگا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو مکتوب ۲۸۲ جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بہ فقہ شافعی ست وکمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی اگر فرضا دریں امت پیغمبرے مبعوث میشد موافق فقہ حنفی عمل میکرد ودر ینوقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ عمل خواہد کرد"۔ اور جلد ثانی کے مکتوب ۵۵ میں اس کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں۔ کہ "حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود واتباع سنت آن سرور علیہ السلام خواہد کرد نسخ این شریعت مجوز نیست نزدیک ست کہ علماء ظواہر مجتہدات اور از کمال وقت وغموض ماخذ انکار نمایند ومخالف کتاب وسنت دانند مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ ببرکت ورع وتقویٰ بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران درفہم آن عاجز نند ومجتہدات اورا بواسطۂ وقت روحانی مخالف کتاب وسنت دانند اورا واصحاب اورا اصحاب رائے پندارند وکل ذٰلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاطلاع علی فهمه وفراسته۔ امام شافعی بکرشمۂ از دقتِ فقاہت او دریافت کہ گفت **الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفة**۔ وائے از جرأتہائے قاصر نظران کہ قصور خود را بدیگرے نسبت نمایند و بواسطۂ ہمیں مناسبت کہ بروح اللہ دارد تواند انچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عمل خواہد کرد۔ یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید ایں مذہب خواہد کرد کہ شان او ازاں بلندتر ست کہ تقلید علماء امت فرماید بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ میشود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم مینماید وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر می درآیند و بظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ مے آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان۔ وایں مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول وفروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علیحدہ دارد۔ وایں معنی منبع از حقیقت است عجیب معاملہ است امام ابوحنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیشقدم است و احادیث مرسل را در رنگ احادیث سند شایان متابعت میداند و بر رائے خود مقدم میدارد و ہمچنین قول صحابہ را بواسطہ شرف صحبت خیر البشر۔ و دیگران نہ چنین اند۔ معذالک مخالفان او را صاحب رائے میدانند الفاظے کہ منبئ از سوء ادب اند باو منتسب میسازند۔ جماعۂ کہ این اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر این اعتقاد دارند کہ ایشان برائے خود حکم میکردند و متابعت کتاب وسنت نمی نمودند پس سواد اعظم بزعم فاسد ایشان ضال ومبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اسلام بیرون بوند۔ این اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال دین ست۔ ناقصے چند احادیث چند ریاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر دران ساختہ ماورائے معلوم خود رانفی مے نمایند وانچہ نزد ایشان ثابت نشد ہ منتفی میسازند

چو آں کرمے کہ در سنگے نہاں است　　زمین و آسمانِ او ہمان است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس امام شعرانی اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال قطعیہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ ائمہ مجتہدین علی الخصوص امام ابوحنیفہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال عین شریعت اور حقیقت سے ہیں اور ان کے اقوال کا انکار خود شریعت نبوی کا انکار ہے۔

بقول ابن حزم ائمہ مذاہب کو مسائل اجتہادیہ میں خطا کی نسبت کرنا گمراہی ہے

چنانچہ اسی امر کے متعلق امام شعرانی میزان کبریٰ کے صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں۔

وکان ابن حزم یقول جمیع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشریعة وان خفی دلیله علی العوام ومن انکر ذٰلک فقد نسب الائمة الی الخطاء وانهم یشرعون مالم یاذن به اللّٰه وذٰلک ضلال من قائله عن الطریق والحق انه یجب اعتقاد انهم لولا راوا فی ذٰلک دلیلا ماشرعوه۔ (المیزان الکبریٰ ج ۱، صفحہ ۱۸، ۱۹، فصل: فان قلت فمن یقول ان القیاس... دار الفکر بیروت)۔ ابن حزم کہا کرتا تھا کہ مجتہدین نے جو کچھ استنباط کیا ہے وہ سب شریعت میں ہی محسوب ہے، اگرچہ عوام پر اس کی دلیل مخفی ہو اور جو کوئی کہ ان کا منکر ہے اس نے درحقیقت ائمہ کی طرف خطا کی نسبت کی اور ان کو اعتقاد کرلیا کہ وہ اللہ کے غیر ماذون امر کو شریعت بناتے ہیں حالانکہ قائل کا یہ کہنا راہ حق سے گمراہی ہے۔ اور امر حق یہی ہے کہ ہر ایک کو یہی اعتقاد کرنا واجب ہے کہ اگر وہ اس امر میں کسی دلیل کو نہ دیکھتے تو ہرگز اس کو مشروع نہ رکھتے۔

ائمہ مذاہب نے حرمت اور حلت اشیاء کے احکام قرائن ادلّہ اور کشف صحیح سے ادراک کئے

پھر امام شعرانی میزان کبریٰ کے صفحہ ۵۰ میں لکھتے ہیں۔ **فان قیل ان المجتهدین قد صرحوا باحکام فی اشیاء لم تصرح الشریعة بتحریمها ولا بوجوبها فحرموها واوجبوها؟ فالجواب انهم لولا علموا من قرائن الادلّة**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریمها او وجوبها ماقالوا به والقرائن اصدق الادلّة وقد یعلمون ذٰلک بالکشف ایضا فتتأیّد به القرائن۔ (المیزان الکبریٰ ج۱، صفحہ۵۸، فصول فی بیان ماورد فی ذم الرأی۔۔۔ دار الفکر بیروت) کوئی کہے کہ اگر مجتہدین نے ایسی اشیاء میں احکام کی تصریح کردی ہے جن کی تحریم اور تحلیل کے متعلق شارع نے کوئی تصریح نہیں کی اور ان ائمہ نے کسی کو حرام بتادیا اور کسی کو واجب کہہ دیا۔ پس اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ ادلہ کے قرائن سے ان کی حرمت اور وجوب نہ معلوم کرلیتے تو ہرگز نہ کہتے اور قرائن نہایت سچے دلائل ہیں اور باوجود اس کے کبھی وہ حرمت اور وجوب کشف سے بھی معلوم کرلیتے ہیں اور اس سے قرائن کو زیادہ تر تائید ہوجاتی ہے۔

ہر مجتہد کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے

پھر امام شعرانی نے میزان کے صفحہ ۲۶ میں لکھا۔ کہ **ومعلوم ان المجتهدین علی مدرجة الصحابة سلکوا فلا تجد مجتهداً الا وسلسلته متصلة بصحابی قال بقوله اوبجماعة منهم۔** (المیزان الکبریٰ ج۱، صفحہ۳۰، فصل: فان ادّعی احد من العلماء فوق ھذہ المیزان۔۔۔ دار الفکر بیروت) یہ امر معلوم ہے کہ مجتہد لوگ صحابہ کے طریق پر ہی چلے۔ پس کوئی مجتہد ایسا نہیں کہ اس کا سلسلہ کسی صحابی یا جماعت صحابہ سے نہ ملتا ہو۔

ہر مجتہد نفس الامر میں صواب پر ہے

اور اسی میزان کے صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے۔ کہ **اجمع علیه اهل الکشف من ان المجتهدین هم الذین ورثوا الانبیاء حقیقة فی علوم الوحی فکما ان النبی معصوم کذٰلک وارثه محفوظ من الخطاء فی نفس الامر (الٰی قوله) فقام اجتهادهم مقام نصوص الشارع فی وجوب العمل به فانه ﷺ اباح لهم الاجتهاد فی الاحکام تبعا لقوله تعالٰی ولو ردوه الی الرسول والٰی**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ومعلوم ان الاستنباط من مقامات المجتهدین رضی اللہ عنہم **فهو تشریع عن امر الشارع کما مر فکل مجتهد مصیب من حیث تشریعه بالاجتهاد الذی اقره الشارع علیه کما ان کل نبی معصوم (الٰی قوله) فیحشر علماء هذه الأمة حفاظ ادلّة الشریعة المطهرة العارفون بمعانیها فی صفوف الانبیاء والرسل لا فی صفوف الامم فما من نبی او رسول الا وبجانبه عالم من علماء هذه الامّة او اثنان او ثلثة او اکثر اه ملخصاً۔** (المیزان اللکبریٰ ج۱، صفحہ۳۲، فصل: فی بیان تقریر قول من قال ان کل مجتهد مصیب...، دارالفکر بیروت) کہ اہل کشف کا اس پر اجماع ہے کہ مجتہد ہی درحقیقت علوم وحی میں انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ پس جیسے کہ نبی معصوم ہے اسی طرح اس کا وارث نفس الامر میں خطا سے محفوظ ہے اور اس کا اجتہاد نص شارع کے قائم مقام ہوتا ہے کیونکہ شارع ہی نے اس کو اجتہاد کی ہدایت کی ہے جیسے کہ آیت استنباط سے ظاہر ہے اور معلوم ہے کہ امر استنباط مجتہدین کے مقامات میں سے ہے۔ پس وہ تشریع حقیقت میں شارع کے امر سے ہے۔ پس ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں صواب پر ہے جیسے کہ ہر نبی ابلاغ میں معصوم ہے، اس لئے کہ مجتہد کی تشریع اپنے اجتہاد سے اسی وجہ سے ہے کہ شارع نے اس کو اس پر کھڑا کیا ہے۔ پس اس اُمت کے علماء جو شرائع کے ادلّہ کے حفاظ ہیں اور جو ان کے معانی کے عارف ہیں ان کا حشر قیامت کے دن انبیاء اور رسولوں کی صفوں میں ہوگا نہ کہ اُمتوں کی صفوں میں لہٰذا کوئی ایسا نبی اور رسول نہیں کہ اس کی جانب اس اُمت کا ایک نہ ایک عالم ضرور ہے یا اس سے زیادہ۔ اور عارف شعرانی نے اسی امر کی تائید میں کہ ہر مجتہد صواب پر رہتا ہے میزان کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ **ان کل من کان فی حال السلوک فهو لم یقف علی العین الاولی فلا یقدر علی ان یتعقل ان کل مجتهد مصیب بخلاف**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من انتھی سلوکه فانه یشھد یقینا ان کل مجتھد مصیب و حینئذ یکثر الانکار علیه من عامة المقلدین متی صرح لھم بما یعتقده لحجابھم عن شھود المقام الذی وصل الیه فھم معذورون من وجه غیرمعذورین من وجه اخر حیث لم یردوا صحة علم ذلک الی اللہ تعالی فانه ماثم لنا دلیل واضح یرد کلام اھل الکشف ابداً لا عقلا ولا نقلاً ولا شرعاً لان الکشف لایاتی الا مؤیّداً بالشریعة دائما اذ ھو اخبار بالامر علی ماھو علیه فی نفسه، وھذا ھو عین الشریعة۔ (المیزان الکبریٰ ج ۱، صفحہ ۳ فصل: ان اردت یا اخی الوصول الی معرفۃ ھٰذہ المیزان... ، دارالفکر بیروت) یعنی جو شخص کہ ابھی حالت سلوک میں ہوتا ہے وہ چشمہ اولیٰ پر واقف نہ ہونے کے باعث اس معنی کے تعقل کے لئے قدرت نہیں رکھتا کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں صواب پر ہوتا ہے برخلاف اس شخص کے جس کا سلوک ختم ہو گیا ہو کیونکہ وہ یقینا مشاہدہ کرتا ہے کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں صواب پر ہوتا ہے اور جب وہ اس معنی کو ان عامی مقلدوں پر ظاہر کرتا ہے جو ابھی اجتہاد کے درجہ میں مثل اس کے نہیں ہیں تو وہ اس پر انکار کرنے لگتے ہیں۔ پس وہ ایک وجہ سے اگرچہ معذور ہیں لیکن اس وجہ سے کہ انہوں نے اس کے علم کو اللہ کی طرف نہیں سونپا وہ معذور نہیں ہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں ہمارے پاس ہمیشہ کے لئے کوئی دلیل واضح نہیں ہو سکتی جو اس قسم کے اہل کشف کے کلام کو رد کرتی ہو نہ عقلا اور نہ نقلا اور نہ شرعاً۔ کیونکہ ایسا کشف کبھی شریعت کے ساتھ مؤید ہوئے بغیر نہیں آ سکتا۔ کیونکہ کشف کے بجز اس کے اور کوئی معنی نہیں کہ وہ ایک امر کی واقعی حالت کا اخبار ہے اور یہی معنی عین شریعت ہے۔ انتہی

حقیقت کشف کے نقل کرنے میں قادیانی صاحب کی تحریف

پس ناظرین پر واضح ہوگا کہ قادیانی صاحب کا بحوالہ میزان امام شعرانی علی الاطلاق کشف کی نسبت یہ لکھنا کہ ''ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ نقلی نہ شرعی۔ کیونکہ کشف کی خود شریعت مؤید ہے"۔ کس قدر بے سروپا اور بیہودانہ تحریف سے بھرا ہوا ہے۔ کیونکہ عارف شعرانی کا یہ قول اس اہل کشف کے کشف کے متعلق ہے جو حالت وصول میں ہر مجتہد کو صواب اور حق پر دیکھتا ہے اور اسی کی نسبت لکھتے ہیں کہ ایسا کشف ہمیشہ شریعت کے ساتھ مؤید ہوتا ہے بلکہ وہ عین شریعت ہے نہ کہ ہر کشف خواہ شریعت اس کی مؤید نہ بھی ہو جیسے کہ قادیانی صاحب کا منشاء اس بے سروپا اور محرف نقل سے پایا جاتا ہے۔ حالانکہ عارف شعرانی اس کتاب کے صفحہ ۱۰ میں قاعدہ کلّیہ تصریح فرما چکے ہیں کہ غیر معصوم کا کشف صحیح کبھی نہیں ہوسکتا جب تک کہ شریعت کے ساتھ موافق نہ ہولے اور اس وقت تک جائز العمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ شریعت اس کی صحت پر فتویٰ نہ دے۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ طریق الہام یعنی طریق القاء اور ایحاء میں انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی شخص بھی تلبیس ابلیس سے مامون اور محفوظ نہیں۔ کیونکہ شیاطین بھی اپنے دوستوں کو القاء اور ایحاء کرتے ہیں۔

نبی اور ولی کے الہام میں مساوات غلط ہے

پس قادیانی صاحب کا یہ قول بھی لغو ہے جو براہین کے صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۹ میں لکھتے ہیں کہ "جیسے ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف نہیں ہوتا اسی طرح الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف نہیں ہوسکتا اور اس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے"۔ کیونکہ قادیانی صاحب کے اس قول سے وہ تفریق بھی اٹھ جاتی ہے جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور ان کے القاء اور ایحاء میں حق تعالیٰ نے ودیعت فرمائی ہے۔ قطع نظر اس کے ہمارے پاس سینکڑوں ثبوت موجود ہیں کہ اولیاء اللہ کے القاء میں تلبیس ابلیس کا دخل ہوا۔

قادیانی صاحب کے الہامات میں تناقض اور وسوسۂ شیطانی خود بقول قادیانی

ہمارے سامنے خود قادیانی صاحب کے اپنے الہامات میں تناقض اور تلبیس ابلیس موجود ہے۔ مثلاً براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ اور ۵۰۴ میں اولاً قادیانی صاحب یہ لکھتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں کہ" آیت **ارسل رسوله** اور آیت **عسٰی ربکم** کا ظاہری اور جسمانی طور پر حضرت مسیح مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔ اور وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کیساتھ دنیا پر اتریں گے"۔ لیکن اس الہام کے بیس بائیس برس کے بعد ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۷ میں لکھتے ہیں کہ "اب جو امر خدائے تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں"۔ اور ازالہ کے صفحہ ۱۹۷ میں لکھتے ہیں کہ "ہاں براہین میں جو کچھ میں نے مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے اور یہ براہین صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے، کیونکہ الہام پانے والے بغیر بلائے اور سمجھائے اور فرمائے نہ بولتے اور نہ سمجھتے اور نہ دعویٰ کرتے ہیں اور نہ اپنی طرف سے دلیری کرتے ہیں"۔ پس قادیانی صاحب نے خود ہی اپنے الہامات میں تناقض اور تکاذب ثابت کر دیا اور خود ہی اپنے اخیر الہام کو ظاہراً آثار مرویہ کے مخالف بتا دیا۔

توفی کے معنی قادیانی نے خود اپنے الہام میں رفع، اتمام اور اکمال کے لئے ہیں

اور اسی طرح قادیانی صاحب نے خود ہی اول براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۹ میں اپنی الہامی عبارت یعنی **اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ** کے معنی تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا، لکھے۔ اور صفحہ ۵۵۷ میں **توفی** کے معنی بایں عبارت لکھے کہ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ لیکن اس کے بیس بائیس برس بعد اپنے الہامی مکتوب عربی کے صفحہ ۱۳۳ میں لکھا کہ **ثم لا یمکن لاحد یاتی باثر من الصحابة او حدیث من خیر البریه فی تفسیر لفظ التوفی بغیر معنی الاماتة ابدا ولو ماتوا بالحسرة** (مکتوب قادیانی صفحہ ۱۳۳) اگرچہ حسرت کے ساتھ مرجائیں تو بھی **توفی** کا معنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بغیر اماتت یعنی موت دینے کے معنی کے نہ ملے گا۔ پس قادیانی صاحب کو ان کے الہام اخیر نے جھوٹا بنادیا اور ان کے سارے الہامات کو اضغاث واحلام اور تلبیس شیطانی ہونا ثابت کردیا۔ کیونکہ خود خداوند کریم اپنے کلام پاک میں اس کی ایک نشانی اس طرح بیان فرماتا ہے۔ **هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كاذبون○ اى الافاكون يلقون السمع الى الشياطين فيتلقون منهم ظنونا وامارات لنقصان علمهم كما فى الحديث الكلمة يخطفها الجنى فيقرها فى اذن وليه فيزيد فيها اكثر من بانه كذبة** (بیضاوی سورۂ شعراء) میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ کس شخص پر شیطان اترتے ہیں؟ سو بیشک وہ اسی شخص پر اترتے ہیں جو جھوٹا اور بدکار ہو اور وہ جو شیطانوں کی طرف اپنے کان رکھ کر ان سے ظنون اور امارات کی تلقی کرکے اور ان کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور پھر وہ جھوٹے نکلتے ہیں۔ جیسے قادیانی صاحب کی پیشین گوئیوں کا کذب ان کے حریف لیکھرام کی کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کا قادیانی صاحب نے کوئی رد نہ کیا۔

قادیانی نے اپنے الہام کا تخلف ہونا مان لیا

اور خود آتھم کی موت ان کی پیشین گوئی کی میعاد سے چھ مہینے بعد ہوئی۔ اور خود انہوں نے انجام آتھم کے صفحہ ۲۸، ۲۹، ۳۱ میں داماد احمد بیگ کی نسبت اقرار کرلیا کہ داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیشین گوئی تھی اس کی میعاد گذر چکی اور اس کے مبرم ہونے کا اقرار کرتے ہوئے کہہ گئے کہ سنت اللہ کے مطابق اس وعید کی میعاد میں تخلف ہوگیا۔

بقول قادیانی چار سو (۴۰۰) نبی کو الہام شیطانی نے دھوکا دیا

اور اپنا دروغ چھپانے کے لئے نہ فقط وعید میں تخلف کرنا سنت اللہ قرار دیا بلکہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۲۸ میں بحوالۂ تورات چار سو (۴۰۰) نبی کے متعلق ایک قصہ لکھا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک بادشاہ کے وقت میں انہوں نے اس کی فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ اور اس کی توجیہہ یہ بیان کی کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا، نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ ابھی پس اسی ایک قصہ سے صداقت پسند دوستوں کو معلوم ہوگا کہ قادیانی صاحب اپنے اس دعوے میں کس قدر سچے ہو سکتے ہیں جو انہوں نے براہین کے صفحہ ۲۲۹ میں کیا کہ الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے۔ اور نیز اس دعویٰ میں جو انہوں نے اپنا حرز جان بنا رکھا ہے کہ ان کو الہام الٰہی سے معلوم ہوا کہ وہ ہی عیسیٰ موعود ہے۔

رجل فارس سے مراد ابو حنیفہ ہیں نہ کہ قادیانی

اور یہ کہ حدیث ثریا میں رجل فارس سے مراد یہی قادیانی صاحب ہیں۔ **لو كان الايمان معلقا بالثريا لناله رجل من فارس۔** (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸، ازالۃ الاوہام ۶۵۳) اور نبی کریم ﷺ اپنی حدیث میں اس شخص کے لئے اشارہ فرما چکے ہیں۔ مگر قادیانی صاحب نطفۂ پنجاب ہوتے ہوئے عقل باور نہیں کر سکتی کہ وہ کیونکر رجل فارس ہو گئے۔ باوجود یکہ محدثین کبار میں سے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی بھی سب کے سب رجل فارس تھے۔ اور اسی طرح فقہاء میں سے ابوالطیب اور شیخ ابو حامد اور شیخ ابواسحٰق شیرازی اور جوینی اور امام الحرمین اور امام غزالی بھی رجل فارس ہوئے ہیں اور اسی طرح اکثر شیوخ طریقت۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اس حدیث کا مصداق نہ ہو سکا پھر ایک اجہل قادیانی جو کاف کادیانی پر اپنے مؤید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ لڑ مرا اور اپنے کو مجرم بنا لیا کیونکر مصداق ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اوّل تو جو الفاظ اس حدیث کے انہوں نے نقل کئے ہیں کسی حدیث کی کتاب میں نہیں کیونکہ طبرانی کی عبارت میں ایک لفظ ہے اور شیخین کی عبارت میں جدا الفاظ ہیں۔ **لو كان**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الایمان عندالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس۔ (طبرانی ابن مسعود) لوکان العلم معلقا۔ (سعد بن عبادۃ) لاتناله العرب لناله۔ (قیس طبرانی) والذی نفسی بیده لوکان الدین معلقا بالثریا لتناوله رجل من فارس۔ (شیخین ابوہریرہ) اور ہرایک روایت قادیانی صاحب کی الہام کی مغائر ہے۔ مع ہذا حافظ سیوطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ کہ قال الحافظ السیوطی هذا الحدیث الذی رواه الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه فی الاشارة لابی حنیفة وهو متفق علی صحته وفی حاشیة الشیرابلسی عن تلمیذ الحافظ السیوطی قال ماجزم به شیخنا من ان اباحنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاهر لا شک فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه احداه۔ شامی وروی الجرجانی فی مناقبه یسنده لسهل بن عبدالله التستری انه قال لوکان فی اُمّة موسیٰ وعیسیٰ مثل ابی حنیفة لما تهودوا ولما تنصروا۔ (درمختار مناقب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) شیخین کی روایت ایسی اصل صحیح ہے کہ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف ہی اشارہ ہونا معتمد علیہ ہے اور یہی باعتبار صحت کے متفق علیہ ہے اور حاشیہ شیرابلسی میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا تلمیذ لکھتا ہے کہ ہمارے شیخ نے جو امام ابوحنیفہ کا اس حدیث سے مراد ہونا اعتقاد کیا ہے وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں کیونکہ ابنائے فارس میں سے کوئی بھی باعتبار علم کے ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچا۔ اور صاحب درمختار لکھتے ہیں کہ جرجانی نے سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی اُمتوں میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کوئی فرد اُمت ہوتا تو وہ ہرگز یہودی اور نصرانی نہ ہوتیں۔ اور یہی سہل بن عبداللہ تستری ہیں جو کہا کرتے تھے کہ میں اس میثاق کو یاد رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عالم الذر میں لیا اور میں اس کی رعایت کرتا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تشبہ اور حقیقت مذہب

الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں جنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح امر شوریٰ سے کام لیا جبکہ صریح کتاب وسنت سے کسی مسئلہ کا حکم نہ ملتا تھا اور ایسے کسی مسئلہ میں وہ تنہا پیشقدمی نہ فرماتے۔ **وهو كالصديق رضی اللہ عنہ وجه الشبه ان ابابكر رضی اللہ عنہ ابتدء جمع القران بعد وفاته ﷺ بمشورة عمر و اباحنيفة ابتدء تدوين الفقه** (شامی) **وكان يجمع العلماء فى كل مسئلة لم يجدها صريحة فى الكتاب والسنة ويعمل بما يتفقون عليه فيها(كابى بكر رضی اللہ عنہ) (الٰى قوله) وقد وضع مذهبه شورىٰ ولم يستبدّ بوضع المسائل (الٰى قوله) ويناظرهم حتى يستقر احد القولين فيثبته ابويوسف (الٰى قوله) ونقل الشيخ كمال الدين بن الهمام عن اصحاب ابى حنيفة كابى يوسف ومحمد وزفر والحسن انهم كانوا يقولون ماقلنا فى مسئلة قولاً الا وهو روايتنا عن ابى حنيفة واقسموا على ذلك ايمانا مغلظة۔** (المیزان الکبریٰ ج۱، صفحہ ۵۸، ۵۹، فصول: فی بیان ما ورد فی ذم الرأی۔۔ دارالفکر بیروت) **وكان كتب الخليفة ابوجعفر المنصور الى الامام ابى حنيفة بلغنى انك تقدم القياس على الحديث فقال ليس الامر كما بلغك ياامير المؤمنين انما اعمل اوّلاً بكتاب الله ثم بسنة رسوله ﷺ ثم باقضية ابى بكر وعمر وعثمان وعلى** رضی اللہ عنہم **ثم باقضية بقية الصحابة ثم اقيس بعد ذلك اذا اختلفوا وليس بين الله وبين خلقه قرابة۔** (المیزان الکبریٰ ج۱، صفحہ ۶۲، فصل: فی بیان ضعف قول من نسب الامام ابا حنیفۃ الی انہ قدم القیاس علی حدیث رسول اللہ ﷺ دارالفکر بیروت)

فلاينبغى لاحد الاعتراض عليه لكونه من اجلّ الائمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم سندا الٰى رسول الله ﷺ مشاهداً لفعل اكبر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

التابعين (الٰی قوله) و اياک ان تخوض مع الخائضين (الٰی قوله) فان الامام كان متقيدا بالكتاب والسنة متبرّئا من الرأی كما قدمناه لک (الٰی قوله) وحاشی ذٰلک الامام الاعظم من مثل ذٰلک حاشاه بل هو امام اعظم متبع الٰی انقراض المذاهب كلها كما اخبرنی به بعض اهل الكشف الصحيح واتباعه لن يزالوا فی ازدياد كلما تقارب الزمان وفی مزيد اعتقاد فی اقواله واقوال اتباعه۔ (المیزان الکبری ج ۱، صفحہ ۷۳، ۷۴، فصل فی بیان ذکر بعض من طعن فی الشاء... دار الفکر بیروت) جیسے کہ صدیق اکبر نے جمع قرآن میں اور دیگر اقضیہ میں صحابہ کے شوریٰ سے کام لیا۔ پس امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا مذہب شوریٰ کے ساتھ وضع کیا اور ہر امر کو انہوں نے مناظرہ اور تصفیہ کے بعد لکھایا اور اصحاب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ لکھا کرتے تھے کہ ہمارا کوئی مسئلہ نہیں جو امام صاحب سے اس میں روایت نہ ہو اور اسی پر انہوں نے حلفیں دیں۔ میزان کے صفحہ ۵۷ میں ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتا ہے۔ تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا اے امیر المومنین تجھے غلط خبر ملی ہے۔ میں اولاً کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتا ہوں پھر سنت رسول اللہ کے مطابق پھر ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیصلہ جات کے مطابق پھر باقی صحابہ کے احکام کے مطابق۔ پھر اگر ان میں سے کوئی فیصلہ نہ ملے تو میں اختلافی امر میں اپنے قیاس سے کام لیتا ہوں اور اللہ اور اس کے بندوں میں کوئی قرابت نہیں۔ پھر عارف شعرانی اسی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ امام ابوحنیفہ پر کسی کو اعتراض نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہی سب اماموں کے سردار ہیں اور سب سے اوّل انہوں نے ہی فقہ کی تدوین کی اور انہیں کی سند رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور وہی سب سے اوّل اکابر تابعین کے افعال کے دیکھنے والے ہیں اور تجھ کو خائضین اور معترضین کی معیت سے بچنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چاہیے۔ کیونکہ امام ﷺ کتاب اور سنت کے مقید تھے اور رائے سے براءت کرتے رہے۔ اور ایسے امام اعظم ایسی باتوں سے پاک ہیں بلکہ یہی امام اعظم ہیں جن کا مذہب سب مذہبوں کے انقراض اور ختم ہو جانے کے بعد بھی رہے گا جیسے کہ مجھے بعض صحیح کشف والوں نے اس سے اطلاع دی ہے اور اس کے تابعین اور مقلدین ہمیشہ ترقی پذیر رہیں گے۔ اور جوں جوں قرب ساعت ہوتا جائے گا اس کے اقوال اور اس کے تابعین کے اقوال میں اعتقاد بھی امت کا زیادہ ہوتا جائے گا۔ انتہی ملخصا پس وہ بالکل سچ ہے جو عبداللہ بن مبارک سے درمختار میں منقول ہے کہ **وقد قال ابن ادریس مقالا صحیح النقل فی حکم لطیفة بان الناس فی فقه عیال علی فقه الامام ابی حنیفه فلعنة ربّنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفة۔** (عبداللہ بن مبارک تابعی، درمختار)۔ فرمایا کہ اس شخص پر خدا کی لعنت ہے جس نے امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کیا۔ جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مستند امام ان کی مدح میں لکھ رہے ہیں کہ امت کے سب ائمہ علم فقہ میں ابوحنیفہ ﷺ کے عیال ہیں۔ پس ہم امام ابوحنیفہ ﷺ کے اس کثرت مناقب سے سراغ لگا سکتے ہیں کہ رجل فارس سے بجز ان کے اور کوئی مراد نہیں ہو سکتا۔ اور اب اسی قدر پر اس مقدمہ میں کفایت کرتے ہیں۔

وجود جبرئیل اور ملائکہ میں خود قادیانی کے اقوال میں تخالف

کیونکہ جبرئیل اور ملائکہ کرام کی حقیقت کے متعلق اور ان کے القاء اور ایحاء کے متعلق جو کچھ کہ قادیانی صاحب نے توضیح المرام کے متعدد صفحات میں لکھا ہے وہ اس قدر جلی الکفر ہے کہ جمیع انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے افراد کے مذاق کے مخالف ہے اور قرآن وسنت اور اصل امر نبوت ہی اس کی تکذیب پر باآواز بلند فتویٰ دے رہا ہے۔ بھلا کوئی نادان سے نادان مسلمان بھی یہ لفظ زبان سے نکال سکتا ہے کہ ملائکہ کرام کا وجود حقیقی بجز اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی نہیں کہ وہ ایک قسم کی محبت ہے جو بندہ اور خدا کی محبت کے نر و مادہ کے ملنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ

ع
چراغ کذب را نبود فروغے

توضیح المرام کے بعد انہوں نے اپنے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۵۱، ۶۵۲ میں اس کے برخلاف خود ہی اپنی تکذیب بایں الفاظ کر دی کہ "اس زمانہ میں ایک گروہ مسلمانوں کا ایسا فلاسفہ ضالہ کا مقلد ہو گیا کہ وہ ہر ایک امر کا عقل سے ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں ان کا بیان ہے کہ اعلیٰ درجہ کا حکم جو تصفیہ تنازعات کے لئے انسان کو ملا ہے وہ عقل ہی ہے۔ ایسے ہی لوگ جب دیکھتے ہیں کہ وجود جبرائیل و عزرائیل اور دیگر ملائکہ کرام جیسا کہ شریعت کی کتابوں میں لکھا ہے اور وجود جنت و جہنم جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے اور یہ تمام صداقتیں عقلی طور پر بپایہ ثبوت نہیں پہنچتیں تو فی الفور ان سے منکر ہو جاتے ہیں اور تاویلات رکیکہ شروع کر دیتے ہیں کہ ملائکہ سے صرف قوتیں مراد ہیں اور وحی رسالت صرف ایک ملکہ ہے اور جنت و جہنم صرف ایک روحانی راحت یا رنج کا نام ہے۔ انتہیٰ" پس ہم اس مقدمہ کو اسی پر ختم کرتے ہیں اور ملائکہ کے وجود کے متعلق مزید بحث اس کتاب میں نہیں کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ایک غامض مسئلہ ہے اور بوجہ اتم اس کو حضرت ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھ دیا ہے۔

مقدمۂ سوم

(قادیانی صاحب کے الہامات و آیات محرفہ کے بیان میں)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کے متعدد صفحات میں ایک فہرست آیات قرآنی کی دی جو بعینہا یا بصورت تحریف ان پر وقتاً فوقتاً بطریق ایحاء نازل ہوتی رہیں جیسے کہ ہماری اس کتاب کے اخیر میں وہ سب درج ہوں گی اور بجائے اس کے کہ ان آیات کے منزل علیہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں قادیانی صاحب نے ظلی طور پر ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

آیات کا مخاطب اپنے کو تصور کیا اور خود ہی اپنے مطلب کے موافق ان آیات کی تفسیر کر دی۔

چنانچہ ہم بطور مشتے نمونہ خروار چند الہامی آیات یہاں پر نقل کرتے ہیں تاکہ قبل از شروع مقاصد کتاب اس کے مقدمات پر ہمارے صداقت پسند دوست حاوی ہو جائیں اور ان کو قادیانی صاحب کے متعلق ان کے کلمات الہامیہ کے بخوبی سمجھنے سے صحیح نتیجہ نکالنے کے لئے عمدہ موقع ملے۔ مثلاً قادیانی صاحب کا براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ میں یہ الہام کہ **الم نشرح لک صدرک الم نجعل لک سھولۃ فی کل امر بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلہ کان امنا** کہ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا؟ کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔

قادیانی کی مسجد اور چوبارہ بیت الحرم ہے

اور خود ہی قادیانی صاحب نے ان بیوت کی یہ تعبیر کی کہ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور **وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا** اس مسجد کی صفت بیان فرمائی گئی ہے یعنی جو کوئی اس مسجد میں داخل ہوگا وہ امن کی حالت میں ہو جائے گا۔ حالانکہ قادیانی صاحب کے اس الہام کا پہلا فقرہ قرآن شریف کی آیت ہے جس میں رسول خدا ﷺ کی طرف خطاب ہے اور اس کا اخیر فقرہ بھی قرآن شریف کی آیت مبارک ہے جو حق تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کی شان میں بیان فرمائی۔ لیکن قادیانی صاحب نے اپنی قادیانی مسجد کو کعبۃ اللہ کے ساتھ برابر کر دیا۔

قادیانی کو ابراہیم اور سلیمان نبی سے مشابہت ہے

براہین کے صفحہ ۵۶۱ میں اپنے حق میں یہ الہام اتارا کہ **ففھمنا ھا سلیمان فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی** یہ نشانی سلیمان کو سمجھائی یعنی اس عاجز (قادیانی) کو۔ سو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کر لیں اور اس پر چلیں۔ پس قادیانی صاحب نے یہ دونوں آیتیں جو قرآن کریم میں جدا جدا ترتیب پر بیان فرمائی گئی ہیں ان کو ایک جگہ جمع کر کے ایک میں سلیمان علیہ السلام سے اپنے کو تعبیر کیا اور دوسری آیت میں ابراہیم علیہ السلام سے اپنے کو معبر کیا اور جو منشا حق تعالیٰ کا اس آیت کے نازل فرمانے کا تھا کہ امّتِ محمدیہ مقام ابراہیم کو اپنا جائے نماز بنائے یعنی کعبۃ اللہ کی طرف آئیں اس کے برخلاف قادیانی صاحب نے یہ الہام اپنے حق میں اتار کر لکھا کہ مقام ابراہیم مصلّٰی میں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بنایا ہے اور ساری خلقت کو میری اتباع کے واسطے فرمایا ہے۔

قادیانی صاحب پر وحی اترتی ہے

پھر براہین کے صفحہ ۵۱۱ میں اپنے حق میں اس آیت مبارک کو اتارا کہ **قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الھکم اللہ واحد** کہہ دے میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں وہی اکیلا معبود ہے جس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا نہیں چاہیے۔ انتہی ملخصاً پس اس آیت مبارک میں قرآن مجید نے یہ تمام اعزاز حضرت نبی کریم ﷺ کو جو بخشا اور جو نبی کو غیر نبی سے جدا کرتا ہے قادیانی صاحب نے اس میں اپنے کو سہیم و شریک بنا دیا اور منجانب اللہ ان پر بھی وحی اترنے لگی۔

قادیانی کی وحی قرآن کی طرح وحی متلو ہے

پھر براہین کے صفحہ ۲۴۲ میں اپنے وحی کے متلو ہونے کے متعلق یہ آیت اتاری کہ **واتل علیہم ما اوحی الیک من ربّک**۔ پڑھ ان پر جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔ پس قادیانی صاحب کے اس الہام نے جو قرآن شریف کی آیت ہے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی ﷺ پر اتری اس نے قرآن کی طرح قادیانی صاحب کے الہامات کو بھی وحی متلو بنادیا۔ مگر اس خوفناک اور ڈراؤنے معنی سے قادیانی صاحب کے چیلے بھی چونک اٹھیں گے کہ قرآن کے مقابل قرآن کی طرح یہ کہاں کی وحی متلو آ گئی؟ اور قرآن قادیانی یہ جدید قرآن کہاں سے آ گیا؟

قادیانی اور زوجۂ قادیانی کو جنت کی بشارت

براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں یہ فقرات اپنے حق میں اتار کر ان کے معنی خود ہی اس طرح لکھے۔ کہ **یاادم اسکن انت وزوجک الجنة یامریم اسکن انت وزوجک الجنّة یااحمد اسکن انت وزوجک الجنة نفخت فیک من لدنی روح الصدق**۔ اے آدم تو اپنی زوجہ سمیت بہشت میں رہ۔ اے احمد تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت میں مکان پکڑ اور آدم اور مریم اور احمد سے اپنے کو مراد رکھا اور زوج سے مراد اپنے رفیق اور جنت سے مراد جنت کے وسائل۔ یعنی اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ انتہیٰ بلفظہ

قادیانی کے مریدین عذاب اور بلا سے محفوظ ہیں

براہین کے صفحہ ۵۱۴ میں اس آیت مبارکہ کو جو خواص رسالت رسول اللہ ﷺ میں سے ہے لفظی اور معنوی تحریف کیساتھ اس طرح اتارا کہ **وماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم وماکان اللّٰہ لیعذبھم وھم یستغفرون**۔ جس قوم میں تو (قادیانی) آیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز عذاب نہ دے گا اور ضرور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا درآں حالیکہ وہ اللہ سے بخشش مانگتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف میں دوسرے لفظ **لیعذبھم** کی جگہ لفظ **معذبھم** آیا ہے۔

قادیانی رحمۃ للعالمین ہے

براہین کے صفحہ ۵۰۶ میں یہ الہام اتارا کہ **وما ارسلناک الا رحمة**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

للعالمین ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ کل جہانوں کے حق میں رحمت ہو۔ حالانکہ رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کا وصف خاص ہے۔

قادیانی کو کسی کام پر مواخذہ نہیں اور جو چاہے کرے

براہین کے صفحہ ۵۶۰ میں یہ الہام اتارا کہ **اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک** (اے قادیانی) تو جو چاہے سو کر بیشک ہم نے تجھے بخش دیا ہے۔ مگر قادیانی صاحب کے کسی الہام سے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ انہیں اس قدر آزادی اور بے باکی خدائے تعالیٰ نے کیوں دی؟ جو کسی نبی کریم کو بھی حاصل نہ ہوئی۔ اور جبکہ بمقتضائے **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی**۔ دین محمدی کامل ہو چکا اور نعمتِ خداداد میں کوئی کمی نہ رہی تو ان آیات اور نعمات ربانی کا محرف ہو کر قادیانی صاحب پر اترنا اس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے بجز اس کے کہ دین محمدی کو ناقص سمجھا جائے اور نعمت خداداد کو غیر مکمل خیال کیا جائے۔ حالانکہ سفیر رب العالمین یعنی حضرت جبریل جو ایسی آیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے کے لئے معہود ہیں اسے قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۸۳ میں بایں الفاظ آنے سے روک دیتے ہیں کہ ''یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد پھر جبریل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمدورفت شروع ہو جائے''۔ انتہیٰ

جو آیات قرآنی کہ قادیانی پر اتری ہیں ان کا نام قرآن نہیں

پس ہم کو قادیانی صاحب کے ایسی صریح کفریات اور مزخرف الہامات میں مزید کلام کرنے کی ضرورت نہیں ہاں ہم کو بحث ہے تو فقط اس میں ہے جو قادیانی صاحب کے مؤید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ مطبوعہ ۲۔۱۳۰۱ھ کے صفحہ ۲۶۳ وغیرہ میں ان آیات کی تاویل اور تائید کے لئے اور نیز ان سے تحریف کا الزام اٹھا دینے کی غرض سے لکھتے ہیں۔ کہ'' آیات قرآنی جب آنحضرت یا دوسرے انبیاء علیہم السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کے خطاب میں نازل ہوئی تھیں تو ان کا نام قرآن تھا اور جب انہیں آیات سے اللہ تعالیٰ نے غیر انبیاء مثل صاحب براہین قادیانی کو مخاطب فرمایا تو ان کا نام قرآن نہیں رکھا جا سکتا"۔ بلکہ صفحہ ۹۲ وغیرہ میں صاف صاف لکھ دیا کہ "ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت میں مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد اور محل اعتراض نہیں۔ چنانچہ کبھی ایک کلام بحالیکہ اس کا متکلم مثلاً خدائے تعالیٰ ٹھہرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے کبھی وہی کلام جب اس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے تو شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے"۔

بقول بٹالوی صاحب وہ خدا کا کلام نہیں جس کا متکلم قرآن میں شیطان یا فرعون کہا گیا ہے

پس وہ کلام جیسے **انا خیر منه خلقتنی من نار** جو ابلیس نے کہا یا جیسے **انا ربکم الاعلیٰ** جو فرعون نے کہا تو یہ کلام شیطانی اور فرعونی کہلاتے ہیں۔ اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا۔ "پھر وہ خواہ کسی زبان میں ہو قرآن کہلاتا"۔ انتہی بلفظہ پس اگر قادیانی صاحب کے ان مؤیداول کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ اس سے ہزار ہا آیات فرقانی قرآن ہونے سے خارج ہو جائیں اس لئے کہ آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی تمام آیات کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں اور قطع نظر اس کے خود ائمہ اسلام نے تصریح کر دی ہے۔

تمام قرآن کلام خدا ہے

جیسے کہ فقہ اکبر میں ہے۔ **وماذکره الله تعالیٰ فی القران عن موسیٰ وغیره من الانبیاء علیهم السلام وعن فرعون وابلیس فان ذلک کله کلام الله تعالیٰ** انتہی جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن منزل میں حضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور ایسا ہی فرعون اور ابلیس وغیرہ کے مقالات بیان فرمائے ہیں یہ سب اللہ کا کلام ہے۔ جو حسب ارشاد خداوندی **بل هو قران مجید فی لوح محفوظ** (سورۂ بروج) لوح الٰہی میں محفوظ ہے اور کسی کے بدلنے سے نہیں بدل سکتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر کسی شخص کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثلاً امراء القیس کا یہ شعر یعنی **قفانبک من ذکری حبیب و منزل** الہام ہوتو یہ شعر امراء القیس کا نہ کہلائے گا۔ پس خدا کا کلام اس کے علم کی طرح ازل سے ابد تک اس کی ایک صفت قدیم اور بسیط ہے۔ اور جیسے اس نے ایک ہی آن بسیط میں معلومات ازل و ابد کو ان کے احوال مناسبہ اور صفات متضادہ کے ساتھ جان لیا۔ مثلاً زید کو اسی آن میں موجود بھی جان لیا اور معدوم بھی اور جوان بھی اور بوڑھا بھی اور ہنستا بھی اور روتا بھی اور جنتی بھی اور دوزخی بھی۔ یا کہ مثلاً زید ہزار برس کے بعد پیدا ہوگا اور بکرا تنے ہزار برس کے بعد مرے گا۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے ایک ہی آن بسیط میں جمیع کتب سماویہ کے ساتھ بے کیف تکلم فرمایا۔ چنانچہ اسی معنی کے متعلق امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۶۶ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ہمچنیں کلام اوتعالیٰ یک کلام بسیط است کہ از ازل تا ابد بہمان یک کلام گویا است۔ اگر امر است از ہمانجا ناشی است و اگر نہی است ہم از انجا اگر اعلام است ہم از انجا ماخوذ است و اگر استعلام است ہم از انجا اگر تمنی است ہم از انجا مستفاد است و اگر ترجی است ہم از انجا جمیع کتب منزلہ وصحف مرسلہ ورقیست از اں کلام بسیط اگر توریت است از انجا انتساخ یافتہ است و اگر انجیل است ہم از انجا صورت لفظی گرفتہ است اگر زبور است ہم از انجا مسطور گشتہ و اگر فرقان است ہم از انجا تنزل فرمودہ

واللہ کلام حق کہ علی الحق یک است وبس　پس　درنزول　مختلف　آثار　آمدہ

پس اس صورت میں ہم بقول امام اعظم رضی اللہ عنہ نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی حکایات یا فرعون و ابلیس کے مقالات کو جس طرح کہ حق تعالیٰ نے اپنے علم بسیط کے ساتھ ایک ہی آن میں بصورت متضادہ جانا اسی طرح وہ اپنے کلام بسیط میں ان کے مقالات کے ساتھ گویا ہوا۔ پس وہ اسی کا کلام ہے جو ابلیس نے کہا **اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ**۔ یا فرعون نے کہا **اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی**۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر چند کہ قادیانی صاحب خواہ انہیں دو کلمات کے ساتھ ملہم کیوں نہ ہوں کبھی ان کلمات کا کلام ربانی ہونے سے انکار نہ ہو سکے گا۔ علی الخصوص جبکہ خود قادیانی صاحب ان کلمات فرقانی کو خدا کی طرف سے الہام ہونے کے قائل ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ محفوظ کلام جملات قرآنی ہوں یا ان کے معانی نظم موجودہ کے ساتھ کبھی کسی دوسرے کا کلام نہیں بن سکتا نہ متکلم کے تبدل کے لحاظ سے اور نہ مخاطب کے تغیر کے اعتبار سے۔ و در سفت آنکہ گفت۔

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ہر کہ گوید حق نہ گفت او کافر است

مقدمۂ چہارم

(قادیانی صاحب کی رسالت اور ان کی فطرت حضرت مسیح کی فطرت سے متشابہ بلکہ متحد ہونے کے بیان میں)

پھر قادیانی صاحب نے اس آیت مبارک کو جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم محمد مصطفی ﷺ کی شان میں غلبہ دین کا وعدہ دے کر ارشاد فرمایا ہے کہ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (سورۂ توبہ، سورۂ الصف) وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کر دے۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں اپنے الہامات کی فہرست میں داخل کر کے لکھا ہے کہ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور چونکہ یہ خاکسار مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحد سے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشین گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی حضرت مسیح کی پیشین گوئی متذکرہ بالا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔

سب دینوں پر غلبہ حضرت مسیح کے وقت میں ہوگا جب وہ جسمانی طور سے دنیا پر دوبارہ آئیں گے

یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ انتہی بلفظہ مختصراً

پس ہم کو اس چوتھے مقدمہ میں انصاف پسند دوستوں کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ اوّلاً اس آیت کریمہ کا مصداق تاریخی واقعات نے کس کو بنادیا؟ دوئم یہ کہ مسیح قادیانی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ تشابہ فطرت کے دعوے میں کہاں تک سچے ہیں؟

پس امر اوّل یعنی اس آیت کریمہ کا مصداق کہ کس زمانہ میں دین حق کا غلبہ حسب وعدۂ ربانی ہوا یا ہوگا؟ تو اس کے متعلق فقط ایک ہی مفسر ضحاک کا قول ہے **قال الضحاک ذلک عند نزول عیسٰی** علیہ السلام (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۳) یہ غلبہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوگا۔ لیکن علامہ ذہبی نے میزان میں اور سیوطی نے اللآلی مصنوعہ میں تصریح کردی ہے کہ ضحاک ایک نہایت ضعیف الروایت مفسر ہے جس کے مرویات قابل غور ہیں۔ مگر قطع نظر اس کے ضعف کے جب ہم تاریخی واقعات پر نظر کرتے ہیں تو وہ ہم کو یقین دلاتے ہیں کہ اس غلبہ کا ظہور اور وعدۂ الٰہی کا وفا بوجہ اتم خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ میں ہو چکا کیونکہ غلبۂ تام کا معنی بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ دین کفر کا بیضہ اور اس کا مرکز ٹوٹ جائے اور اس کے حامی پھوٹ جائیں یہاں تک کہ اس کا کوئی داعی باقی نہ رہے اور اس کا شرف مطلقاً نہ رہے مگر یہ معنی خلفاء ثلاثہ کے وقت حاصل ہوا۔ کیونکہ اس وقت تمام روئے زمین فقط دو ہی ذی شوکت بادشاہوں یعنی کسریٰ اور قیصر کے قبضہ میں تھی اور انہیں ہر دو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بادشاہوں کا دین باقی ادیان پر غالب تھا۔ چنانچہ روس اور روم اور فرنگ و جرمن اور افریقہ اور شام اور مصر اور بعض بلادِ مغرب اور حبش کے ملکوں میں قیصر کی متابعت اور موافقت سے دین نصرانیت تھا اور خراسان اور توران اور ترکستان اور زابلستان اور باختر وغیرہ ملکوں میں کسریٰ کی متابعت سے دین مجوس بڑھا ہوا تھا اور باقی ادیان جیسے دین یہودیت اور دین مشرکین اور دین ہنود اور دین صابئین ان ہر دو بادشاہوں کی شوکت سے پائمال ہو کر ضعیف ہو گئے تھے اور ان ادیان کے متدین نہایت ہی زبوں حالت کے ساتھ پراگندہ ہو چکے تھے۔ پس داعیۂ الٰہی ان راہِ ہدایت سے بھٹکے ہوؤں کے پنجۂ خلق اللہ کو چھڑانے کے لئے جوش میں آگیا اور اس نے دولتِ کسریٰ اور قیصر کو فتوحاتِ اسلام کا آشیانہ بنادیا اور ان دونوں بادشاہوں کے ادیان درہم برہم ہونے سے اسلام کی شوکت نے باقی ادیان کو بھی پامال کر لیا۔ پس اگر ہرمزان وزیر کسریٰ کے قول پر نظر کی جائے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس وقت کی آبادز مین کا نقشہ یوں بیان کیا کہ تمام زمین اس وقت بمنزلہ ایک مرغ کے ہے کہ جس کا سر تو عراق ہے اور اس کے دو بازو فارس اور روم اور دونوں پاؤں ہند اور فرنگ ہیں۔ (بخاری شریف) تو تاریخ شہادت دے گی کہ عملاً اس مرغ کا سر کس نے چھاڑا اور اس کے دو بازو کس نے توڑے؟ اور فتح فارس اور روم کی بنیاد کس نے رکھی اور اس کا وقوع کس کے ہاتھ سے ہوا؟ اور اس کی ایک ٹانگ فرنگ کس نے توڑی؟ یعنی بجز خلفائے ثلاثہ کے کوئی اس دولت سے بہرہ ور نہ ہوسکا۔ یہی ایک ٹانگ یعنی ملک ہند باقی تھا جو عملاً اس وقت مفتوح نہ ہوا۔

محمود غزنوی اور عیسٰی ابن مریم کے حق میں بشارت

لیکن حسب بشارت نبوی مرغ کی دوسری ٹانگ بھی سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ سے توڑ ادی گئی۔ **قال رسول اللہ ﷺ خیر امتی عصابتان عصابة تغزوا الھند وعصابة تکون مع عیسٰی ابن مریم** (جامع صغیر) اور عرب و عجم کے شہروں میں اسلام کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رواج ہوگیا اور مسجدیں بنا ہوگئیں اور اللہ اکبر کی آواز گھر گھر میں اور اس کی صدائیں کوہ ودشت میں گونج اٹھیں اور آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی راست آئی۔ جو فرمایا واخرج احمد عن **المقداد انه سمع رسول اللّٰه يقول لايبقى على ظهر الارض بيت مدر ولا وبرالا ادخله اللّٰه كلمة الاسلام بعز عزيز وذل ذليل اما يعزهم فيجعلهم من اهلها اويذلهم فيدينون لها قلت فيكون الدين كله للّٰه۔** (ازالۃ الخفاء) کہ روئے زمین پر کوئی گھر مدر اور وبر کا باقی نہ رہے گا مگر اس میں اسلام کا کلمہ اللہ تعالیٰ داخل کرے گا خواہ کسی عزیز کی عزت کے ساتھ یا کسی ذلیل کی ذلت کے ساتھ جن کو خدا عزت دے گا وہ اس کلمہ کے اہل ہوں گے اور جن کو ذلت دے گا وہ اس کے مطیع ہوں گے اور سب جگہ دین اللہ کا ہوگا۔

پس کوئی وجہ نہیں کہ اس آیت کریمہ کا مصداق بقول قادیانی صاحب قادیانی صاحب کا موجودہ زمانہ ہو جس میں چاروں طرف سے کفر کا غلبہ ہونے سے دارالاسلام دارالکفر بلکہ دارالحرب بنا جارہا ہے اور آج تک تیس (۳۰) برس کے عرصہ میں کوئی بھی نصرانی یا یہودی یا مجوسی ان کے ذریعہ سے مسلمان نہ ہوسکا اور نہ ان کی تصنیفات اور تالیفات اور ترہات الہامات اور مزخرفات دعویات نے بجز کاست دین کے کوئی فائدہ بخشا بلکہ اس نے الٹا امت محمدیہ کو یہودیت کی نسبت دے دی اور اپنے لئے ان کی زبانی ملحد کا خطاب حاصل کرلیا اور بجائے اس کے کہ وہ قوم شرک وکفر میں ہدایتیں پھیلاتے برعکس اس کے خود امت محمدیہ میں سے گروہ نیچریہ کی طرح ایک گروہ غیر مقلد قادیانی کھڑا کردیا۔

ایں قصہ عجب شنو کز بخت واژگون — مارا بکشت یار بانفاس عیسوی

قادیانی کا دعویٰ تشابہ فطرت با مسیح

امر دوم یعنی قادیانی صاحب کا یہ دعویٰ کہ ان کو حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ معنوی اتحاد اور ان کی فطرت اور حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت ایسی متشابہ واقع ہوئی ہے کہ گویا ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل ہیں۔ پس قبل اس کے کہ ہم اس کی نسبت اپنی رائے سے کوئی فتویٰ دیں ضرور ہے کہ ہم اولاً حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی صفات ذاتیہ جو ان کے نفس فطرت میں ودیعت کی گئیں اور جو ان کو از جہت نبوت عطا کی گئیں اور جن کا ثبوت قرآن وسنت سے پایا گیا ہے انصاف پسند دوستوں کے پیش نظر کریں تا کہ مشبّہ اور مشبّہ بہ میں فرق کرنے کا پورا موقع ملے۔

عیسیٰ نبی اللہ کی فطرت

پس پہلا وصف ذاتی جو قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ثابت کر رہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ **واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا o فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا o قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا o قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا o قالت انّٰی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا o قال کذٰلک قال ربّک ھو علی ھین ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا o فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا o فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا o فنادھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا o وھزّی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا o فکلی واشربی وقرّی عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا o فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یامریم لقد جئت شیئا فریا o یا اُخت ھارون ماکان ابوک امرء سوء وماکانت اُمک بغیا o فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا o قال انی عبداللّٰہ اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا o** الآیۃ (سورۂ مریم) کہ وہ باعتبار فطرت اور نفس خلقت کے برخلاف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمیع انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی ایک آیت اور رحمت ہیں جو بغیر کسی بشر کے چھونے کے مریم تا کتخدا کے بطن سے فقط حضرت جبریل علیہ السلام کے نفخ سے ایک ہی ساعت میں متکون ہو کر متولد ہو گئے۔ جیسے کہ یہی معنی خازن اور مدارک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے لیکن افسوس کہ ان کے مثیل یعنی مرزا قادیانی یہ وصف اپنے میں نہ دیکھ کر حضرت مسیح کے اس وصف سے جس کو نفس فطرت سے تعلق ہے اور جس میں مرزا قادیانی اپنے کو حضرت مسیح سے متشابہ الفطرت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں منکر ہو گئے اور باتباع یہود وجمہور فرقہ نیچریہ کی طرح ایسے تولد کو خلاف قانون قدرت سمجھ کر اپنے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں لکھ دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں یعنی وہ بن باپ نہیں پیدا ہوئے تھے بلکہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔

قانون قدرت

حالانکہ یہ امر شرعاً وعقلاً ثابت ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ کی ذات غیر محاط اور ہمارے تعقل سے خارج اور وراء الوراء ہے اسی طرح اس کے افعال بھی غیر محاط اور ہمارے احاطۂ عقل سے باہر اور وراء الوراء ہیں۔ پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی ذات کے افعال غیر محاط کو محاط بنانے کے لئے ایک ایسا قانون قدرت اختراع کیا جائے جس سے اس ذات وراء الوراء کی قدرت غیر محاط اور غیر محدود، محدود کی جا سکے۔ اور جس کو کہ وہ خود از روئے رحمت بھی نہایت اپنے نبی کریم اور کلام عظیم کے ذریعہ اپنے کمال قدرت کی ایک آیت بیان فرما رہا ہے اس کی تکذیب کی جائے۔ ہاں سچ ہے کہ سنت اللہ میں (یا بقول سید نیچری اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت میں) کوئی بھی تغیر وتبدل نہیں کر سکتا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی راست ہے کہ کوئی ناقص العقل اور کوئی چشم احول اس ذات کے قانون قدرت پر اپنے استقراء سے احاطہ نہیں کر سکتا ہے اور نہ اس صورت میں کوئی بھی ان اعجاز مغیبہ کی جو ایک اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کے معجز نما بندہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور اس سے زیادہ تر معجز نما بندہ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبانی خدا نے ان کی خبر دی ہو اپنے محدود شواہد پر قیاس کر کے تکذیب کر سکتا ہے۔ پس اس فرقہ کے امام سرسید کا سورۂ انعام کی تفسیر کے اخیر یعنی جلد سوم صفحہ ۳۹ میں اوّلاً اقرار کرنا کہ ہاں یہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہم کو معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور ان کا علم بھی پورا نہیں ہے بلکہ ناقص ہے۔ اور ثانیاً ایسے عجیب واقعہ کے متعلق کہ جس کے وقوع کا کافی ثبوت موجود ہو اور گو ان کے اختراعی اور معلومہ قانون قدرت کے مطابق نہ ہو۔ یہ لکھنا کہ ایسی صورت میں بلاشبہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کے وقوع کے لئے کوئی قانون قدرت ہے مگر اس کا علم ہم کو نہیں اور پھر اس کے برخلاف یوں لکھنا کہ جب وہ کسی قانون قدرت کے مطابق واقع ہوا ہے تو وہ معجزہ نہیں۔ کیونکہ ہر شخص جس کو وہ قانون معلوم ہوگیا ہوگا اس کو کر سکے گا۔ یہ انصاف پسند دوستوں کے نزدیک ایک دیوانہ کی بڑ سے بھی زیادہ تر وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک معجزہ خدا تعالیٰ کے اس فعل کا نام ہے جو بندوں کی قدرت سے بالاتر ہو پھر خواہ خدا کے ایسے فعل کا ظہور بلاواسطہ ہو اور یا اس کے کسی خاص بندہ کے واسطے سے ہو جس کی کرامت اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو پھر اس قانون کے معلوم کر لینے میں دوسرا کوئی کیونکر سہیم ہو سکے گا۔ اور وہ فعل معجزہ کی حد سے کیوں باہر ہوگا۔ پس سرسید کا اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل دور از ایمان ہے جو انہوں نے اسی جلد کے صفحہ ۳۹ میں لکھا کہ ہماری سمجھ میں کسی شخص میں معجزے یا کرامت کے ہونے کا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کر دینا ہے اور اس کا ثبوت پیر پرست و گور پرست لوگوں کے حالات سے ظاہر ہے جو اس وقت بھی موجود ہیں اور صرف معجزہ و کرامت کے خیال نے ان کو اس کی رغبت دلائی ہے اور خدائے قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف ان کو رجوع کیا ہے۔

اسی وجہ سے ہمارے سچے ہادی محمد رسول اللہ ﷺ نے اور ہمارے سچے خدا وحدہ لاشریک نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

صاف صاف معجزات کی نفی کر دی۔ انتہیٰ مگر ہمارا یہ تمام کلام یاد رکھنے کے قابل ہے جو اوپر قانون قدرت کے متعلق لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے عنقریب کام لینا ہوگا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

اسی طرح وصف دوم جو قرآن نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے لئے ثابت کیا ہے وہ یہ ہے جو سورۂ آل عمران میں خود عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اقرار ہے۔ کہ انی جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن اللّٰه وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتیٰ باذن اللّٰه وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذٰلک لأیة لکم ان کنتم مؤمنینo (آل عمران) یوم یجمع اللّٰه الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لاعلم لنا انک انت علام الغیوبo اذ قال اللّٰه یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد وکهلا واذ علمتک الکتاب والحکمة والتورٰة والانجیل واذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتهم بالبیّنات فقال الذین کفروا منهم ان هذا الاسحر مبینo (مائدہ) انہوں نے ان علامات کے ساتھ بنی اسرائیل کی طرف اپنی رسالت کا دعویٰ کیا کہ مجھ کو میرے رب نے یہ نشانی دی ہے کہ میں مٹی کے پتلے بنا کر ان میں پھونک مارتا ہوں اور وہ اللہ کے حکم سے پرندے ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کے اذن سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو گھروں میں کھا پی کر اور نیز ذخیرہ رکھ کر آتے ہو اس کو جانتا ہوں اور تم کو بتا سکتا ہوں۔ چنانچہ اسی کے مطابق حق تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں اپنے نبی کریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کی زبانی اطلاع دی کہ قیامت کے دن جبکہ وہ سب رسولوں کو جمع کرے گا اور ہر ایک کی امت کی سرگذشت ان سے پوچھے گا اور وہ اس کا علم خدا کی طرف تفویض کریں گے تو اس وقت خدا تعالیٰ اپنی نعمات کی یاددہانی جو حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ پر کی ہے اس طرح پر کرے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرے احسان کو یاد کر جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہوا جبکہ میں نے تجھ کو روح القدس کے ساتھ تائید دی اور تو لوگوں سے حالتِ مہد یعنی ماں کی گود میں اور بڑی عمر میں یکساں باتیں کرتا تھا اور جبکہ میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت وانجیل سکھلائی اور جبکہ تو میرے اذن کے ساتھ جانور کی تمثال بنا کر اس میں پھونک مارتا تھا اور وہ میرے ہی اذن سے پھر پرند بن جاتے تھے اور تو میرے ہی اذن سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا اور جبکہ تو میرے ہی اذن سے مُردوں کو قبروں سے زندہ نکالتا تھا اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے ہٹا رکھا جبکہ تو ان کی طرف معجزات کے ساتھ گیا لیکن وہ لوگ جو ان میں سے کافر ہوگئے وہ بول اٹھے کہ یہ سب بجز صریح جادو کے اور کچھ نہیں۔

قادیانی صاحب کا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے انکار

لیکن ہائے افسوس کہ ان کے مثیل مرزا قادیانی نے جبکہ اپنے کو حضرت مسیح علیہ السلام کے اس وصف سے بھی بے بہرہ پایا تو ان کفار کی طرح براہین احمدیہ کی تمہید پنجم میں ان معجزات کو بایں علت محجوب الحقیقت کہا کہ وہ بظاہر صورت مکروں سے متشابہ ہیں اور پھر صاف صاف لکھ دیا کہ عندالعقل یہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اندھوں لنگڑوں کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہ نسخہ حضرت مسیح نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا جو عبرانی میں بیت خدا کہلاتا تھا اور جس کا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری میں کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہوجاتا تھا اور جس پر کہ حضرت مسیح اکثر جایا بھی کرتے تھے۔ اور ازالۃ الاوہام میں لکھا کہ یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسی کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔ اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اور حضرت مسیح کی پیشین گوئیوں کو براہین احمدیہ کی تمہید ششم میں بایں علت مجوب الحقیقت کہا کہ وہ نجومیوں اور رمالوں اور کاہنوں اور مؤرخوں کے طریقہ بیان سے مشابہ ہیں اور کہا کہ سچی وہ ہیں جن کے ساتھ ان لوگوں کا شریک ہونا ممتنع اور محال ہو۔ انتہی
اور نیز ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱۱، ۳۱۲ میں لکھا کہ حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے جو زندہ ہو جاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ میں مر جاتے تھے۔ اور یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے یہ الہامی نام ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا۔ انتہی

پس اگر قادیانی صاحب کے ان اقوال کو صحیح مان لیا جائے اور سامری کے گوسالہ کی طرح ان معجزات کو مجوب الحقیقت اور ایک کھیل تصور کیا جائے تو پھر حق تعالیٰ کا یہ احسان جتلانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور وہ اللہ کی آیات اور نعمات کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اور ان کو سحر کہنے والے کفر کی طرف کیوں منسوب کئے جاتے؟ اور اگر موتی سے مراد حقیقی موت اور ان کی احیا سے حقیقی حیات مقصود نہ ہوتی تو بار بار (لفظ اِذنی) یعنی خدا کے اذن کی اس میں کیا ضرورت تھی اور نیز لفظ اخراج جو قبروں سے مُردوں کے نکالنے پر دلالت کرتا ہے اذن اللہ کے ساتھ کیوں مستعمل کیا گیا؟ اور اگر عیسیٰ نبی اللہ نجوم یا رمل وغیرہ کے ذریعہ سے پیشین گوئیاں کرتے تھے یا کسی نسخہ یا عمل الترب کے ذریعے سے بیماروں کو اچھا کرتے تھے تو نبی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ساحر میں فرق کیا رہا؟ الحاصل قادیانی صاحب کے یہ سارے ہذیانات نہ فقط قرآن کریم کے مخالف ہیں بلکہ خدا اور رسول اور ائمہ مقبول کی تکذیب بھی کرتے ہیں اور ان کفار کے قول سے بھی بدتر ہیں جنہوں نے ان کو سحر کہا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی عمر

وصف سوم جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت قرآن کریم نے بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ ان کی عمر اس دنیا میں زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کرے گی اور نہ وہ کہولت کے قبل مریں گے جیسے کہ مظہری میں ہے اور باتفصیل آئندہ اس کا بیان آئے گا۔ مگر افسوس کہ ان کے مثیل نے اپنی عمر کی نسبت ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۳۵ میں الہامی پیشین گوئی کر دی ہے کہ ان کی عمر اسی (۸۰) برس یا اس کے قریب یعنی سن شیخوخت تک پہنچے گی۔

عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قبل آنا اور اس پر اہل کتاب کا ایمان لانا

وصف چہارم جو حضرت مسیح کے متعلق قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ **وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا** (سورۂ نساء) آئندہ کسی زمانہ میں ہر ایک اہل کتاب عیسیٰ پر ایمان لائے گا۔ قبل اس کے کہ مرے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان کے ایمان کی شہادت دے گا۔

مگر افسوس کہ حضرت مسیح کے مثیل مرزائے قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسا منصب حاصل نہیں کرنے دیتے اور ازالۃ الاوہام کے متعدد صفحات ایک طویل لیکچر میں تحریر فرمارہے ہیں کہ ”کوئی اہل کتاب ایسا نہیں جو اپنے مرنے کے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کے ساتھ مرنے پر یقین نہ رکھتا ہو اور اس آیت میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں جو اس کو کسی خاص محدود زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو“۔

لیکن قادیانی صاحب کو اس آیت کریمہ میں **لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ** کا صیغۂ استقبال نظر نہ آیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو مؤکد بنون تاکید ثقیلہ اور لام جواب قسم کے ساتھ حرف نفی یعنی حرف إنْ کے بعد واقع ہوا۔ اور کتب اصول نحو میں مذکور ہے کہ حرف إن لام قسم اور نون تاکید اور بقول سیبویہ ما نافیہ کی طرح صیغہ مضارع کو خالص استقبال کے لئے مخصوص کر دیتا ہے۔ پس یہ صیغہ صریح النص ہے کہ اس آیت مبارک کے نزول کے قبل کے اہل کتاب یا وقت نزول کے اہل کتاب کے متعلق خبر نہیں دی گئی کہ وہ ایمان لا چکے ہیں یا لائے ہیں بلکہ یہ ان اہل کتاب کے ایمان کے متعلق پیشین گوئی ہے جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت موجود ہوں گے اور ان کے ایمان پر قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام شہادت دیں گے۔ جیسے کہ یہی مذہب مفسرین کی ایک جماعت کا اور نیز ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ (دیکھو جمل صفحہ ۵۶) اور نیز شہید کے اصل معنی بھی یہی ہیں یعنی حاضر نہ کہ غائب۔ کیونکہ غائب کو شہید نہیں بولا جاتا اسی واسطے ان لوگوں سے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد ان کی غیبت کے زمانہ میں ان کو اور ان کی والدہ کو خدا کہا حضرت عیسیٰ ان کی نسبت قیامت کے دن اس طرح تبرے کا اظہار فرمائیں گے۔ **وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھیدo** (سورۂ مائدہ) کہ اے خدا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا تو میں ان کا شہید اور رقیب تھا لیکن جب تو نے مجھے ان کے درمیان سے اٹھالیا تو پھر تو ہی ان کا رقیب تھا اور تو ہی ہر شے کا شہید ہے۔ پس سورۂ مائدہ میں ان کافروں کے متعلق حضرت عیسیٰ کا شہید اور رقیب ہونے سے انکار کرنے اور سورۂ نساء میں حق تعالیٰ کا ان کو شہید بیان فرمانے کے معنی بجز اس کے نہیں کہ ان ایمان لانے والوں کے درمیان حضرت عیسیٰ اسی طرح شہید ہوں گے جس طرح کہ رفع کے قبل اپنی قوم میں شہید ہونے کا اقرار سورۂ مائدہ میں فرما رہے ہیں اور یہی معنی ہیں کہ احادیث صحیحہ جس کی مؤید اور مثبت ہیں جیسے کہ بالتفصیل اس کا بیان آئے گا۔ اور یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قادیانی صاحب بیس بائیس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

برس تک قبل اس کے قرآنی آیات سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور جسمانی نزول کے قائل ہو چکے ہیں۔

ماسوائے ان چہار اوصاف مخصوصہ کے بہت سے اوصاف احادیث رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہیں جیسے ان کا بعد نزول دجال کو قتل کرنا اور بظاہر سلطنت وحکومت خلیفہ رسول اللہ ہونا اور بجز دین محمدی کے کسی دین کا باقی نہ رکھنا اور سب کا ایک ہی ملت پر ہو جانا اور خنازیر کو قتل کرنا اور صلیب کو توڑنا یعنی دین نصاریٰ کو نیست ونابود کرنا اور اس کے بعد زمین میں ایسا امن ہو جانا کہ بھیڑیا اور بھیڑ مل کر چریں گے اور رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک میں صاحبین اور رسول اللہ کی قبر شریف کے درمیان ان کی قبر ہونا۔

قادیانی صاحب دعویٰ تشابہ فطرت میں سچے نہیں

مگر افسوس ہے کہ ہم قادیانی صاحب کو باوجود دعویٰ تشابہہ فطرت ان سب اوصاف حضرت مسیح سے خالی بلکہ ان کا منکر دیکھتے ہیں اور جو شخص کہ ان کو ان کے جزئیات کا جواب دیتا ہے اس کے مقابل ملاعنہ اور مباہلہ کے ساتھ وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدمعاشوں کی طرح گالی گلوچ پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کا عربی مکتوب ابتدا سے انتہا تک لعنت اور پھٹکار سے بھرا ہوا ہے۔ حالانکہ ایک خاص وصف عیسیٰ علیہ السلام کا جیسے کہ انجیل میں ہے یہ بھی تھا کہ فرمایا انہوں نے، میں توریت کے ابطال کے لئے نہیں آیا بلکہ اس کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ صاحب توریت نے کہا کہ نفس کے مقابل نفس اور آنکھ کے مقابل آنکھ اور ناک کے مقابل ناک اور کان کے مقابل کان اور جروح کے لئے قصاص ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ جب تیرا بھائی تیرے سیدھے کلہ پر تھپڑ مارے تو تو بایاں کلہ بھی اس کے سامنے رکھ۔ یعنی تواضع اور انکسار اور عفو اور ایثار عیسیٰ علیہ السلام کا ایک خاص وصف تھا جو ان کی امت کے لئے بمنزلہ شریعت ہو گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث ''علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل'' کی شرح

اور نیز بتقدیر صحت حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جس سے قادیانی صاحب اپنے متعدد رسائل میں اپنی صحت مثیل ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ اس کے معنی بھی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ علماء اُمت کے بعض افراد کو علی سبیل التفاوت انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی ایک نبی کے ساتھ تشبہ اور مناسبت بعض خصوصیات ذاتیہ میں ہو جاتی ہے جیسے کہ یہی مفاد کاف تشبیہ کا ہے اور اس نبی کی وہ خصوصیات اس عالم اُمت میں علی سبیل الظل ظاہر ہونے لگتی ہیں اور اس وقت وہ نبی اس عالم امت کا مُر بی کہا جاتا ہے اور اس عالم کو کہا جاتا ہے کہ وہ زیر قدم فلاں نبی ہے اور وہ عیسوی المشر ب ہے یا موسوی المشر ب اور وہ آدمی المشر ب ہے یا ابراہیمی المشر ب۔ پس اس عالم میں اس وقت اس نبی کی صفات خاصہ حساً متحقق ہونے لگتی ہیں جیسے حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ عیسوی المشر ب تھے۔

ابو یزید نے عیسوی المشر ب ہونے سے ایک چیونٹی کو قتل کر کے زندہ کیا

انہوں نے اس معنی کو جان لیا **وھذہ مسئلۃ لایمکن ان تصرف الاذرقا کابی یزید حین نفخ فی النملۃ التی قتلھا فحییت فعلم عند ذلک انہ کان عیسوی المشھد** (فصوص الحکم صفحہ ۱۵۱) جبکہ انہوں نے ایک چیونٹی کو قتل کر کے اور پھر اس میں پھونک مارنے سے دوبارہ اس میں جان ڈال دی۔ اور جیسے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ مؤلف کے دادا پیر ہیں ان کی نسبت ہمارے پیر حضرت شاہ غلام نبی احمدی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ وہ موسوی المشر ب تھے۔ ایک مرتبہ کسی مخالف سے ایک مسئلہ میں کچھ بحث تھی اور طرف ثانی مسئلہ تسلیم نہ کرتے تھے۔ حضرت کے سامنے فقہ شریف کی کتاب رکھی تھی۔ جلالیت میں آ کر وہ کتاب بزور اٹھا کر زمین پر دے ماری اور یہ فعل ان سے بعینہٖ ایسا ہی سرزد ہوا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وقوع میں آیا کہ انہوں نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توریت کو اٹھا کر دے مارا۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ عالم امت ترقی کر کے نبی بن جائے جیسے کہ قادیانی صاحب نے کہہ دیا کہ میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی۔ ہاں یہ عالم اُمت کبھی انبیاء کی طرح ایک مشرب سے دوسرے بالاتر مشرب کی طرف ترقی کر جاتا ہے۔

العلماء ورثۃ الانبیاء کی حقیقت

جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے مکتوب صفحہ ۲۰۹ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''چون حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریع خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خواہد رسید و تقویت دین او علیہما الصلوٰت والتحیات خواہد نمود''۔ اور کبھی یہ عالم ایک مشرب کے علاوہ دیگر مشارب سے بھی شرف فیض کرتا ہے۔ چنانچہ یہی معنی ہیں اس حدیث کے جو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علماء ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے جو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے علی رضی اللہ عنہ تجھ میں عیسیٰ کی مثال ہے کہ یہود نے اس کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ اس کی ماں پر بہتان لگائے اور نصاریٰ نے اس کے ساتھ ایسی محبت کی کہ اس کو ایسا مرتبہ دے دیا جو اس کا نہیں۔ چنانچہ خارج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی اور خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی عداوت کی کہ بدگوئی تک پہنچ گئے۔ اور شیعہ نے ان کی دوستی میں یہاں تک غلو کیا کہ ان کے بعض نے ان کو ابن اللہ بنا دیا اور نیز جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بدولت یہودیوں کے اکہتر فرقے ہوگئے۔ اور نصاریٰ کے بہتر اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بدولت خوارج کے اکہتر فرقے ہوگئے اور شیعہ کے بہتر جن کے اکثر تو عبدالکریم شہرستانی نے بالتفصیل اپنی کتاب الملل میں لکھ دیئے ہیں۔

حضرت ابوذر صحابی سے زیادہ کسی کو زہد و عکوف میں عیسیٰ ابن مریم سے تشابہ نہیں

اور اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث مشکوٰۃ میں عن ابی ذر قال قال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول اللہ ماأظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لھجة اصدق ولااوفی عن ابی ذر شبه عیسی ابن مریم یعنی فی الزھد۔ جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں سایہ کیا آسمان نے اور نہیں اٹھایا زمین نے کسی ذی زبان کو جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے اصدق اور اوفی باعتبار مشابہت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ہو۔ لمعات میں ہے کہ خارج میں ایسا ہی ہوا کہ وہ کبھی ادائے حق میں پیچھے نہ رہے اور زہد و عکوف میں ایسے ہوئے جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام تھے اور اس حدیث نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ ابی ذر سے بڑھ کر صدق اور وفا اور زہد و تجرد میں عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی شخص دنیا میں مشابہ نہ ہوگا۔ اور اسی معنی کے متعلق ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۵۱ میں اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ ''حضرت صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باوجود حصول کمالات محمدی ﷺ بدرجات ولایت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیان انبیاء ماتقدم در طرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیم علیہ السلام دارند و در طرف دعوت کہ مناسب مقام نبوّت است مُناسبت بحضرت موسیٰ علیہ السلام دارند۔ و حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ در ہر دو طرف مناسبت بحضرت نوح علیہ السلام و حضرت امیر رضی اللہ عنہ در ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰ علیہ السلام دارند۔ و چون حضرت عیسیٰ روح اللہ است و کلمہ و لاجرم طرف ولایت در ایشان غالب است از جانب نبوّت و در حضرت امیر رضی اللہ عنہ نیز بواسطہ آن مناسبت طرف ولایت غالب است''۔ انتہی اور یہ معنی علم سیر کے جاننے والوں سے مخفی نہیں۔

پس جبکہ ہم ایسی ہی امثال کو پیش نظر رکھ کر قادیانی صاحب کے دعویٰ تشابہ فطرت اور اتحاد طینت اور ان کے حالات پر غور کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اصل یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کے کسی وصف خاصہ کے ساتھ متصف نہیں ہیں بلکہ ان سب اوصاف کا ابطال اور انکار کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ معاملات جو دو متحد الطینت اشخاص میں باہم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے چاہئیں وہ ان سے بالکل معرا ہیں تو اس وقت ہم نہیں یقین کر سکتے کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کسی طرح بھی سچے ہو سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان میں بروز کیا۔ سچ ہے

ع
در کلبۂ گدایان سلطان چہ کار دارد

اتحاد طینت کی حقیقت

دعویٰ اتحاد طینت کے متعلق صحیح نتیجہ نکالنے کے لئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معاملات انصاف پسند دوستوں کو بس ہیں جن کی طینت آنحضرت ﷺ کی طینت کا بقیہ ہونا ابن سیرین رضی اللہ عنہ سچے حلف کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔ **قال ابن سیرین لو حلفت حلفت صادقا باراً غیر شاک ولا مستثن ان اللہ ماخلق محمدا ﷺ ولا ابابکر ولا عمر الا من طینۃ واحدہ ثم ردھم الی تلک الطینۃ** (عینی شرح بخاری) اور خطیب، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ **عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ مامن مولود الاوفی سرتہ من تربۃ التی یولد منھا فاذا رد الی ارزل عمرہ رد الی تربۃ التی خلق منھا یدفن فیھا وانی وابابکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ وفیھا ندفن** (خطیب بہ یہ تحفہ دیہ) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی مولود ایسا نہیں جس کی ناف میں اس مٹی کا کوئی حصہ نہ ہو جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے پس جبکہ وہ ارزل عمر کو پہنچتا ہے تو اسی مٹی کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا ہے اور اسی میں دفن کیا جاتا ہے۔ اور میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن کئے جائیں گے۔

اور کوئی کمال نبوت ایسا نہیں جو آنحضرت ﷺ کے ضمن میں شیخین رضی اللہ عنہما نے اس سے حظ وافر حاصل نہ کیا ہو۔ اور غالباً یہی سر ہے جو عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد بقول حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے مقام عیسوی سے حقیقت محمدی ﷺ کی طرف عروج فرمائیں گے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہی بھید ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن ہوگا اور میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابی بکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے۔

پس اتحاد طینت اور تشابہ فطرت کے ایسے ہی خواص ہوتے ہیں جو باہمی متشابہہ فطرت میں بروز کرآتے ہیں حتیٰ کہ انواع نباتات میں بھی جیسے کہ حدیث اکرام نخلہ سے ثابت ہے اور اس مقدمہ کو ہم اسی پر ختم کرتے ہیں۔

مقدمۂ پنجم

(خدا کے وعید میں تخلف ہو جانے کے بیان میں)

بقول قادیانی عذاب کے وعدے میں تخلف سنت اللہ ہے

قادیانی صاحب نے اپنی پیشین گوئیوں کا جھوٹ چھپا دینے کے لئے خدا کو اور خدا کے رسولوں کو بھی اپنے ساتھ اس جھوٹ میں شریک بنانا چاہا اور انجام آتھم کے صفحات ۲۸، ۲۹ اور ۳۱ میں وعید میں تخلف سنت اللہ ہونا لکھ دیا اور اس کی شہادت میں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ بحوالہ تفسیر درِ منثور ابن عباس سے نقل کیا کہ خدا نے یونس علیہ السلام نبی پر یہ وحی نازل کی کہ فلاں تاریخ ان کی قوم پر عذاب نازل کروں گا۔ سو ان لوگوں نے خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا سو خدا نے ان کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت پر عذاب ڈال دیا۔ تب یونس کہنے لگا کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہ جاؤں گا اور دوسری راہ لی۔ حالانکہ اس عذاب کے وعید میں کوئی شرط نہ تھی۔ انتہی مگر قادیانی صاحب کو خدا کا یہ کلام یاد نہ رہا جو فرمایا ہے کہ **وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی** (سورۂ ق) وعید پہلے ہی سے مقرر ہو چکی ہے اور اس کے کسی قول میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور **ولا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ** (سورۂ رعد) وہ اپنے وعدوں میں جو اپنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسولوں سے کرتا ہے ہرگز تخلف نہیں کرتا۔ امام ربانی فرماتے ہیں کہ وعد رسل وعد اور وعید ہر دو کو شامل ہے اور یہ کس قدر شناعت کی بات ہے کہ خدا اپنے رسولوں سے وعد اور وعید کے عہد میں تخلف کر دے جو عقلاً اور شرعاً ہر طرح سے شنیع اور قبیح ہے اور جیسے کہ شامی کی جلد اوّل میں علامہ تفتازانی وغیرہ نے اور نیز علامہ نسفی نے تصریح کر دی ہے۔ کہ ''وعید میں تخلف محققین نے ہرگز جائز نہیں رکھا اور لقانی نے اُبّی اور امام نووی سے نقل کر دیا ہے کہ علاوہ کفار کے ایمان والے گنہگاروں پر بھی وعید کا نفوذ ہوگا اور اسی پر اجماع کا انعقاد ہے''۔ اور قطع نظر اس کے قوم یونس کے مقدمہ کا فیصلہ تو خود خدا نے کر دیا۔ اور صریح ارشاد فرمادیا کہ **فلولا کانت قریۃ امنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا** (سورۂ یونس) کہ کیوں نہ وہ ویران شدہ بستیاں معائنہ عذاب کے قبل سچا ایمان لے آئیں تا کہ ان کا ایمان ان کے رفع عذاب کا نفع دیتا اور حلول عذاب کے انتظار میں نہ رہتیں جیسے کہ فرعون نے کیا۔ مگر برخلاف ان کے فقط ایک قوم یونس ہی تھی جو نزول عذاب کے قبل سچا ایمان لے آئی اور ہم نے دنیا کی زندگانی میں بھی ان سے ذلت کا عذاب اٹھا دیا۔ پس کلام اللہ کی یہی آیت بتلا رہی ہے کہ حلول عذاب کے وعید میں عدم ایمان ہی ہمیشہ کیلئے سنت اللہ میں شرط رہا۔ اور قطع نظر اس کے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک اولوالعزم نبی اللہ اپنے اللہ کی نسبت ایسا ظن کر کے بھاگ نکلے۔ حالانکہ تفسیر خازن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قصہ اس طرح پر منقول ہے کہ **عن ابن عباس اتی جبریل یونس فقال انطلق الی اھل نینوا فانذرھم فقال التمس دابۃ قال الامر اعجل من ذلک فغضب وانطلق الی السفینۃ**۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یونس نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور کہا کہ نینوا میں جا کر اہل نینوا کو ڈرا۔ اس پر یونس نے کہا کہ مجھے ایک سواری چاہیے۔ جبریل نے کہا یہ کام جلدی کا ہے اس پر یونس علیہ السلام غصہ ہو کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشتی کی طرف چلے گئے۔ اور ایک روایت میں ابن عباس سے یہ بھی ہے۔ کہ **قال ابن عباس فی روایة عنه کان یونس وقومه یسکنون فلسطین فعذابهم ملک فسبی منهم تسعة اسباطا ونصفا وبقی منهم سبطان ونصف فاوحی اللّٰه الی شعیاء النبی ان اسر الی حزقیل الملک وقل له یوجه نبیًّا قویافانی القی فی قلوب اولئک حتی یرسلوا معه بنی اسرائیل. فقال له الملک فمن تری و کان فی مملکة خمسة من الانبیاء قال یونس انه قوی امین فدعا الملک یونس وامره ان یخرج فقال یونس هل اللّٰه امرک باخراجی قال لاقال فهل سمانی اللّٰه لک قال لا قال فههنا غیری انبیاء اقویاء فالحوا علیه فخرج مغاضبا للنبی وللملک وقومه واتی بحرالروم فرکب** (خازن) کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی معیت میں فلسطین میں رہا کرتا تھا کہ اتفاقاً کسی بادشاہ نے ان پر فوج کشی کر کے ان کے بارہ سبطوں میں سے ساڑھے نو سبط قید کر لئے اور باقی صرف اڑھائی سبط رہ گئے اس پر خدا نے شعیاء نبی کو وحی کی کہ حزقیل بادشاہ کو جا کر کہہ کہ وہ کسی قوی نبی کو اس ظالم بادشاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ کرے اور میں بنی اسرائیل کے دلوں میں اس کے ساتھ جانے کے لئے القا کر دوں گا۔ حزقیل نے شعیاء نبی سے پوچھا کہ تیرے خیال میں کس کو بھیجوں۔ کیونکہ اس وقت وہاں پانچ نبی موجود تھے تو شعیاء نے رائے دی کہ یونس ہی قوی اور امین ہے۔ پھر حزقیل نے یونس کو بلا کر فہمائش کی اس پر یونس علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا خدا نے میرے جانے کا تجھے حکم کیا ہے؟ حزقیل بولا نہیں۔ پھر یونس نے کہا کہ کیا خدا نے میرا نام لیا ہے؟ حزقیل بولا نہیں۔ پھر یونس علیہ السلام بولا کہ یہاں میرے سوائے دوسرے قوی انبیاء موجود ہیں۔ لیکن سب نے یونس ہی کو مجبور کرنا چاہا۔ تو وہ شعیاء نبی اور حزقیل اور قوم سے رنجیدہ ہو کر بحیرہ روم کی طرف چلا گیا اور کشتی پر جا سوار ہوا۔ انتہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بقول قادیانی چار سو نبی کو شیطان نے دھوکا دیا اور وحی میں دخل دیا

مگر قادیانی صاحب نے اسی پر اکتفا نہ کیا اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۲۸ میں لکھا کہ کبھی شیطانی دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے اور اس کی سند میں وہی توریت کا قصہ لکھا کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشین گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ اسی میدان میں مر گیا اور اس کی توجیہہ یہ بیان کی کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا۔ اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔

انبیاء کے خطرات سے شیطانی وسوسہ بلا توقف اٹھا دیا جاتا ہے

حالانکہ قرآن کریم قادیانی صاحب کے اس منقولہ قصہ کی تکذیب کر کے گذشتہ نبیوں اور رسولوں کا اس بہتان سے ابراء فرما رہا ہے۔ دیکھو سورۂ حج میں آنحضرت ﷺ کو ارشاد ہوا۔ **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبیّ الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایٰته** (سورۂ حج) کہ اے محمد (ﷺ) ہم نے تیرے قبل ایسا کوئی نبی اور رسول نہیں بھیجا کہ اس کو یہ حالت پیش نہ آئی کہ جب اس نے (اپنی طبعی خواہش سے) کوئی خیال اپنے نفس میں گذرا تو شیطان نے اس میں وسوسہ ڈال دیا اور معاً بلا توقف اور بلا مہلت اسی دم اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسہ کا ازالہ فرما دیا اور اپنی نشانیوں کو محکم کر دیا اور یہ معنی نہیں کہ شیطانی وسوسہ دیر تک قائم رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی استواری میں کوئی عرصہ لگا ہو یا اخیر دم تک اس کا ازالہ نہ ہوا ہو۔ اس لئے کہ **الفاء للترتیب بلا مهلة وثم للتراخی زماناً اورتبة ارتفاعا او انحطاطاً نحو جاء الجیش ثم الامیر اذا جاءوا معا او جاء الامیر سابقا لکن اخر لافادة الترتیب بحسب الرتبة** (متن متین نحل) حرف فا قاعدہ نحو کے مطابق کلام عرب میں ترتیب بلا مہلت کا افادہ دیتا ہے اور حرف ثم تراخی باعتبار زمانہ کے علاوہ اکثر تراخی باعتبار رتبہ کے لئے بھی آتا ہے خواہ ارتفاعاً ہو یا انحطاطاً۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس آیت مذکورہ میں حرف ثم تراخی زمانہ کے لئے نہیں کیونکہ القاء شیطانی کے ازالہ اور آیات رحمانی کے استحکام میں بظاہر نظر فقط رتبۃً فرق ہے۔ اس لئے کہ ازالہ وسوسۂ شیطانی کو استحکام آیات رحمانی لازم ہے اور یہ وہ آیت ہے کہ جس کی تفسیر میں کورفہموں نے جھوٹی کہانیاں اختراع کرلیں۔ چنانچہ کسی نے یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ جب سورۂ نجم کی آیت **افرأیتم اللات والعزی** پڑھ رہے تھے تو شیطان نے بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہ فقرات نکلوا دیئے۔ **تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی**۔ بیضاوی میں ہے کہ یہ قصہ محققین کے نزدیک قبول نہیں **ھو مردود عند المحققین بیضاوی لااسندھا ثقۃ بسندصحیح اوسلیم متصل وانمارواہ المفسرون والمؤرخون المولعون بکل غریب الملفقون من الصحف کل صحیح وسقیم** (خازن) کہ اس قصہ کو کسی ثقہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ان مؤرخوں اور مفسروں نے بیان کیا ہے جو کہ صحت وسقم میں تمیز نہیں کرسکتے۔ اور کسی نے یہ کہا کہ **تمنی** کے معنی قرأت اور تلاوت ہے۔ بیضاوی میں ہے کہ یہ معنی وثوق قرآن کے مخل ہیں کہ شیطان رجیم نبی ﷺ کی صورت کا محاکی بنے۔ پس صحیح معنی وہی ہیں جو بیضاوی اور خازن میں ہیں۔ **تمنی زوّر فی نفسہ ما یھواہ** (بیضاوی)۔ **تمنی خطر ببالہ وتمنی بقلبہ** (خازن)۔ یعنی اپنی طبعی خواہش کے مطابق کوئی خیال دل میں لائے۔ پس یہی آیت دلیل اتم ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد بعثت الی الخلق کبھی شیطان کے دام میں نہیں آسکتے اور ہمیشہ ان کی حرکات وارادات اور اقوال وافعال ارادۂ الٰہی کے تابع رہتے ہیں اور وہ کوئی کام اپنی خواہش کے مطابق نہیں کرسکتے۔ بلکہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے نے کی آواز نفخ نائی کی تابع یا کہ حرکت حجر تحریک رامی کا ثمرہ ہے۔

بقول قادیانی محدث کا الہام قطعی ہوتا ہے اور شیطانی القاء بلاتوقف اس سے اٹھایا جاتا ہے

زیادہ تر تعجب خیز یہ امر ہے کہ قادیانی صاحب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۴۸ میں اپنا الہام لکھ چکے ہیں کہ وہ محدث بفتح دال ہیں اور اس کی سند میں لائے ہیں کہ ابن عباس کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قراءت میں جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے اس آیت میں کلمہ و لا مُحدَّث بھی ہے اور بعد اس کے لکھتے ہیں کہ محدث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے جس میں دخل شیطان قائم نہیں رہ سکتا اور وہ بلاتوقف نکالا جاتا ہے۔

ہم قادیانی صاحب سے معارضہ کر کے کہتے ہیں کہ جب محدث کی یہ شان ہے تو پھر انبیاء کے الہامات میں کیوں غلطی ہونے لگی۔ قطع نظر اس کے ہم کہتے ہیں کہ ان کے حوالہ کے مطابق بخاری میں یہ کلمہ بروایت ابن عباس نہیں ہے۔ ہاں تفسیر درمنثور میں اس کلمہ کے نسخ ہونے پر تخریج ابن ابی حاتم شہادت موجود ہے۔ جیسے کہ کہا **اخرج ابن ابی حاتم عن سعد بن ابراھیم بن عبداللہ بن عوف قال ان فیما انزل اللہ وما انزلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدّث فنسخت والمحدثون صاحب یس ولقمان وھو من ال فرعون وصاحب موسٰی** (درمنثور صفحہ ۳۶۹)

مقدمۂ ششم

(محمد مصطفیٰ ﷺ کے اجتہاد میں خطا اور وحی کے غلط معنی سمجھنے میں اور غیر محدود علوم رسول اللہ میں)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے اپنا جھوٹ چھپانے کے لئے خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت بھی آریا اور کرسٹانوں کی طرح گستاخانہ کلمات کی پروانہ کی۔

بقول قادیانی محمد ﷺ نے بھی اجتہاد میں خطا کی اور وحی کے معنی غلط سمجھے

ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۸۷ سے ۶۹۲ تک متعدد مقامات میں لکھا کہ ''ایسے امور میں جو عملی طور پر سکھلائے نہیں جاتے اور نہ ان کی جزئیات خفیہ سمجھائی جاتی ہیں انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو و خطا ہے۔ مثلاً

۱......وہ خواب جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور جو بعض مومنوں کے حق میں موجب ابتلا ہوا اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس کی بنا پر نبی ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اٹھا کر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اس وقت اس رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ حالانکہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا خواب وحی میں داخل ہے۔ لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی۔

۲......اور ایسا ہی جب آنحضرت ﷺ کی بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تھے تو آپ کو اس غلطی پر تنبہ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔

۳......اور اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور وحی نہیں کھلی اور آنحضرت ﷺ کا اول یہی خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ مگر آخر میں یہ رائے بدل گئی۔

۴......اور ایسا ہی سورۂ روم کی پیشین گوئی کے متعلق جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط لگائی تھی آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب میں نو برس تک اطلاق پاتا ہے اور میں بخوبی مطلع نہیں کیا گیا کہ نو برس کی حد کے اندر کس سال تک یہ پیشین گوئی پوری ہوگی۔

۵......اور ایسا ہی وہ حدیث جس کے یہ الفاظ ہیں **فذهب وهلی الی انه الیمامة او الهجر فاذا هی المدینة یثرب**۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اجتہاد سے پیشین گوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا اور حضرت مسیح کی پیشین گوئیوں کا سب سے عجیب تر حال ہے۔ بارہا انہوں نے کسی پیشین گوئی کے کچھ معنی سمجھے اور آ کر کچھ اور ہی ظہور میں آیا۔ بہر حال ان باتوں سے یقینی طور یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ ایسی پیشین گوئیوں کی تعبیر اور تاویل میں انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک نہایت دقیق راز ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبۂ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو نہ دجال کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماھی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ کے طرز بیان میں اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں''۔

حقیقت نبوت اور غیر محدود علوم رسول اللہ کا بیان

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان ہزلیات کا جواب دیں ہم بارگاہِ نبوت میں نہایت ادب کے ساتھ التجا کر کے اس امر کے اظہار کیلئے مجبور ہیں کہ ہر وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ نسبت فدائی رکھتا ہے اس کا ایمان اس کو ہرگز فتویٰ نہیں دے سکتا کہ وہ قادیانی صاحب کے ان غلط افتراؤں کو ایک لحظہ کے لئے بھی صحیح مان لے جو انہوں نے حضرات انبیا خصوصاً خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں لکھی ہیں اور جن کا صحیح مان لینا نہ فقط ان کی عصمت اور وثوق اور اصطفا اور اجتبا کا منافی ہے جو اللہ کے ایک مرسل بندہ کے لئے ضروری ہے بلکہ شان نبوت کے بھی مخالف ہے جس کے ساتھ وہ خدا کے بندوں کو تاریکی سے روشنی کی طرف نکالنے اور ناپاک دلوں کے تزکیہ اور طہارت اور ان کو لوث بشریت سے پاک وصاف کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ورنہ

ع آں کس کہ خود گم است کرا رہبری کند

نبی کی صورت بشریہ اور ملکیہ بشر اور ملک سے بالاتر ہوتی ہے

مانا ہم نے کہ آنحضرت ﷺ صورت بشریہ میں ہمارے مماثل تھے لیکن طرف معنی اور وحی میں وہ ہماری مثل نہ تھے۔ پس ایک طرف سے ان کو نوع انسان کے ساتھ مشابہت رہی اور دوسری طرف سے ان کو نوع ملائکہ کے ساتھ مماثلت حاصل اور ان دونوں مماثلتوں کے اجتماع سے بشریت ان کے مزاج و استعداد میں نوع بشر سے فائق رہی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملکیت ان کی وحی ورسالت کے قبول وادا میں ملکیت نوع ملائکہ سے زائد رہی۔ لہٰذا ممکن نہیں کہ طرف بشریت میں بنی نوع کی مثل ان کو ضلالت اور غوائیت ہو یا طرف ملکیت میں ان کو کسی قسم کی زیغ وطغاوت ہو۔ چنانچہ یہی جامعیت ہے کہ جس کی رعایت سے کبھی تو وحی کا نزول صورت بشریہ میں ہوتا رہا اور آنحضرت ﷺ جبریل علیہ السلام سے حسًا اور عینًا مکالمہ اور مشاہدہ فرماتے اور کبھی صلصلۃ الجرس کی طرح وحی ربانی کی متسلسل آواز آنحضرت ﷺ کے سمع مبارک میں پہنچتی اور کبھی از روئے ہتف اور کشف اور کبھی بطریق فراست یا رؤیا معانی خفیہ کا القا آنحضرت ﷺ کیلئے شرح صدر کا باعث ہوتا اور اگر احیانًا حسّی طور پر وحی کا انقطاع ہوا لیکن تائید اور عصمت الٰہی کبھی منقطع نہ ہوئی جس سے آنحضرت ﷺ کے افکار اور اقوال اور افعال میں استواری اور استحکام کا افاضہ ہوتا رہا۔

مانا ہم نے کہ آنحضرت ﷺ ایک وقت اس امر کے اقرار کیلئے مامور کئے گئے کہ **انا بشر مثلکم اکل مما تاکلون واشرب مما تشربون**۔ کہ میں بھی تمہاری مثل ایک آدمی ہوں جو تم کھاتے پیتے ہو میں بھی وہی کھاتا پیتا ہوں۔ لیکن دوسرے وقت وہ اس امر کی اطلاع کے لئے بھی مجبور ہوئے **انی لست کھیئتکم انی ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی** (ازالہ) **قال النبی ﷺ لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی** (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۰، ابی ہریرہ) جبکہ صحابہ نے کھانا پینا ترک کرنا چاہا تو فرمایا کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں، میں اللہ کے ہاں مہمان رہتا ہوں وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ **وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا○ او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا○ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا○ او یکون لک بیت من زخرف اوترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنزّل علینا کتابا نقرءه قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولاo ای الاجل رقیک فاللام للتعلیل (فتح البیان سورۂ بنی اسرائیل) مانا ہم نے جب کفار نے آنحضرت ﷺ سے چشمہ کے جاری کرنے اور کھجور اور انگور کا ایک ایسا باغ مہیا کرنے کے لئے جس میں نہریں جاری ہوں اور آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرانے اور اللہ اور فرشتوں کو سامنے لانے اور سنہرے گھر کے مہیا ہو جانے اور آسمان پر چڑھ کر ایک کتاب لانے پر ایمان لانا مشروط کیا۔ ومامنعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بها الاوّلون (سورۂ بنی اسرائیل) تو اس وقت ان کے سوالات کے جواب میں آنحضرت ﷺ کو یہ کہنے کا ارشاد ہوا کہ اے محمد کہہ دے ان کو کہ میرا رب ہر عجز و نقص سے پاک ہے اور میں اس کا بندہ رسول ہوں لیکن ساتھ ہی اس کے ارشاد ہوا کہ ہم کو کسی شے نے ایسی آیات کے بھیجنے سے نہیں روکا بجز اس کے کہ اگلے کفار نے تکذیب کی اور وہ ایمان نہ لائے۔ والذی نفسی بیده لقد اعطانی ماسألتم ولوشئت لکان واخبرنی انه ان اعطاکم ذلک ثم کفرتم انه یعذبکم عذابا لا یعذبه احدا من العلمین (ام عطا تفسیر حافظ ابن کثیر۔ سورۂ بنی اسرائیل) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میرا وجود ہے جو تم نے مجھ سے مانگا ہے وہ مجھے اللہ نے دے دیا ہے اور اگر میں چاہوں تو وہ ہو جائے اور مجھے اللہ نے خبر دی ہے کہ اگر میں تم کو دیدوں اور پھر تم انکار کرو تو وہ تم کو سب سے نرالا عذاب دے گا۔

آنحضرت ﷺ کا نسیان

مانا ہم نے کہ ایک وقت آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انی انسی کماتنسون واغضب کما تغضبون (مواہب اللدنیہ) میں بھی تمہاری مثل بھول جاتا ہوں اور تمہاری مانند غصہ کرتا ہوں لیکن دوسرے وقت یہ افاضہ فرمایا الم یسبط احد منکم ثوبه حتی اقضی مقالتی هذه ثم یجمعه الی صدره فینسی من مقالتی شیئا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابدا فبسط ابوھریرۃ فما انسی منھا شیئا (مشکوٰۃ و بخاری) کہ جو کوئی تم میں سے اپنا کپڑا بچھائے رکھے یہاں تک کہ میں اس کلام کو ختم کر لوں اور وہ اس کپڑے کو اپنے سینہ سے لگا لے تو وہ کبھی میری احادیث کو نہ بھولے گا۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور وہ کبھی آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارک کو نہ بھولے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر احادیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں۔ اور نیز آنحضرت ﷺ کی طرف سہو وغفلت کا انتساب نبی ﷺ کی اس حالت صحو وہوشیاری کے مبائن ہے جس پر کہ امر نبوت کا کل دارومدار ہے۔

آنحضرت ﷺ کا دل بیدار

تنام عینی ولا ینام قلبی (مشکوٰۃ)۔ جاء ت ملائکۃ الی النبی ﷺ وھونائم فقالوا ان یصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہ مثلا قال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العینین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل.اہ (مشکوٰۃ) اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر چہ میری آنکھ سو جاتی ہے لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ اسی وجہ سے جبکہ آنحضرت ﷺ سوئے ہوئے تھے ملائکہ نے ضرب المثل کے وقت کہا کہ آنحضرت ﷺ کی آنکھ اگر چہ نیند میں ہے لیکن دل بیدار ہے۔ اور آنکھ کا نیند میں ہونا فہم وتفہیم سے مانع نہ ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کا دل نور اور حکمت سے مملو کیا گیا

وظھرت الملائکۃ فشقت عن قلبہ فملأ تہ ایمانا وحکمۃ وذلک بین عالم المثال والشھادۃ فلذلکم لم یکن الشق عن القلب اھلاکا وقد بقی منہ اثر الخیط وکذلک کلما اختلط فیہ عالم المثال والشھادۃ (حجۃ اللہ البالغۃ صفحہ ۳۸۶)۔ اور یہ بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا قلب مبارک چیر کر ایمان اور حکمت کے ساتھ پر کر دیا گیا تھا کہ سیون کی نشانیاں قلب مبارک پر نمایاں رہیں پس کیونکر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ممکن ہے کہ ایسے نبی پر غفلت اور ذہول طبعی کا غلبہ ہو اور اگرچہ آنحضرت ﷺ نے ایک وقت مقام ہیبت اور عبودیت سے اطلاع دی کہ واللہ لاادری واللہ لاادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولابکم (مشکوۃ) ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے بھی نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا۔ اور نیز وہ اس کہنے میں خاص طور سے مامور ہوئے لیکن آنحضرت ﷺ نے دوسرے وقت ملک وملکوت اور ناسوت وجبروت کے موبمو اسرار کھول دیے۔ قل ماکنت بدعا من الرسل وما ادری مایفعل بی ولا بکم ان اتبع الا مایوحی الی وما انا الا نذیر مبین (سورۂ احقاف)

آنحضرت ﷺ کا علم تفاصیل ملک وملکوت

سورۂ نساء میں خود خدا نے اپنے کلام میں فرمایا کہ وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ○ ای العلم التفصیلی التام وعلم احکام التفاصیل وتجلیات الصفات مع العمل بہ (سورۂ نساء تفسیر محی الدین ابن العربی) اے محمد ہر وہ چیز جو تجھے معلوم نہ تھی خدا نے تجھے بتلا دی اور اس کے موافق عمل کی توفیق بخشی۔ اور خود آنحضرت ﷺ نے اپنی حالت مخصوصہ سے اطلاع دی جو فرمایا کہ انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون (مشکوۃ) وانی لاعلم اخر اہل الجنۃ دخولا واخر اہل النار خروجاً (مشکوۃ)۔ فعلمت مافی السموٰت والارض وفی روایۃ فوضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردا ناملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیٔ وعرفت (مشکوۃ، باب المساجد ومواضع الصلوۃ)۔ قال الطیبی الحبیب علم الاشیاء کلھا والخلیل رأی ملکوت الاشیاء ولاحاجۃ الی ماقال الشیخ القاری یعنی ماعلمہ اللہ مما فیھمامن الملائکۃ الاشجار وفرعھا۔ میں وہ دیکھتا اور سنتا ہوں جو تم دیکھتے سنتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ سب سے پیچھے کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ سے نکلے گا اور خدا نے میرے دونوں کاندھوں پر قدرت کا ہاتھ رکھا حتی کہ میں نے اس کی خنکی اپنے سینے میں پائی اور ہر شے مجھ پر کھل گئی اور میں نے پہچان لی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میں نے زمین اور آسمان کی اشیاء جان لیں۔ چنانچہ اسی حدیث کے تحت میں مشکوۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں ہے کہ ایں عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آن وخواند آنحضرت مناسب ایں حال وبقصد استشہاد برامکان آن ایں آیت را **وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین**۔ اور طیبی میں ہے **قال الطیبی الحبیب علم الاشیاء کلھا والخلیل رأی ملکوت الاشیاء ولاحاجۃ الی ماقال الشیخ القاری یعنی ما اعلمہ اللہ مما فیھما من الملائکۃ والاشجار وغیرھا**۔ حبیب نے سب اشیاء کو پہچان لیا اور خلیل نے اشیاء کے ملکوت کو دیکھ لیا اور زرقانی اور روفی میں ہے کہ حق تعالی نے شب اسری میں **علم ماکان** اور **مایکون** آپ پر کھول دیا۔ اور حدیث معراج میں ہے کہ **قال** ﷺ **فی حدیث المعراج نزلت قطرۃ من العرش فوضعت علی لسانی ابرد من الثلج واحلی من العسل فما ذاق الذایقون شیئا قط احلی منھا فانبأنی اللہ بھا علم الاولین والاخرین** (زرقانی شرح مواہب اللہ نیہ واحمد وترمذی از معاذ ابن جبل) فرمایا بالائے عرش سے ایک قطرہ میری زبان پر اترا جو برف سے خنک تر اور شہد سے ایسا شیریں تر تھا کہ کسی نے ایسا شیریں تر کبھی نہیں چکھا۔ پس اس قطرہ سے حق تعالی نے مجھ پر اوّلین اور آخرین کا علم کھول دیا۔ اور فرمایا حضرت ﷺ نے کہ **عن ثوبان قال قال رسول اللہ** ﷺ **ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ماروی منھا واعطیت الکنز الاحمر والابیض** (مسلم)۔ اور فرمایا حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے کہ اللہ تعالٰی نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قدر زمین اکٹھی کی گئی ہے میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا اور مجھے احمر اور ابیض دو خزانے دیئے گئے۔ اور فرمایا **انا شهيد عليكم وانى واللّٰه لانظر الى حوضى الأن وانى اعطيت مفاتيح خزائن الارض اومفاتيح الارض** (بخاری صفحہ ۹۔۵) میں تم پر شاہد ہوں اور خدا کی قسم اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کی یا زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا **انكم ترون انه يخفى على شئ مما تصنعون واللّٰه انى لارى من خلفى كما ارى من بين يدى.** (رواہ احمد۔ مشکوۃ صفحہ۔) فرمایا کہ تمہارا خیال ہے کہ میرے پر کوئی شے مخفی رہ سکتی ہے جو تم کرتے ہو۔ سو خدا کی قسم میں اپنے پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سرِّ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **عن حذيفة قال قام فينا رسول اللّٰه ﷺ مقاماً ماترک شيئا يكون فى مقامه ذلك الى قيام الساعة الاحدّث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه قد علمه اصحابى هولاء وانه ليكون منه الشئ قد نسيتهٗ فاراه فاذكره كما يذكر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذ اراه عرفه** (متفق علیہ) کہ آپ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ان سب اشیاء کا بیان فرمایا جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور کوئی بھی فروگذاشت نہ کی جس نے یاد رکھا اس کو یاد رہیں اور جس نے بھلا دیا اس کو بھول گئیں۔ چنانچہ یہ امر میرے ان صاحبوں کو معلوم ہے اور جب میں کوئی شے اس میں سے بھول جاتا ہوں تو وقوع میں آتے ہی اسی طرح یاد آ جاتی ہے جیسے کوئی آدمی کسی کا منہ ایک دفعہ دیکھتا ہے اور مدت کے بعد جب اس کو دیکھتا ہے تو اس کو پہچان لیتا ہے۔ اور نیز حذیفہ رضی اللہ عنہ حلف کے ساتھ کہتے ہیں کہ **قال واللّٰه مادرى انسى اصحابى ام تناسوا**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ ماترک رسول اللہ من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلاث مائۃ فصاعداً الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ (ابوداؤد)

قیامت تک کوئی ایسا سرغنہ فتنہ وفساد کا نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی اطلاع نہ دی ہو۔ یہاں تک کہ اس کی ان ہمراہیوں کی تعداد سے بھی اطلاع دی جو اقل درجہ تین سو اور اس سے زیادہ اس کے ساتھ رہیں گے اور اس کا اور اس کے باپ اور اس کے قبیلہ کا نام بھی بتادیا۔

آنحضرت ﷺ کا قیامت تک کے واقعات سے پیشین گوئی کرنا

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ چونکہ سلسلہ تکوین میں آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا مقدر نہ تھا لہٰذا حکمت الٰہیہ کا اقتضا ہوا کہ ان واقعات کے احکام بھی آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر جاری ہوں جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور ان کے متعلق حق تعالیٰ کی رضا یا عدم رضا بھی ظاہر ہو تاکہ نعمت الٰہی تمام وکامل ہو اور حجت قائم۔ پس وہ سب وقائع منکشف ہوگئے اور آنحضرت ﷺ نے بعض کی نسبت تو اس طرح خبر دی کہ گویا بظاہر چشم دیکھ رہے ہیں اور بعض کی نسبت حسب تقریبات اطلاع دی تاکہ آنحضرت ﷺ کے بعد امت مرحومہ بالکل تاریکی میں نہ رہے۔ پس بموجب آیت **وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم** پہلا امر جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہونے والا تھا وہ امر خلافت اور اس کے مستحقین کے تعین کا مسئلہ تھا۔ سو اس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے مختلف طریقوں سے نصاً وایماءً وقولاً وفعلاً تقریر فرمادی اور ان کے مستقر سے بھی اطلاع دے دی اور اس کے مراتب خاصہ سے بھی اس طرح آگاہ کردیا کہ وقت وفات اس اہتمام کی ضرورت نہ رہی۔

ترمذی اور ابوداؤد میں ابی بکرہ اور عرفجہ اور سفینہ مولی ام سلمہ سے روایت ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ عن سفینۃ مولٰی ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال کان رسول اللّٰہ اذا صلی الصبح ثم اقبل علی اصحابہ فقال ایکم رای رؤیاً فقال رجل انا یارسول اللّٰہ کان میزانا نزل بہ من السماء فوضعت فی کفۃ و وضع ابوبکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی بکر فرفعت ونزل ابوبکر مکانہ فجئ لعمر بن الخطاب فوضع فی الکفۃ الاخری فرجح ابوبکر ثم رفع ابوبکر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع المیزان قال فتغیّر وجہ رسول اللّٰہ (ازالۃ الخفا صفحہ ۳۰۲) ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلاثون عاما ثم یکون ملک فاستاء لھا رسول اللّٰہ ﷺ یعنی فساء ہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللّٰہ الملک من یشاء (مشکوٰۃ) آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ کی طرف منہ پھیر کر دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس ایک شخص نے عرض کی کہ اے رسول اللہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری ہے اور آپ اور ابوبکر وزن کئے گئے اور آپ کا پلّہ غالب ہوا۔ پھر ابوبکر اور عمر تولے گئے اور ابوبکر کا پلّہ غالب ہوا پھر عمر اور عثمان تولے گئے اور عمر کا پلّہ غالب ہوا۔ پھر وہ ترازو اٹھائی گئی۔ سفینہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے سننے سے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک میں کسی قدر تغیر آ گیا۔ پھر فرمایا کہ یہ سلسلۂ خلافت نبوّت ہے جو تیس برس رہے گا اور اس کے بعد ملک و سلطنت ہوگی۔

خلافت کے بعد سلطنت

مشکوٰۃ میں حذیفہ سے روایت ہے کہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تکون النبوّۃ فیکم ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالٰی ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ماشاء اللّٰہ تعالٰی ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالٰی ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالٰی ثم تکون ملکا جبریۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتکون ماشاء اللّٰہ ان یکون ثم یرفعه اللّٰہ تعالٰی ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ثم سکت (احمد، بیہقی) فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ نبوت کے بعد خلافت منہاج کے مطابق رہے گی۔ اس کے بعد ملک عاض ایک زمانہ تک رہے گا۔ پھر اس کو اٹھادیا جائے گا اور ایک زمانہ تک ملک جبریہ رہے گا اس کے اٹھائے جانے کے بعد پھر خلافت منہاج نبوت پر قائم ہوجائے گی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے سکوت فرمایا۔ پھر مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ **عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الخلافة بالمدینة والملک بالشام** (بیہقی فی الدلائل النبوۃ) فرمایا آنحضرت ﷺ نے خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور ملک وسلطنت کا مستقر شام ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **عن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ رأیت عمودا من تحت راسی ساطعا حتی استقر بالشام** (بیہقی) فرمایا حضرت ﷺ نے کہ میں نے نور کا ایک ستون دیکھا ہے جو میرے سر کے نیچے سے نکل کر شام میں جاٹھہرا۔

پس ان احادیث نے بتلادیا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ریاست کے دوحصے فرمائے۔ ایک کا نام خلافت رکھا اور دوسرے کا نام ملک اور واقعات نے بتلادیا کہ خلفائے ثلاثہ کے سوا کوئی بھی مدینہ میں آنحضرت کے بعد متوطن نہ ہوا اور آنحضرت ﷺ نے ابن حوالہ کو خطاب کرکے فرمایا **عن عبداللّٰہ بن حواله قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یاابن حواله اذارأیت الخلافة قد نزلت الارض المقدسة فقد اتت الزلازل والبلایل والامور العظام** (ازالۃ الخفاء، ابوداؤد، حسن، حاکم، مرقات، مشکوٰۃ) کہ اے ابن حوالہ جب تو خلافت کو دیکھے گا کہ بیت القدس کی زمین میں اتر آئی ہے تو اس کے ساتھ زلزلے اور اندوہ اور امور عظام پیوستہ ہوں گے۔ اور اس معنی کو آنحضرت ﷺ نے متعدد طریق سے بالتصریح بھی فرمایا کہ **اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر،** (طبرانی از ابی الدرداء، مسند احمد،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ترمذی، ابن ماجہ از حذیفہ، مشکوٰۃ) کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اقتدا کرنا۔ اور بالآخر آنحضرت ﷺ نے اخیر وقت مرض موت میں ابوبکر کو نماز میں اپنا امام بنایا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا **ادعی لی اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قایل انا اولی و یابی اللّٰہ والمؤمنون الا ابی بکر عن عائشۃ** (مشکوٰۃ، صحیحین) کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں لکھ دوں مبادا کوئی آرزومند کہے کہ وہ اولیٰ ہے۔ حالانکہ اللہ اور مومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ماسوا کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس میں ایک گونہ خلافت کے فیصلہ سے بھی آگاہ کر دیا جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہونے والا تھا۔ اور سائلہ عورت سے فرمایا **قال ان لم تجدنی فاتی ابابکر** (بخاری) اور نیز آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمادیا کہ **قال ابن عباس جئت رسول اللّٰہ فقال ان اللّٰہ جعل ابابکر خلیفتی علی دین اللّٰہ ورسولہ وصیہ وھو مستورص فاسمعوالہ و اطیعوا تھتدوا** (ازالۃ الخفاء) **اخرج الطبرانی عن حاصر بن سمرہ قال قال رسول اللّٰہ لعلی انک مؤمر مستخلف وانک مقتول وان ھذہ مخضوبۃ من ھذہ یعنی لحیۃ من راسہ** (ازالۃ الخفاء) **لا تذھب الایام واللیالی حتّٰی یملک معاویۃ** (ازالۃ الخفاء) **اللھم علمہ الکتاب ومکن لہ فی البلاد وقہ العذاب۔** (ترمذی) فرمایا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میرا خلیفہ اللہ تعالیٰ کے دین اور وحی پر بنا دیا ہے۔ وہی میرا وصی ہے اسی کی اطاعت کرلو۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! تو امیر بنایا جائے گا خلافت کیلئے طلب کیا جائے اور تو قتل کیا جائے گا اور سر سے ریش تک رنگا جائے گا۔ اور دیلمی میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا کہ معاویہ بالضرور سلطنت کا مالک ہوگا۔ اور ترمذی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا دی کہ اے خدا تو اس کو قرآن کا علم سکھلا اور اس کو ملک میں تمکنت دے اور عذاب سے نگاہ رکھ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس جس طرح کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد کے متصل واقعات سے آگاہ کیا اسی
طرح ہر ایک معظم واقعہ سے بھی جو قریب یا بعید میں ہونے والے تھے ان کا ذکر فرمایا۔ لیکن ہم
بخوف طوالت فقط ان چند مغیبات کی پیشین گوئیوں کا ذکر کرتے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے اپنی
آخری امت کے باب میں ارشاد فرمائے ہیں اور جن کا تعلق آخری زمانہ سے ہونے والا تھا۔

دجال کا خروج

ثم ذکر الدجال فقال انی انذرکموہ وما من نبی الا وقد انذر قومہ لقد انذر نوح قومہ ولکنی ساقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ تعلمون انہ اعور وان اللہ لیس باعور (مشکوٰۃ، متفق علیہ از ابن عمر) پس آنحضرت ﷺ
نے حدیث ابن صیاد میں جو عبداللہ بن عمر سے مشکوٰۃ میں مروی ہے آگاہ فرمایا کہ میں تم کو
ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، چنانچہ نوح علیہ السلام
نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا اور میں تم کو اس کی ایک خاص علامت بتاتا ہوں جو کسی نبی
نے نہیں بتائی کہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہیں۔ اور ابن صیاد اس کا ایک نمونہ دکھایا گیا حتی کہ
بعض صحابہ نے شدت مشابہت کے دیکھنے سے یقین کر لیا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔
یہاں تک کہ جابر بن عبداللہ نے حلف اٹھایا اور بقول ان کے عمر نے بھی۔ مگر آنحضرت ﷺ
نے اس سے انکار فرمایا۔ بایں ہمہ ابن صیاد نے بھی خود ان کے اس زعم کی تردید ابی سعید
الخدری کے سامنے کر دی اور کہا کہ **عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکۃ فقال لی مالقیت من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللہ یقول انہ لا یولد لہ وقد ولد بی الیس قد قال وھو کافر وانا مسلم اولیس قد قال لایدخل المدینہ ولامکۃ وقد اقبلت من المدینۃ وانا ارید مکۃ** (مشکوٰۃ) اے ابی سعید کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

اولاد نہ ہوگی، حالانکہ میری اولاد ہے۔ کیا نبی نے نہیں کہا کہ وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں۔ کیا نبی نے نہیں کہا کہ وہ مکہ اور مدینہ کو داخل نہیں ہوگا اور میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کو جا رہا ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابن صیاد کے قتل سے منع کر دینا اس کے یہ معنی نہیں جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے کہ آنحضرت ﷺ پر اس کی نسبت کچھ اخفا ہوا ہو بلکہ جائز ہے کہ کسی مصلحت سے آنحضرت ﷺ نے اس معنی کو مبہم رکھا ہو۔ کیونکہ عبیدہ بن جراح سے مشکوۃ میں مروی ہے کہ **عن عبيدة بن الجراح قال سمعت رسول الله يقول انه لم يكن نبي بعد نوح الا انذرالدجال قومه وانى انذركموه فوصفه لنا قال لعله سيدركه بعض من رانى اوسمع كلامى** (مشکوۃ) آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ بعض میرے دیکھنے والے یا فرمایا بعض میرا کلام سننے والے عنقریب دجال کو پالیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی اس پیشین گوئی کا ظہور خود آنحضرت ﷺ کے وقت میں ہوگیا جیسے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ثابت ہے۔ **قال رسول الله ولكن جمعتكم لان تميم الدارى حدثنى حديثا وافق الذى كنت احدثكم به عن المسيح الدجال فلقيتهم دابة اهلب وقالت انا الجساسة** (مسلم، مشکوۃ) **وانى مخبركم عنى انا المسيح الدجال وانى يوشك ان يوذن لى فى الخروج فاخرج فاسير فى الارض فلا ادع قرية الا هبطتها فى اربعين ليلة غيرمكة وطيبة هما محرمتان على كلتاهما كلما اردت ان ادخل واحداً منهما استقبلنى ملك بيده السيف صلتا يصدنى عنها وان على كل نقب منها ملائكة يحرسونها قال رسول الله ﷺ وطعن بمخصرة فى المنبر هذه طيبة هذه طيبة يعنى المدينه الاهل كنت حدثتكم فقال الناس نعم وانه فى بحرالشام او بحرالايمن لابل من قبل المشرق ماهو**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واوما بیدہ الی الشرق (مشکوۃ) تمیم داری نے دجال سے ملاقات کی اور اس کی زبانی اطلاع دی کہ وہی مسیح الدجال ہے اور وہ مشرق سے نکلنے کے لئے مامور ہوگا اور وہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر چالیس راتوں میں گشت کر جائے گا۔ چنانچہ خود نبی ﷺ نے صحابہ کو جمع کرکے اس واقعہ کو سنایا اور اس کی تصدیق فرمائی اور اپنے علم کے مطابق اس خبر کو پایا اور تمیم الداری کے بیان کے مطابق دابہ اہلب یعنی جساسہ کی تصدیق بھی فرمائی اور فرمایا کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔ اور مشکوۃ کی کتاب الرقاق کی فصل ثانی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ **عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال ماينتظر احدكم الاغنی مطغيا اوفقرا منسيا او مرضا مفسدا او هرما مفندا او موتا مجهزا او الدجال فالدجال شرغائب ينتظر او الساعة والساعة اوهی وامر** (مشکوۃ، ترمذی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ انتظار کرے تم میں سے کوئی کسی چیز کا مگر غنا کا جو طغاوت کا باعث ہوگی اور فقر و فاقہ جو خدا سے بھلا دے گا یا بڑھاپا جو مکر و ہنر سکھلائے گا یا موت جو توبہ کی مہلت نہ دے گی یا دجال جو سب سے زیادہ شر والا غائب اور منتظر ہے یا قیامت جو نہایت تلخی رکھتی ہے۔ پس دجال ان غائب اشیاء میں سے شریر تر ہے جن کا انتظار بقول نبی ﷺ ہے۔ معہذا خود خلیفۂ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ **عن ابی بكر الصديق قال حدثنا رسول الله ﷺ ان الدجال يخرج فی ارض بالمشرق يقال لها خراسان يتبعه اقوام كان وجوههم المجان** (ازالۃ الخفاء) فرمایا کہ دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا اور اس کے تابع ایک قوم ہوگی جن کے منہ تہہ بہ تہہ سپروں کی طرح ہوں گے۔

اور حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ **اخرج البغوی من حديث جبير عن نفير عن مالك بن نحام عن معاذ ابن جبل ان رسول الله ﷺ**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطنیه و فتح القسطنطنیه خروج الدجال ثم ضرب علی فخذی الذی حدثه یعنی معاذ ابن جبل او علی منکبه ثم قال ان هذا الحق کما انت ههنا او کما انت قاعد (ازالۃ الخفا) حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک بڑے ملحمہ اور فتنہ کے ظہور کی علامت ہے۔ اور اس فتنہ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہے اور فتح قسطنطنیہ خروج دجال کی علامت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے میری ران (یا کاندھے) پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ امر اسی طرح حق ہے جیسے تو یہاں ہے اور یا جیسے تو بیٹھا ہے۔

دجال نے کیوں اب تک خروج نہ کیا

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفا میں اس عقدہ کی شرح اس طرح فرماتے ہیں۔
کہ ''بیت المقدس اینجا کنایہ از اقلیم شام است زیرا کہ افضل واقدم بقاع اوست ونشست انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام وملوک ایشان آنجا بود۔ وعمران شام درزمان خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وامارت معاویہ ابن ابی سفیان از جانب حضرت عثمان واقع شد وخراب یثرب قتل حضرت عثمان وبرآمدن حضرت مرتضیٰ بجانب عراق وخروج ملحمہ حرب جمل وصفین است وفتح قسطنطنیہ درزمان امارت معاویہ بن ابی سفیان بظہور آمد اینجا حیرتے میرسد کہ خروج دجال رامتعاقب قسطنطنیہ آوردہ شد حالانکہ زیادہ از ہزار سال از فتح قسطنطنیہ گذشت وہنوز بوئے از خروج دجال بمشام نرسید وہمچنین درحدیث حذیفہ مذکور شد لاتقوم الساعة حتی تقاتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ایں لفظ مبنی ست از انکہ واقعہ قتل امام واجتلاد باسیاف علامت قیامت است۔ حالانکہ زیادہ از ہزار سال منقضی شد وہنوز اثرے از ساعت ظہور نہ کردہ، ہمچنین بعثت انا و الساعة کھاتین وہمچنین آیت اقتربت الساعة

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وانشق القمر الی غیر ذلک وجوابش آن است کہ خروج دجال وقیام ساعت باہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد۔ مانند ربط نشاندن نہال بہ بار آوردن آن نہال۔ گویا ابتداے آن حرکت این فتنہ است وغایت آن خروج دجال وقیام ساعت ولہذا حضرت نوح علیہ السلام انذار قوم خود فرمود بدجال باوجود بُعد حضرت نوح بزمان ظہور دجال، وقتیکہ کہ شخصے نہالے مینشاند میگوید کہ عقب نشاندن آن نہال بار آوردن است وہر سعی کہ میکند از سقی وساختن شربت تحلہ وغیر آن غائیتش بار آوردن است۔ سخن ہر جا منتہی میشود وآخر آن خروج دجال است۔ وانیجا سرّ یست دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتوان بآن زبان کشود ولیس ہذا مقامہ۔ انتہی"

عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی بشارت

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا ومافیھا ثم یقول ابوھریرہ فاقرء وا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای موت عیسٰی بن مریم ثم یعید ھا ابوھریرہ ثلاث مرّات (بخاری، مسلم، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، درمنثور، شرح سنۃ) اور فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میرا وجود ہے کہ ضرور تم میں ابن مریم کا نزول بصورت حاکم عادل ہوگا اور وہ صلیب کو توڑے گا اور خنازیر کو قتل کرے گا اور جزیہ رکھ دے گا یعنی اٹھا دے گا اور مال بہا دیگا۔ یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ اس وقت ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کے لئے یہ آیت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب ایسا نہیں رہے گا جو کہ عیسیٰ علیہ السلام پر قبل از موت ایمان نہ لائے اور اس کا تین بار اعادہ فرمایا۔ گویا ابوہریرہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ جن کا دامن آنحضرت ﷺ نے علوم نبوت سے لبالب فرمادیا تھا وہ تصریح فرمارہے ہیں کہ عیسٰی بن مریم سے مراد اس حدیث نبوی میں وہی عیسٰی ابن مریم نبی اللہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت مبارک میں ہے۔ اور نیز اس آیت مبارک کی تفسیر سے بھی آگاہ فرمارہے ہیں کہ موت سے مراد موت عیسٰی ابن مریم ہے جو آئندہ کسی زمانہ میں ہونے والی ہے۔ اور اس وقت کے جملہ اہل کتاب ان کے مرنے سے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور نیز اسی جلیل القدر صحابی ابوہریرہ سے ایک دوسری حدیث مروی ہے۔ عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال الانبياء كلهم اخوات لعلات امهاتهم شتّى ودينهم واحد وانی اولی الناس بعيسى ابن مريم لانه لم يكن بينی وبينه نبیّ وانه خليفتی علی امّتی و انه نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبياض عليه ثوبان ممصران كان راسه يقطر و ان لم يصبه بلل فيدّق الصليب ويقتل الخنزير ويدعو الناس الی الاسلام ويهلک اللّٰه فی زمانه الملل كلها الاالاسلام ويهلک اللّٰه فی زمانه المسيح الدجال ثم تقع الامنة علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذياب مع الغنم وتلعب الصبيان بالحيّات لاتضرهم فيمكث اربعين سنة ثم يتوفّی ويصلّی عليه المسلمون ويدفنونه (ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن حبان)

فرمایا آنحضرت ﷺ نے کل انبیاء باپ کی طرف سے بھائی ہیں اور مائیں ان کی جدا جدا ہیں اور دین ان کا ایک ہی ہے اور میں عیسٰی ابن مریم کے سب سے قریب تر ہوں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں گذرا (جو اولوالعزم ہو) اور وہ میری امت پر میرا خلیفہ ہے اور وہ اترنے والا ہے پس جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کو پہچانوں کہ وہ ایک میانہ قد کا آدمی سرخ اور سفید رنگ کا ہے جس پر دو زرد رنگ کے کپڑے ہوں گے اور ان کے سر پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے قطرات ٹپکتے ہوں گے اگر چہ اس کو نمی نہیں پہنچی ہے پس وہ صلیب توڑے گا اور خنازیر قتل کرے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے زمانہ میں اسلام کے سوا باقی تمام ملتوں کو نیست و نابود کر دے گا اور اسی کے زمانہ میں مسیح الدجال کو ہلاک کرے گا پھر زمین پر ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ مل کر اور چیتے اور گائے اور بھیڑیئے اور بکریاں ملکر چریں گے اور چھوٹے بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو ضرر نہ دیں گے۔ پس چالیس (۴۰) برس تک عیسیٰ علیہ السلام زمین پر رہے گا اور پھر فوت ہوگا اور مسلمان اس پر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کریں گے۔

پس اس حدیث مبارک نے نہ فقط عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی بلکہ صاف صاف بتلا دیا کہ عیسیٰ نبی اللہ کے وقت میں خدا تعالیٰ کی ایک ایسی رحمت اور رافت کا نزول ہوگا کہ ہر موذی شے میں رافت اور رحمت بھر آئے گی۔ حتیٰ کہ شیر، چیتے اور سانپ بھیڑیئے میں، جیسے کہ حدود حرم میں ایک خاص رحمت اور رافت ہے کہ ہرن کے حدود حرم میں داخل ہوتے ہی بجوائے **من دخل فیه کان امنا** بھیڑیا اس کا تعاقب چھوڑ دیتا ہے اور بجز اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

عیسیٰ علیہ السلام کی قبر رسول اللہ ﷺ کی قبر کے ساتھ ہوگی

پھر اس معنی کی تاکید کہ عیسیٰ ابن مریم ابھی نہیں مرا اور وہ نزول کے بعد مرے گا اس کی نسبت ابن جوزی کتاب الوفا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ **ینزل عیسٰی ابن مریم الی الارض فیزوّج ویولد ویمکث خمسا و اربعین سنة ثم یموت ویدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر** (مشکوۃ، ابن جوزی از عبداللہ بن عمر) **یدفن عیسٰی ابن مریم مع النبی وصاحبیه و یکون قبر الرابع** (بخاری، طبرانی، درمنثور) کہ فرمایا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف اتریں گے اور نکاح کریں گے اور اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک زندہ رہ کر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں یعنی میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ اور میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی قبر میں ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے اور اس کی شرح امام بخاری اپنی تاریخ میں اور طبرانی عبداللہ بن سلام سے اس طرح کرتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ﷺ اور صاحبین کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ چنانچہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابومودود سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور سعید بن میسب لکھتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم وہیں دفن ہوں گے۔

محمد بن عبدالوہاب اور فرقہ وہابیہ کا خروج

عن ابی عمر قال قال النبی ﷺ بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول الله وفی نجدنا قال اللهم بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول الله وفی نجدنا فاظنّه قال فی الثالثة هناک الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۲) اسی طرح آنحضرت ﷺ نے گروہ نجدیہ یعنی فرقہ وہابیہ کے خروج اور حدوث کی اطلاع فرمائی اور نجد کے حق میں دعا نہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ نجد میں سے ہی زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور وہیں سے قرن الشیطان نمودار ہوگا۔ اور خارج میں ایسا ہی ہوا کہ ۱۱۱۱ھ میں عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا جس کی پشت سے اس کا بیٹا محمد بن عبدالوہاب آگ کے شعلہ کی طرح نکلا جس کا دعویٰ تھا کہ **فاجزهم محمد بانه قریشی من نسل النبی ﷺ واسمه کاسمه واتف لهم عقائد دینیّة واصولا کلامیة یتضمن عبادة الله واحد قدیم قادر حق رحمٰن یثیب المطیع ویعاقب العاصی وان القران قدیم یجب اتباعه دون الفروع المستنبطة وان محمدارسول الله وحبیبه ولکن لاینبغی وصفه**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باوصاف المدح والتعظیم اذ لایلیق ذٰلک الا بالقدیم وان ذٰلک من قبیل الاشراک وان اللّٰه تعالٰی حیث لم یرض بھذا الشرک ارسله لیھدی الناس الی سواء السبیل فمن اجاب کان من الاحباب ومن عصی حق علیه العذاب ووجب قتله بلا ارتیاب (جلد ۳، جغرافیہ عمومیہ ملطبرون صفحہ ۱۰۲،۱۰) وہ بھی محمد کا ہمنام اللہ کا رسول ہے اور اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ لوگوں کو شرک سے بچائے اور نبی الانبیاء حضرت خاتم النبیین کی نسبت کہا کہ وہ اگرچہ اللہ کا رسول ہے لیکن اس کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہیں کیونکہ مدح اور تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایان ہے۔ لہٰذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے۔ پس جس کسی نے میری دعوت کو قبول کرلیا وہ دوستوں میں سے ہے اور جس نے قبول نہ کیا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اس کو بغیر کسی شک وشبہ کے قتل کرنا واجب ہے۔ فمن اعتقد انه اذا ذکر اسم نبی فیطلع ھو علیه صار مشرکا وھذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبیّ او ولیّ او ملک اوجنی او صنم او وثن وسواء کان یعتقد حصوله بذاته او باعلامه اللّٰه تعالٰی بای طریق کان یصیر مشرکا ومن اعتقد النبی وغیرہ ولیّه وشفیعه فھو وابوجھل فی الشرک سواء اما السابقون فاللات والسواع والعزّی واما اللاحقون فمحمد وعلی وعبدالقادر ومن لم یقل فی حاجته یا اللّٰه وقال یامحمد و ان اعتقد عبداغیر متصرف فی الکل صار مشرکاً وکفاک قدوة فی ذٰلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیة وقد ثبت ان السفر الی قبر محمد ومشاھدہ ومساجد واثارہ وقبرای نبی او ولی وسائر الاوثان شرک اکبر (انتہی رسالہ محمد بن عبدالوہاب) اور اس نے اپنے احباب کے سواسب کو مشرک بتایا۔ علی الخصوص اہل مکہ اور اہل مدینہ کی تکفیر بھی کی اور نبی ﷺ کے روضۂ مبارک کو بت کہا اور اصحاب کبار کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبوں کو شکستہ کر دیا اور تقلید کو اڑا دیا اور شفاعت کا منکر ہو گیا چنانچہ اس نے اپنے ایک رسالہ میں جو محرم ۱۲۱۸ھ میں سعود کی طرف سے علماء مکہ کی طرف بھیجا، لکھا کہ جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن یا بھوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی یا شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں پہلے بت لات اور سواع اور عزّٰی تھے۔ لیکن پچھلے بت محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے اگر چہ اس کو ایک بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کر لیتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور تجھے اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد ﷺ کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے بتوں کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے۔ انتہی

اسی طرح اس فرقہ وہابیہ کی ظاہری طاقت بھی بصورت حاکم جابر بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اکناف و اطراف تک پھیل گئی۔ مگر بحمد اللہ ۱۲۳۴ھ میں خدیو مصر کے ہاتھوں اس فرقہ کی طاقت کا قلع قمع ہو گیا لیکن اس فرقہ کا داعیہ ہند و پنجاب میں بھی سرایت کر گیا جو اب تک ہمارے ملک میں اپنے کو مؤحد بتلاتے ہیں اور مشہور غیر مقلد اور وہابی کے نام سے ہیں۔

فرقۂ قادیانی اور فرقہ نیچریہ کا خروج

اور انہیں وہابیہ کی ایک صنف فرقہ نیچریہ اور فرقۂ قادیانی ہے۔ جس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ترجمان غیب تھے اپنے ایک خطبہ میں پیشین گوئی فرمائی کہ عن ابن عباس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال خطبنا عمر رضی اللہ عنہ فقال یا ایہاالناس سیکون قوم من ھذہ الامّۃ یکذبون بالرجم ویکذبون بالدجّال ویکذبون بطلوع الشمس من مغربھا ویکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعہ ویکذبون بقوم یخرجون من النار بعد ماامتحشوا (ازالۃ الخفا صفحہ ۱۸۱) فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اے لوگو! اس اُمّت میں سے ایک قوم پیدا ہونے والی ہے جو رجم کی تکذیب کرے گی اور دجّال معہود کا انکار کرے گی اور مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باطل کہے گی اور عذاب قبر کو جھٹلائے گی اور شفاعت کی منکر ہوگی اور اس قوم کے امر سے انکار کرے گی جو آگ میں جلنے کے بعد دوزخ سے نکالی جائے گی۔ پس اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس پیشین گوئی میں غور کیا جائے اور اس کو واقعات خارجیہ کے مطابق کرکے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ اسی فرقۂ قادیانی اور نیچری نے امور خوارق عادات کا انکار کیا ہے اور علی الخصوص دجّال معہود کا انکار اسی قادیانی صاحب نے کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۴۸۶ میں لکھتے ہیں کہ ''دجّال جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں زندہ موجود ہونے کا ہے وہ فوت ہو چکا ہے اور مراد اس کا مثیل ہے جو گرجا سے نکل کر مشارق و مغارب میں پھیل گیا۔ یعنی گروہ پادریان''۔

دجّال معہود کے قبل تیس دجّال کا خروج

سیکون فی اُمتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ (ثوبان، ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ) لاتقوم الساعۃ حتّٰی یبعث دجّالون کذّابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللّٰہ (ابوہریرہ، متفق علیہ) اور اسی طرح آنحضرت ﷺ نے ان تیس (۳۰) کذابوں کے وجود سے اطلاع دی جو کہ اپنے کو نبی اللہ کہنا زعم کریں گے اور نیز ان تیس (۳۰) دجّالوں کے حدوث سے آگاہ فرمایا جو اپنے کو رسول اللہ ہونا زعم کریں گے۔ چنانچہ امر اوّل حدیث ثوبان سے ثابت ہے جو ابوداؤد اور ترمذی سے مشکوۃ میں ہے اور امر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ثانی ابو ہریرہ کی حدیث سے ثابت ہے جو بخاری اور مسلم میں مروی ہے۔ پس اگر اس پیشین گوئی کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے کو نبی ہونا کہا اگرچہ **من وجہ** کہا۔

قادیانی کا دعویٰ رسالت ونبوت

اور انہوں نے ہی اپنے کو ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۷۵ میں آیت **هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ** کا مصداق بتایا اور لکھا کہ یہ آیت درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے۔ اور اسی کے صفحہ ۶۷۳ میں آیت **مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ** کے تحت میں لکھا کہ آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسی کے مثیل کی طرف اشارہ ہے اور احمد اور عیسٰی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں اور آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا اور لکھا کہ کیا **حیّ وقیوم** ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا؟ اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۳۳ میں لکھا کہ "میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی"۔ اور توضیح المرام کے صفحہ ۱۸ میں لکھا کہ "یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس اُمّت کے لئے مُحدّث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم وہ جزوی طور پر ایک نبی ہی ہے"۔ پس ان تمام عبارات قادیانی صاحب سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کے مصداق اور مسیلمہ کذاب کی طرح ایک فرد قادیانی صاحب بھی ہیں۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو راس المحدثین ہیں اور جن کی شان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ **لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکون انبیاء فان یکن فی اُمّتی احد فانه عمر** (بخاری، ازالۃ الخفا ۳۲۳)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزشتہ امتوں میں چندلوگ محدث ہوئے ہیں جو نبی نہ تھے پس اگر میری امت میں کوئی ایسا محدث ہے تو وہ عمر ہے اور فرمایا **لو کان بعدی نبی لکان عمر** (ابن جوزی، احمد، ترمذی، حاکم، طبرانی) کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ بالضرور عمر بن الخطاب ہوتا۔ پس جبکہ راس المحدثین یعنی حضرت عمر سے آنحضرت ﷺ نے سلب نبوت فرمائی تو پھر دوسرا کون ایسا محدث پیدا ہوسکتا ہے جس کو جزواً بھی نبی کہا جاسکے؟

عیسیٰ علیہ السلام کعبۃ اللہ کا حج کریں گے اور اصحاب کہف ان کے ساتھ ہوں گے

قال القرطبی وردت فرقة ان النبی قال لیحجن عیسیٰ ابن مریم ومعه اصحاب الکهف فانهم لم یحجوا بعد ذکره ابن عیینة ونحوه فی التورٰة والانجیل وقد ذکرنا هذا الخبر بکماله فی التذکرة فعلی هذا هم ینامو الم یموتوا ولایموتون الی یوم القیامة بل یموتون قبل الساعه (انتہی فتح صفحہ ۳۹۲) اسی طرح آنحضرت ﷺ نے مہدی معہود کی علامت سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ **اخرج ابن عساکر فی تاریخه وابن مردویه فی تفسیره عن ابن عباس مرفوعا اصحاب الکهف اعوان المهدی** تشیید المبانی تخریج احادیث مکتوبات امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ **تواتر الاخبار واستفاض بکثرتها ان المهدی یخرج مع عیسی فیساعده علی قتل الدجّال بباب لُدّ** (ابن حجر، سیوطی، حاشیہ ابن ماجہ) **ان للمهدی ایتین لم تکونا منذ خلق السموٰت والارض ینکسف القمر فی اوّل لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی نصف منه** (دارقطنی، محمد بن علی) کہ اصحاب کہف مہدی معہود کے اعوان وانصار ہوں گے اور امام قرطبی لکھتے ہیں کہ ایک بڑے فرقہ نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم بالضرور حج

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے گا اور اصحاب کہف اس کے ساتھ ہوں گے کیونکہ انہوں نے ابھی تک حج نہیں کیا۔

اس کو ابن عیینہ نے ذکر کیا۔

مہدی موعود عیسیٰ کے ساتھ ہوگا

اور اسی طرح توریت اور انجیل میں ہے اور ہم نے اس خبر کو پورے طور سے تذکرہ میں لکھا ہے۔ پس اسی بنا پر اصحاب کہف ابھی سوئے ہوئے ہیں، مرے نہیں۔ اور قیامت تک نہیں مریں گے بلکہ ساعت مقررہ سے پہلے فوت ہوں گے۔ اور حاشیہ ابن ماجہ میں ابن حجر اور شیخ سیوطی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے اس باب میں احادیث متواتر ہیں کہ مہدی معہود عیسیٰ کے ساتھ خروج کرے گا اور باب لد پر دجال کے قتل کرنے میں عیسیٰ کا معاون ہوگا۔ اور دار قطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی معہود کے ظہور کے لئے دو ایسی علامتیں ہیں جو ابتدائے پیدائش آسمان وزمین سے کبھی نہ واقع ہوئیں اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو خسوف ماہتاب ہوگا اور نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہوگا۔

مہدی کی علامات

اور ابن جوزی نے اپنی تاریخ میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اخرجه ابن الجوزی فی تاریخه عن ابن عبّاس مرفوعا (تشحید الاذہان) کہ مہدی معہود تمام روئے زمین کا حاکم ہوگا جیسے کہ ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام ہوئے۔ اور مسند ابونعیم میں ابن عمر سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے سر پر ایک ٹکڑا ابر کا رہے گا۔ جیسے کہ یہی علامات بوجہ اتم مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وجود کی بشارت نبوی ﷺ

اور اسی طرح آنحضرت ﷺ نے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود سے بشارت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ **یکون فی امتی یقال**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

له صلة يدخل بشفاعته الجنة كذا و كذا (جمع الجوامع للسیوطی ﷺ) میری امت میں ایک مرد ہوگا جس کو صلہ کے نام سے پکارا جائے گا اور جس کی شفاعت سے اتنے اور اتنے جنت میں داخل ہوں گے۔ جس کی تصدیق حضرت مجدد جلد ثانی کے مکتوب ۶ میں اس طرح فرماتے ہیں کہ "**الحمد لله الذى جعلنى صلة بين البحرين ومصلحا بين الفئتين** وانچہ مقصود از آفرینش خودمی دانستم معلوم شد کہ بحصول پیوست ومسئول ہزار سالہ باجابت قرین گشت"۔ چنانچہ خارج میں ایسا ہی ہوا کہ حضرت مجدد برسنت انبیائے اولوالعزم ایک ہزار برس کی انتہا اور دوسرے ہزار کی ابتدا میں ایسے وقت پر پیدا ہوئے جبکہ جور و بدعت میں رواج اور علماء سوء کا غلبہ ہو چکا تھا اور ذات وصفات باری تعالیٰ میں باہمی فرق۔ علماء وصوفیہ میں افراط وتفریط پھیل گئی تھی۔ ایک طرف سے فرقہ وجودیہ علم حال کو فلسفی رنگ آمیزیوں سے قال میں لا رہا تھا۔ چنانچہ ان کے متاخرین صوفیہ نے ممکن کو عین واجب کہا اور ممکن کے صفات وافعال کو عین صفات وافعال خدائے تعالیٰ جان کر بآواز بلند کہہ دیا۔

ہمسایہ وہمنشین وہمراہ ہمہ اوست — در دلق گدا واطلس شاہ ہمہ اوست
در انجمن فرق ونہان خانہ جمع — باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

فرقہ وجودیہ اور علماء ظاہریہ کے مذہب کی اصلاح

اور اس قول کی بنا بظاہر اس پر ہے جو شیخ محی الدین ابن العربی نے فرمایا کہ "اسماء وصفات واجبی جل وعلا عین ذات واجب اند تعالیٰ وتقدس وہمچنین عین یکدیگر اند مثلاً علم وقدرت چنانچہ عین ذاتند تعالیٰ عین یکدیگر اند۔ پس دران موطن ہیچ اسم ورسم تعدد وتکثر نباشد وتمائز وتبائن خود نہ۔ غایت مافی الباب آن اسماء وصفات باعتبار شیون واعتبارات در حضرت عالم تمائز وتبائن پیدا کردہ اند۔ اجمالاً وتفصیلاً اگر تمیز اجمالی است معبر بتعین اول است واگر تفصیلی است مسمّٰی بہ تعین ثانی۔ تعین اول را وحدت مے نامند وآنرا حقیقت محمدی میدانند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وتعین ثانی راواحدیت میگویند وحقائق سائر ممکنات می انگارند واین حقایق ممکنات رااعیان ثابتہ مے دانند وے گویند کہ این اعیان بوئے از وجود خارجی نیافتہ اند ودرخارج غیراز احدیت مجردہ ہیچ موجودے نیست واین کثرت کہ در خارج مینماید عکس آن اعیان ثابتہ است کہ در مرأت ظاہر وجود کہ جزاو در خارج موجودے نیست منعکس گشتہ است ووجود تخیلی پیدا کردہ واین متخیل ومتوہم چون صنع خداوندی است برفع وہم وتخیل مرتفع نگردد وثواب وعذاب ابدی بران مرتب باشد. **الٰی غیر ذٰلک**"۔ اور دوسری طرف سے علماء ظواہر کی تشکیکات نے برہمی پھیلا دی جنہوں نے کہا کہ وجود ممکن اور وجود واجب تعالیٰ ہر دو وجود مطلق کے افراد میں سے ہیں۔ لیکن انہوں نے وجود واجب تعالیٰ کو اقدم اور اولیٰ کہا۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ان دونوں فریق کے اقوال کی شناخت بآواز بلند ظاہر کردی جیسے کہ جلد ثانی کے مکتوب ثانی میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "ممکن راعین واجب گفتن وصفات وافعال اوراعین صفات وافعال اوتعالیٰ ساختن سوء ادب است والحاد است در اسماء وصفات اوتعالیٰ کناس خسیس کہ بہ نقص وخبث ذاتی متسم است چہ مجال کہ خود راعین سلطان عظیم الشان کہ منشاء خیرات وکمالات است تصور نماید۔ وصفات وافعال ذمیمۂ خود راعین سلطان عظیم الشان کہ منشاء خیرات وکمالات است تصور نماید۔ وصفات وافعال ذمیمۂ خود راعین صفات وافعال جمیلہ اوتوہم کند۔ وہمچنین ممکن را وجود ثابت کردن وخیر وکمال راجع باو داشتن فی الحقیقت شریک کردن است اورا در ملک وملک حق جل سلطانہ واین معنی موجب تشریک ممکن است بواجب تعالیٰ در کمالات وفضائل کہ از وجود ناشی گشتہ اند تعالی **اللہ عن ذٰلک علوا کبیرا** درحدیث قدسی آمدہ **الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری** اگر علماء ظواہر ازیں دقیقہ آگاہ میگشتند ہرگز ممکن را وجود ثابت نمیکردند"۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ان ہر دو فریق کی اصلاح فرمائی اور اپنے اسی مکتوب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں شیخ عبدالعزیز جونپوری کو لکھا۔ کہ ''مخدوما صفات ثمانیہ واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کہ نزد اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم درخارج موجود اند ناچار درخارج از ذات تعالیٰ وتقدس متمیز باشند تمیز یکہ از قسم بیچونی وبیچگونگی بود وہمچنین این صفات از یکدیگر متمیز اند تمیز بیچونی بلکہ تمیز بیچون در مرتبہ حضرت ذات تعالیٰ وتقدس نیز ثابت است **لانہ الواسع بالوسع المجہول الکیفیت** وتمیز یکہ فراخور فہم وادراک ما باشد ازان جناب قدس مسلوب است چہ تبعض وتجزی درانجا متصور نیست۔ ترکیب وتحلیل را دران حضرت بار نہ وحالیت ومحلیت را گنجایش نہ۔ بالجملہ آنچہ از صفات واعراض ممکن است ازانجناب قدس مسلوب ست **لیس کمثلہ شیء لا فی الذات ولا فی الصفات ولا فی الافعال** باوجود این تمیز بیچونی ووسعت بے کیفی اسماء وصفات واجبی جل سلطانہ درخانہ علم نیز تفصیل وتمیز پیدا کردہ اند ومنعکس گشتہ وہر اسم وصفت متمیز را مقابلے ست در مرتبہ عدم ونقیضے ست دران موطن۔ مثلا صفت علم را در مرتبہ عدم مقابلے است ونقیضے کہ عدم علم باشد کہ معبر بجہل است وصفت قدرت را مقابلیست عجز کہ عدم قدرت باشد علی ہذا القیاس وآن عدمات متقابلہ نیز در علم واجبی جل شانہ تفصیل وتمیز پیدا کردہ اند ومرایائے اسماء وصفات متقابلہ خود گشتہ ومجالئی ظہور علوس آنہا شدہ۔ نزد فقیر عدمات بآن علوس اسماء وصفات حقائق ممکنات اند۔ غایۃ مافی الباب آن عدمات دررنگ اصول وسواد آن ماہیات اند وآن علوس ہمچو صور حالہ دران مواد۔ پس حقایق ممکنات نزد شیخ محی الدین ہمان اسماء وصفات متمیزہ اند در مرتبہ علم ونزد فقیر حقایق ممکنات عدمات اند کہ نقایض اسماء وصفات اند یا علوس اسماء وصفات کہ در مرائے یا آن عدمات درخانہ علم ظاہر گشتہ وبا یکدیگر ممتزج شدہ۔ وقادر مختار جل سلطانہ ہرگاہ خواستہ کہ ماہیتے را ازان ماہیات ممتزجہ بوجود ظلی آرد کہ پرتویست از حضرت وجود برین متصف گردانید وموجود خارجی ساختہ مبدأ آثار خارجیہ گردانید۔ پس وجود ممکن در علم ودر خارج دررنگ سایۂ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفات او پرتویست از حضرت وجود و ظلّے ست ازان کہ در مقابل خود منعکس گشتہ۔ لیکن نزد فقیر ظلّ شے عین شے نیست بلکہ شبحی ست و مثال آن شے و حمل یکے بر دیگرے ممتنع است پس ہمہ اوست درست نباشد بلکہ ہمہ از وست۔ و چون عالم عبارت ازان عدمات است کہ اسماء و صفات واجبی در خانۂ علم درانجا منعکس گشتہ و در خارج بوجود ظلّی موجود شدہ لاجرم در عالم خبث ذاتی پیدا شد و شرارت جبلّی ظاہر گشت و خیر و کمال ہمہ عاید بجناب قدس اوشد۔ آیت کریمہ **ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سیئة فمن نفسک** مؤید این معرفت است۔ پس فقیر وجود ظلّی در خارج اثبات مے نماید و ایشانان وجود ظلّی را در وہم و تخیل مے انکارند و در خارج جز احدیت مجردہ را موجود نمیدانند و صفات ثمانیہ را کہ بآرائے اہل سنّت و جماعت رضی اللہ عنہم وجود انہا در خارج ثابت شدہ است۔ نیز در علم اثبات نمیکنند۔ علماء ظواہر و ایشانان رضی اللہ تعالیٰ عنہم دو طرف اقتصاد را اختیار فرمودہ اند و حق متوسط نصیب این فقیر بودہ کہ بآن موفق گشتہ۔ اگر ایشانان نیز این خارج را ظل آن خارج می یافتند از وجود خارجی عالم انکار نمے نمودند و بروہم و تخیل اقتصار نمی فرمودند اگر علماء نیز آگاہ میگشتند ہرگز ممکن را وجود اصلی اثبات نمیکر دند و بوجود ظلّی اکتفا میفر مودند"۔ انتہی ملخصا

اس کے بعد جلد ثانی کے مکتوب ثانی میں قول فیصل لکھتے ہیں۔ کہ "حل این اشکال انچہ برین فقیر ظاہر ساختہ اند آنست کہ حضرت حق تعالیٰ بذات خود موجود است نہ بوجود کہ عین باشد آن وجود یا زاید۔ و صفات واجب تعالیٰ بذات او تعالیٰ موجود اند نہ بوجود۔ زیرا کہ وجود را دران موطن گنجایش نیست۔ شیخ علاء الدولہ اشارتے باین مقام فرمودہ است آنجا کہ گفتہ فوق عالم الوجود عالم الملک الودود پس نسبت امکان و وجوب نیز دران موطن متصور نباشد چہ امکان و وجوب نسبتی است میان ماہیت۔ و وجود فحیث لا وجود لا امکان و لا وجوب۔ این معرفت ورائے طور نظر و فکر ست۔ محبوسان عقیلہ عقل ازین معرفت چہ دریابند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

وغیر از انکار نصیب ایشان چہ بود الامن عصمۃ اللہ سبحانہ"۔ اور نیز جلد اوّل کے مکتوب ۲۸۷ میں لکھتے ہیں کہ "عالم چہ صغیر و چہ کبیر مظاہر اسماء و صفات الٰہیہ است تعالیٰ شانہ و مرایائے شیونات و کمالات ذاتیہ او سبحانہ گنجے بود مکنون و سرّے بود مخزون خواست کہ خلا بملا دہد واز اجمال بتفصیل آرد۔ عالم را آفرید تا کہ دلالت کند بر اصلی خویش و علامت باشد بر حقیقت خود۔ پس عالم را با صانع بیچون ہیچ نسبتے نیست۔ الا آنکہ عالم مخلوق اوست و دلیل است بر کمالات مخزونہ او تعالیٰ و تقدس۔ ماورائے این ہر حکمے کہ ہست از جنس اتحاد و عینیت و احاطہ و معیت از سکر وقت و غلبۂ حال است۔ اکابر مستقیم الاحوال کہ از قدح صحو ایشان اثر بے ارزانی داشتہ اند۔ ازین علوم متبری و مستغفر اند۔ اگر چہ بعضے ایشان را در اثنائے راہ این علوم حاصل میشود لما بالآخر ازینہا میگزرانند و مطابق علوم شریعت علوم ازلی برایشان اراد میفر مایند۔ مثالے از برائے تحقیق این مبحث بیان کلیم۔ عالمے نحریرے ذوفنونے کہ کمالات مخزونہ خود را در عرصۂ ظہور۔ دوفنون مکنونہ خود را برملا جلوہ دہد ایجاد حروف واصوات نماید تا در پردۂ حروف واصوات آن کمالات را متجلی سازد و آن فنون را اظہار نماید۔ پس دریں صورت این حروف واصوات دوال را با معانی مخزونہ بلکہ باآن عالم موجد ہیچ نسبتے نیست الا آنکہ آں عالم موجد اینہا ست و اینہا دوال اند بر کمالات مکنونہ او۔ و حروف واصوات را عین آن عالم موجد یا عین آن معانی گفتن معنی ندارد۔ وہمچنین حکم با احاطہ و معیت درین حادثہ غیر واقع است معانی ہمان صرافت مخزونہ اند۔ آرے چون درمیان معانی وصاحب معانی و درمیان حروف واصوات مناسبت دالیہ و مدلولیت متحقق است بعضے معانی زایدہ غیر واقعہ در تخیل مے آید۔ فی الحقیقت آن عالم و معانی مخزونہ او ازان نسب زایدہ منزہ و مبرا است واین حروف واصوات درخارج موجود اند نہ آنکہ آن عالم و معانی موجود اند وآن حروف واصوات واوہام وخیالات اند۔ پس عالم کہ عبارت از ماسوا ہست درخارج موجود است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالوجود الظلی والکون الطبعی نہ آنکہ عالم اوہام وخیالات است۔ این مذہب بعینہ مذہب سوفسطائی ست کہ عالم را اوہام وخیالات میداند۔ آہ''۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا ممنون ہونا چاہیے جنہوں نے ان ہر دو فریق صوفیہ وجودیہ اور علمائے شہودیہ میں صلح کرادی اور ان کی غلطیوں کی اصلاح فرمادی اور سب دنیا اس وقت تک ان کے برکات طریقہ سے بہرہ مند ہے۔ الا وہ شپرک چشم جو نور آفتاب کی قابلیت نہیں رکھتا، محروم رہا۔ اور ان کی قبولیت کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے خلفاء مسجد نبوی میں حلقہ کر کے خود رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بالمشافہ اور بالمواجہ عرب اور عجم کے علماء اور طلباء کو توجہات فرما رہے ہیں حالانکہ بجز ان کے یہ خصوصیت آج تک کسی دوسرے طریقہ کے صوفی کو حاصل نہ ہوئی۔

طاعون بمبئی کی پیشین گوئی

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے بمبئی کے عالمگیر طاعون سے بھی متنبہ فرمایا اور نیز امت مرحومہ کی مشوش حالت سے بھی آگاہ فرمایا۔ جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوۃ میں مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے جب فَے کا مال حسب احکام قرآن تقسیم نہ ہو کر ذریعہ دولتمندی ہوگا اور مال امانت میں خیانت ہو کر بمنزلہ غنیمت ٹھہرے گا اور ادائے زکوۃ ایک تاوان کہلائے گا اور علوم دینیہ کی تعلیم سے دین مقصود نہ ہوگا اور مرد اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اور ماں باپ کی اطاعت نہ کر کے بجائے اس کے اپنے دوستوں کو چاہے گا اور مسجدوں میں آوازیں اونچی ہوں گی اور قبیلہ میں سرداری فاسق کے نام اور قوم کی ریاست اور حکومت ان کے اخس ارذل کے نام ہوگی اور آدمی کی تعظیم اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی اور کنچنیوں کا ناچ اور گانے بجانے کے آلات کا ظہور علانیہ ہوگا اور شراب کا پینا کھلم کھلا ہوگا اور پچھلی اُمّت کے ناخلف اپنے سلف کو لعن وسب کہیں گے تو اس وقت تم منتظر رہو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ سرخ باد یعنی طاعون اور زلزلے اور خسف اور مسخ اور قذف تم کو اس طرح احاطہ کریں گے اور مسلسل آئیں گے جیسے ایک لڑی کا تار ٹوٹ جائے اور اس کے دانے منظوم پے در پے گرنے سے نہ رکیں۔

پس آنحضرت ﷺ کی اس پیشین گوئی کی صداقت نے جو تیرہ سو اٹھارہ برس قبل آنحضرت ﷺ کی زبان غیب ترجمان سے ظاہر ہوئی۔ بمبئی کی اس عالمگیر طاعون کے تمامی عقدے حل کر دیئے جو اس میں ملفوف ہیں اور یہ ایک ایسی لاعلاج طاعون ہے جس کے لئے قادیانی صاحب کا مرہم عیسیٰ مکتفی نہیں ہو سکتا۔

نبی کریم کا کوئی فعل ان کے علم کے خلاف نہ تھا

پس وہ نبی کریم ﷺ جس کو خطاب الٰہی ہوا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور وہ نبی جس کا معلّم شدید القویٰ ہے اور علم لوح وقلم جس کے علوم کا ایک جزو ہے اور وہ نبی جس کے ساوی مشیر اور وزیر جبرئیل ومیکائیل ہوں اور ارضی مشیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہوں اور وہ نبی جس کا دل نور حکمت وایمان سے پر کیا گیا اور جو دوسروں کی تطہیر اور ان کے مکارم اخلاق کی تتمیم اور ان کو الواث بشریہ سے پاک وصاف کرنے اور ان کے امور معاش ومعاد میں رسوم غیر مرضیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہو اس کی نسبت عقل سلیم کبھی فتویٰ نہیں دے سکتی کہ اس کا فعل اس کے علم کے مخالف ہو یا اس کا علم بے تعلیم الٰہی ہو یا اس کا بولنا بے بُلائے ہو اور اس کی رائے اور اجتہاد صیانت اور عصمت الٰہی سے مملو نہ ہو اور بقول کفار اس سے ایسی حرکات مجنونانہ سرزد ہوں کہ بے اعلام اور بغیر احکام الٰہی فقط اپنے ہی خیال سے مومنین کی ایک جماعت کثیرہ کو مدینہ سے مکہ کی طرف فوج کشی کر کے گوناگوں بلیّات میں مبتلا کرے اور تائید الٰہی اس کے اس غلط خیال کی اصلاح نہ کرے۔ حالانکہ وہ خاص طور پر مامور ہوئے کہ اے نبی! **ولاتقف ما لیس لک بہ علم ان السمع**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولاo (سورۂ بنی اسرائیل) غیر معلوم کا پیچھا نہ کراور ناشنیدہ اور نادیدہ اور نادانستہ امور کا اتباع نہ کر۔ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے سوال کیا جائے گا۔ پس ایسے نبی کریم کے حق میں اس سے بڑھ کر اور کیا شناعت ہو سکتی ہے کہ بقول قادیانی اس کی رائے صائب نہ ہو اور وہ اپنے خیال میں جھوٹا نکلے یا اپنے کسی اجتہاد میں غلطی کرے خواہ امرِ دین میں ہو یا امرِ دنیا میں۔ چنانچہ آیت **القی الشیطان** کے تحت میں عارف شعرانی لکھتے ہیں۔ کہ **فکل نبی معصوم من عمله بوسوسته لا من وسوسته**۔ (المیزان الکبریٰ ج ا صفحہ ۱۵۱، باب صفۃ الصلوۃ، دارالفکر بیروت) ''ہر نبی شیطان کے وسوسہ کے مطابق عمل کرنے سے معصوم رہتا ہے''۔

اجتہادات نبی کریم ﷺ کے متعلق قادیانی کے تخطیہ کے جوابات

پس وہ قرآنی خواب جس کا ذکر قادیانی صاحب نے کیا ہے کہ وہ موجب ابتلا ہوا اور جس کے باعث آنحضرت ﷺ نے غلط فہمی سے تکلیف گوارا فرمائی اس کی نسبت صحیح بخاری وغیرہ میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ **عن ابن عباس وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس قال هی رؤیا عین راٰها رسول اللّٰه لیلة اسری به** (بخاری صفحہ ۶۸۶، احمد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، بیہقی، درمنثور) وہ رؤیا خواب نہ تھا بلکہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو شب معراج میں ہوا۔ فتح البیان میں ہے کہ یہی امر باعتبار کثرت اور صحت کے راجح ہے اور اسی پر جماعت کثیرہ کا اجماع ہے۔ ہاں ایک ضعیف روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک خواب کی بنا پر مدینہ سے مکہ کو تشریف فرما ہوئے۔ لیکن سیرۃ ابن اسحاق میں ہے کہ **قال محمد بن اسحٰق وقد بلغنی ان رسول اللّٰه قال لابی بکر الصدیق وهو محاصر ثقیفا یا ابابکر انی رأیت انی اهدیت الی قعبة مملوة زبدا فنقرها دیک فهراق مافیها فقال ابوبکر ماظن ان**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

تدرک منھم یومک ھذا ما ترید فقال رسول اللّٰہ و انا ادری ذلک (ازالۃ الخفا) وقال عمر اوماذن فیھم یارسول اللّٰہ قال لاقال افلا اوذن بالرحیل قال بلی قال فاذن عمر بالرحیل (ازالۃ الخفا) ثقیف کے عین محاصرہ کے وقت آنحضرت ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے دیکھا ہے کہ ’’مسکہ سے پُر ایک قاب مجھے ہدیۃً دی گئی ہے پھر ایک مرغ نے اس میں چونچ ماری اور سارا مسکہ گرادیا‘‘۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر عرض کی کہ آج کے دن مراد کا حاصل ہونا نہیں پایا جاتا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی یہی دیکھتا ہوں اور عمر رضی اللہ عنہ کو رحیل کا امر فرمایا۔ پس اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نہ تو اپنی رائے سے مکہ سے مراجعت فرمائی اور نہ اپنی رائے سے چڑھائی کی بلکہ ہر دو باعلام الٰہی ہوئے۔ معہذا حافظ ابن کثیر آیت لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤیَا بِالْحَقِّ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ کان رسول اللّٰہ قد رأی فی المنام انہ دخل مکۃ وطاف بالبیت فاخبر اصحابہ بذلک وھو بالمدینہ فلما ساروا عام الحدیبیۃ لم یشک جماعۃ منھم ان ھذہ الرؤیۃ تتفسر ھذا العام فلما وقع ماوقع من قضیۃ الصلح و رجعوا عامھم ذلک علی ان یعودوا من قابل وقع فی نفس بعض الصحابۃ من ذلک شئ حتی سأل عمر ابن الخطاب فی ذلک فقال لہ فیما قال افلم تکن تخبرنا انا سناتی فی البیت ونطوف بہ قال بلی فاخبرتک انک تاتیہ عامک ھذا قال لاقال ﷺ فانک اتیہ ومطوف بہ وبھذا اجاب الصدیق ایضا حذوا القذۃ بالقذۃ (فتح البیان صفحہ ۲۶۱ ابن کثیر)۔ آنحضرت ﷺ نے عام حدیبیہ میں جبکہ صلح واقع ہوگئی عمر اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب میں صاف صاف فرمادیا کہ میں نے ہرگز تم کو یہ نہ کہا تھا کہ اسی سال مکہ میں داخل ہو کر طواف کرو گے۔ بلکہ عام حدیبیہ کی نقل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وحرکت سے بعض صحابہ نے بطور خود اعتقاد اور زعم کر لیا تھا کہ اسی سال فتح ہوگی اور ان کو ایک زمانہ تک یہ معلوم نہ ہوا کہ اس سال میں صلح کا واقع ہونا حکمت الٰہی میں ایک بیش بہا فتوحات ملکیہ کا زینہ چڑھنا تھا۔

بضع کی تحقیق

اسی طرح قادیانی صاحب کا یہ بھی بالکل افترا اور بہتان ہے جو انہوں نے نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا کہ خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب میں نو برس تک اطلاق پاتا ہے اور میں بخوبی مطلع نہیں کیا گیا کہ کس سال فتح ہوگی۔ پس اگر ساری کتب احادیث کو دیکھا جائے تو کبھی یہ معنی نہ ملیں گے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں بخوبی مطلع نہیں کیا گیا۔ بلکہ ترمذی اور دار قطنی اور تاریخ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ **عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال لابی بکر الا احتطت یا ابابکر فان البضع مابین ثلاث الی تسع** (ترمذی) **فقال الا جعلته اراہ احمد بن کثیر** (فتح البیان) آنحضرت ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھ سال کی تعیین پر تشدید کے ساتھ فرمایا کہ کیوں تو نے چھ سال کی میعاد ٹھہرائی اور کیوں نہ وہ مدت مقرر کی جو میں دیکھتا ہوں۔ فتح البیان میں ہے **وانما ابھم البضع ولم یبینہ وان کان معلوما لنبیہ ﷺ لادخال الرعب والخوف علیھم فی کل وقت کمایوخذ ذلک من تفسیر الفخر الرازی** (فتح البیان صفحہ ۱۷۹، روم) کہ آنحضرت ﷺ نے بضع کا لفظ (اگرچہ آپ کو معلوم تھا) اس لئے مبہم رکھا تا کہ کفار پر ہر وقت رعب اور خوف چھایا رہے۔

طول ید کے معنی

ایسا ہی قادیانی صاحب کا یہ کہنا بالکل بے ایمانی کی بات ہے۔ کہ ''آنحضرت ﷺ کے روبرو جب آپ کی بیویوں نے ہاتھ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے''۔ تعجب کا مقام ہے کہ نبی کریم اپنی زبان سے نکالے ہوئے الفاظ کے معنی نہ سمجھیں اور اپنی مادری زبان کے ان استعارات اور مجازات کو نہ جانتے ہوں جس میں وہ اعجاز کیساتھ مبعوث ہوئے ہوں اور غلطی بھی ایسی کہ مرتے دم تک اس سے متنبہ نہ کیے گئے۔ یہ ایسا افترا ہے کہ اگر ایک لمحہ کیلئے بھی اس کو صحیح مان لیا جائے تو کارخانہ نبوت ہرگز قائم نہیں رہ سکتا۔ اور کبھی کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ ایسا شخص جو اپنے منہ سے نکالے ہوئے الفاظ کے معنی سے بے خبر ہو وہ بھی جو ایک سوال کے جواب میں بیان کر رہا ہے اپنے دعویٰ نبوت میں سچا ہو سکے۔ حالانکہ اصل واقعہ جو مشکوٰۃ میں بروایت بخاری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے۔ وہ یہ ہے کہ **عن عائشه ان بعض ازواج النبی قلن للنبی اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبة یذرعونها و کانت سودة اطولهن یدا فعلمنا بعد انما کان طول یدها الصدقة و کانت اسرعنا لحوقابه زینب و کانت تحب الصدقة** (بخاری، مشکوٰۃ) کہ بعض ازواج نبی ﷺ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون بی بی پیشتر آپ سے جا ملے گی؟ آپ نے فرمایا وہ بی بی جس کا ہاتھ بہت طویل ہے اس کے بعد ازواج مطہرات نے نے سے ہاتھ ناپنے شروع کئے اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ لمبا نکلا۔ لیکن ہم نے بعد ازیں معلوم کر لیا کہ طول ید سے حضرت کی مراد صدقہ تھا۔ اور ہم سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ سے جا ملیں جو کہ صدقہ کو دوست رکھتی تھیں۔ یہ ازواج مطہرہ کی بسبب عورت ہونے کے کم فہمی تھی جنہوں نے وہلۂ اول میں نبی ﷺ کے روزمرہ استعارہ کے کلام پر غور نہ فرمایا اور اس کے ظاہری معنی سمجھ لئے۔ ورنہ ید کا لفظ لغت و محاورۂ عرب میں منت اور احسان اور طاقت اور قدرت کے معنی میں بکثرت شائع ہے اور ہر ایک کے لئے نظائر موجود اور اسی طرح **اطول یدا** کا لفظ صدقہ خیرات کے معنی میں اور یہ ایسا لفظ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ اس کا ترجمہ یعنی فراخ دست ہماری زبان میں بھی صاحب خیرات اور صدقات کے لئے مستعمل ہے۔ اور اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے پایا جائے کہ ازواج مطہرہ نے نبی ﷺ کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے یا کہ آنحضرت ﷺ معنی مراد سے آگاہ نہ تھے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔

ابن صیاد کے متعلق نبی ﷺ کا علم

ایسا ہی ابن صیاد کے مقدمہ میں قادیانی صاحب کو کوئی ایسی حدیث قولی نہ ملے گی جس میں آپ نے ابنِ صیاد کا دجال معہود ہونا اپنے ظن میں فرمایا ہو۔ وہی ابن عمر ہیں جنہوں نے بقول قادیانی حلف کیساتھ کہا کہ مجھے اس میں شک نہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور جابر ابن عبداللہ نے اس حلف کا انتساب عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا۔ لیکن وہی عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جو بخاری اور مسلم کی متفق علیہ طویل حدیث ابن صیاد میں بشہادت روایت خود رسول اللہ ﷺ کے خطبہ سے ابن صیاد اور دجال معہود کے درمیان تفریق فرمارہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دجال کانا ہے اور خدا کانا نہیں اور فرمایا کہ دجال خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ لیکن ابن صیاد نے کبھی یہ دعویٰ نہ کیا۔ بلکہ ابی سعید خدری کے سامنے اس نے اپنے اسلام کا اقرار کیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کے مشتبہ اقوال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل سے روکا۔

ہجرت از مدینہ کا خواب

عن ابی موسٰی اراہ عن النبی ﷺ قال رأیت فی المنام انی اہاجر من مکۃ الی ارض بہانخل فذھب وھلی الی انہ الیمامۃ او الھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب ورأیت فی رؤیا ی انی ھززت سیفا فانقطع صدرہ فاذا ھو اصیب من المؤمنین یوم احد ثم ھززتہ اخری فعاد احسن ماکان فاذاھو ماجاء اللہ بہ من الفتح واجتماع المؤمنین ورأیت فیہا بقرا واللہ خیر فاذاھم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المؤمنون یوم احد واذا الخیر ماجاء اللّٰہ بہ من الخیر (بخاری صفحہ ۱۱۵) اور ایسا ہی قادیانی صاحب کا حدیث ہجرت میں یہ کہنا کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے اپنے اجتہاد سے پیشین گوئی کا محل ومصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔ یہ اس قدر تحریف بیہودانہ سے بھرا ہے کہ کوئی اہل ایمان اس قسم کی تحریف پر جرأت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ محاورات عرب میں لفظ وہل بسکون ہا جبکہ حرف الی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اس کے معنی ہرگز عمد اور قصد جازم کے نہیں ہوتے۔ صراح میں ہے وہل بالسکون دل بجائے رفتن کہ مراد آن نباشد۔ **فذھب وھلی الی الیمامۃ** پس در یمامہ گمان من بلا قصد رفت۔ پس گمان بلا قصد کو اور عمد کا حکم کیونکر دے سکتے ہیں اور کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے خواب سے ارض یمامہ تعبیر کی اور اس تعبیر میں غلطی ہوئی بلکہ اگر طریق تعبیر کو جو اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے متعدد جگہ کلمہ **فاذا** سے افادہ فرمایا ہے ملاحظہ کیا جائے تو بالکل معلوم ہوجائے گا کہ یہ خیال بلا قصد بھی خواب کا ایک جزو تھا جیسے کہ کلمہ **واللّٰہ خیر** جو رویت البقر کے بعد آپ نے فرمایا بدلیل تعبیر مابعد خواب کا ایک جزو کہا جاتا ہے۔ پس ہر دو صورت میں وہل کے لفظ سے جس کے معنی ابن تین نے وہم کے لئے ہیں اور مجمع البحار نے خیال اور حجۃ اللّٰہ میں میلان دل کے۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی رائے اور اجتہاد میں غلطی کا انتساب کبھی نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً جبکہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت **ولاتقف** کو علوم نبوت کے سمجھنے کے لئے آئینہ بنایا جائے تو یہ معنی بالکل منکشف ہوجائیں گے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی رائے غیر معلوم سے کام نہ لیا۔

داؤد اور سلیمان نبی علیہما السلام کا اجتہاد

اور اسی طرح دوسرے انبیاء نے مقدمۂ غنم قوم میں اگرچہ سلیمان وداؤد علیہما السلام نے مختلف فیصلہ فرمایا لیکن حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں دونوں کی نسبت شہادت دے کر فرمادیا **وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

https://ataunnabi.blogspot.com/

وکنا لحکمهم شاهدینo ففهمناها سلیمان وکلا اتینا حکما وعلما. ای بوجوه الاجتهاد وطریق الاحکام (فتح البیان) کہ ہم نے ان دونوں کو حکم اور علم دیا اور ان دونوں نے علم کے مطابق فیصلہ کیا۔ پس بحکم **واصطنعتک لنفسی** انبیاء علیہم السلام جو بالکل جوارح الٰہی اور فانی ازخود اور باقی بارادۃ اللہ ہیں بلاتحریک الٰہی وہ خود بخود کسی کام پر حرکت نہیں کرتے۔ حدیث قدسی میں ہے۔ **قال** ﷺ **عن ربّه تبارک وتعالٰی ومایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّی احبیته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه ویده الّتی یبطش بها و رجله الّتی یمشی بها ولئن سألنی عبدی لأعطیته ولئن استعاذ بی لاعیذنه وماترددت[1] عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس المؤمن یکره الموت واکرهه مسائة** (بخاری، بحوالہ ابی ہریرہ التنبیہ صفحہ ۱۸۹) کہ جب میرا بندہ ادائے نوافل سے میرا قرب یہاں تک حاصل کرتا ہے کہ میں اس کو چاہنے لگتا ہوں تو اس وقت میں ہی اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ہی اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور میں ہی اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اگر میرے ساتھ پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور نفس مومن سے کسی شے کا تردّد ظاہر ہونا وہ دراصل میرا تردد ہے جس میں میں فاعل ہوں۔ وہ

---

[1] **والتردد صفة اللّٰه عزوجل غیر جائز فتاویله علی وجهین احدهما ان العبد قد یشرف فی ایام عمره علی المهالک مرات ذات عدد من داءٍ یصیبه وآفة تنزل به فیدعو اللّٰه عزوجل بشفیه منها ویدفع لکرهما عنه فیکون ذٰلک من فعله کتردد من یرید امراً ثم یبدوله فی ذٰلک فیترکه ویعرض عنه ولا بدله من لقائه اذا بلغ الکتاب اجله فانه قد کتب الفناء علی خلقه. واستاثر البقا لنفسه وفیه وجه اخر کما روی من قصة ملک الموت وماکان من لطمة عینه وتردده الی اللّٰه مرة بعد اخری۔** (التنبیہ فی التوریہ صفحہ ۱۸۹)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موت سے کراہت کرتا ہے اور مجھے اس کی کرب و صعوبت نہیں بھاتی۔

قال له موسٰی هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا o قال انک لن تستطیع معی صبرا o و کیف تصبر علی مالم تحط به خبرا o قال ستجدنی ان شاء الله صابرا ولا اعصی لک امرا o قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شیٔ حتی احدث لک منه ذکرا o فانطلقا حتی اذا رکبا فی السفینة خرقها قال اخرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شیئا امرا o قال الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا o قال لا تواخذنی بمانسیت ولا ترهقنی من امری عسرا o فانطلقا حتّٰی اذا لقیا غلاما فقتله قال اقتلت نفسا زکیة بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا o قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا o قال ان سالتک عن شیٔ بعدها فلا تصاحبنی قد بلغت من لّدنی عذرا o فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة استطعما اهلها فابوا ان یضیفوهما فوجدا فیها جدارا یرید ان ینقض فاقامه قال لوشئت لتخذت علیه اجرا o قال هذا فراق بینی وبینک سانبئک بتاویل مالم تستطع علیه صبرا o اما السفینة فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها و کان ورائهم ملک یاخذ کل سفینة غصبا o واما الغلام فکان ابواه مؤمنین فخشینا ان یرهقهما طغیانا و کفرا o فاردنا ان یبدلهما ربهما خیرا منه زکوة واقرب رحما o واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة و کان تحته کنزلهما وکان ابوهما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمة من ربک وما فعلته عن امری ذلک تاویل مالم تسطع علیه صبرا o (سورۂ کہف)

موسیٰ علیہ السلام کا بامر الٰہی تعلّم اسرار رُشد کے لئے خضر علیہ السلام کی صحبت و معیت میں ایک عرصہ تک رہنا اور اوّلاً ایک کشتی جس پر کہ سوار تھے حضرت خضر کا اس کو شگافتہ کر دینا۔ پھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک بچے کو خضر کا قتل کر دینا۔ پھر ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کو بلا اجرت خضر کا کھڑا کرنا اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنے علم کے مطابق نہ بھایا لیکن حضرت خضر نے ان تینوں امور کے اسرار کھول کر ان سے کہہ دیا کہ میں نے کوئی کام اپنی رائے سے نہیں کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کی بے صبری پر ملامت کر کے رخصت کر دیا۔ یہ قرآنی قصہ ہے جس سے منکشف ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے عقول وعلوم ایسے وراء الوراء ہیں کہ عقل انسانی ان پر احاطہ نہیں کر سکتی۔ اور ان کو نوع انسان کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے جیسے نوع انسان کو انواع حیوانات سے۔ پس جیسے کہ ہم موجودات کے اسماء سے واقف ہیں اور حیوانات کو ان سے وقوف نہیں اسی طرح وہ اشیاء کے خواص اور حقائق اور منافع اور ضرر اور حدود و مقادیر سے آگاہ ہیں اور ہم آگاہ نہیں۔ اور جیسے کہ نوع انسان باعتبار تسخیر کے ملک الحیوان ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام باعتبار تدبیر کے ملوک الناس ہیں اور جیسے کہ آدمیوں کی حرکات حیوانات کے حق میں معجزات ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حرکات آدمیوں کے حق میں معجزات ہیں کیونکہ حیوانات کے لئے امر ممکن نہیں کہ حرکات فکریہ کو پہنچ کر حق اور باطل کے درمیان تمیز کریں اور نہ یہ کہ حرکات قولیہ کو پہنچ کر صدق اور کذب کو جدا کریں اور نہ یہ کہ حرکات فعلیہ کو پہنچ کر خیر اور شر میں تمیز کریں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حرکات فکریہ اور عقلیہ ایسی بالاتر ہوتی ہیں کہ ان کے منتہا کو قوت بشریہ پہنچنے سے بالکل عاجز ہے حتی کہ اس مقام میں ان کا یہ کہنا مسلم ہے کہ **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبیّ مرسل** اور اسی طرح ان کی حرکات قولی اور فعلی ایسی مستحکم اور منتظم اور طریق فطرت پر جاری رہتی ہیں جس کی غایت کو قوت بشریہ ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔

حدیث تابیر النخل

عن رافع بن خدیج قال قدم النبی المدینۃ وھم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنّا نضغۃ قال لعلکم لو لم تفعلوا لکان خیرا فترکوہ فنقصت قال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

فذکروا ذلک له فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من امردینکم فخذوا به واذا امرتکم بشیٔ من رائی فانما انا بشر وقال عکرمة اونحو هذا (مسلم) انما انی ظننت ظنا ولا تواخذونی بالظن ولکن اذاحدثتکم عن الله شیئا فخذوا به فانی لم اکذب علی الله انتم اعلمون بامور دنیاکم (مسلم) قال العلماء قوله ﷺ من الرای انما اتی بها عکرمة علی المعنی بقوله فی اخر الحدیث قال عکرمة او نحو هذا فلم یخبر بلفظ النبی ﷺ محققا فلم یکن هذا القول خبر او انما کان ظنا کمابینه فی هذه الروایات (نووی صفحہ ۲۶۴)

حدیث تابیر النخل میں جہاں تک کہ ہمارا علم کارگر ہے آنحضرت ﷺ نے وقت قدوم مبارک اصحاب مدینہ کو اس فعل کی تابیر کے ترک میں جو خیریت کا افادہ فرمایا تو وہ سنت اللہ کے مطابق محض ابتلا تھا جس میں وہ کھرے نکلے اور دین ودنیا کی خیریت سے مستفیض ہوئے اور ان کا ترک تابیر کے بعد نقص ثمر کا شاکی ہونا فقط اس لئے تھا کہ وہ اس خیریت کے معنی سے آگاہ نہ ہوئے جو آنحضرت ﷺ کے ارشاد میں ملفوف تھا اور اس معنی پر کوئی دلیل نہیں کہ ترک تابیر ہی نقص ثمر کا باعث درحقیقت ہوئی یا آنحضرت ﷺ کا ارشاد ترک تابیر ازدیاد ثمر کے لئے پیشین گوئی ہو یا آنحضرت ﷺ کا یہ متردد قول کہ اگر تم تابیر نہ کرو تو شاید اچھا ہو جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنا ظن بیان فرمایا۔ علم الٰہی پر مبنی نہ ہو۔ معہذا الکرمہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ اس کے اخیر میں لفظ اونحو ھذا لکھتے ہیں جس سے بقول امام نووی علماء امت نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رائی کا لفظ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نہیں۔ پس راوی نے متحقق طور سے آنحضرت ﷺ کے لفظ سے خبر نہیں دی بلکہ اپنا ایک ظن بتا دیا ہے جیسے کہ اس حدیث کی مختلف روایات سے پایا جاتا ہے۔ (دیکھو نووی صفحہ ۲۶۴)

قصہ افک میں تردد کا سر

قصہ افک میں اگرچند روز آنحضرت ﷺ نے اپنا تردد اور تشوش ظاہر فرمایا تو فقط اسی لئے کہ کوئی آسمانی فیصلہ نازل ہو جو قیامت تک امت مرحومہ کے درمیان قانون عادل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

رہے۔امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باوجود فناء و بقائے کامل کے آنحضرت ﷺ کا صفات بشریہ جیسے اکل وشرب اور راحت ورنج وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا فقط اس لئے تھا تاکہ باب افادہ واستفادہ جو اس عالم میں تجنس پر موقوف ہے، مفتوح ہو۔حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ **ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا وللبسنا عليهم مايلبسون** یعنی کہ اگر ہم کوئی فرشتہ بھی نبوت کے ساتھ اتارتے تو ہم ضرور اس کو بھی ایک مرد ہی کی صورت میں کرتے اور ان پر وہی اشتباہ رکھتے جو کہ اب کر رہے ہیں اور نیز اس لئے تاکہ پاک اور ناپاک کے درمیان موجب ابتلا ہو کر کاذب اور صادق کے درمیان موجب تمیز ہو۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ کا نماز میں سہو فرمانا اور ذوالیدین کا بار بار یاد دلانا اس لئے نہ تھا کہ درحقیقت آنحضرت ﷺ پر سہو طاری ہو گیا تھا۔مواہب اللدنیہ میں ہے **ثبت فی الصحيحين من قوله ﷺ انما انا بشر انسى كما تنسون وقد كان سهوه من اتمام نعمة الله تعالىٰ على اُمّته واكمال دينهم ليقتدوا به فيما يشرعه لهم عند السهووهذا معنى الحديث الذى فى المؤطا انما انسى اواُنسى لاسن وكان ﷺ ينسى فيترتب على سهوه احكام شرعية تجرى على سهو امته الى يوم القيامة و حاصل مافى النهاية السهو فى الشئ تركه عن غير علم والسهو عنه تركه مع العلم وهو فرق حسن دقيق وبه يظهر الفرق بين السهو الذى وقع من النبى غير مرة** کہ آنحضرت ﷺ کا سہو اُمت مرحومہ پر منجملہ اتمام نعمت اور اکمال دین تھا تاکہ اُمت مرحومہ کے لئے ایسے سہو کے مواقع میں آنحضرت ﷺ کا تشریعی عمل چراغ راہ ہو اور وہ اسی کے موافق اقتدا کریں۔اور یہی معنی اس حدیث کے ہیں جو مؤطا میں ہے کہ میں اسی لئے بھولتا یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ وہ سنت بنے اور نیز آنحضرت ﷺ اس لئے نسیان فرمایا کرتے تھے تاکہ ان کے سہو اور نسیان پر ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احکام شرعیہ کا ترتب ہو جن کا قیامت تک سہو اُمت پر جاری ہونا مقدر تھا۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات کی جلد اول مکتوب ۳۰۵ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا یہ سہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر محبوب تھا کہ آنحضرت ﷺ کا اقتدا کرنے والے صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ لکھا "ولہذا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سہو حضرت پیغمبر ﷺ را بہتر از صواب وعمد خود دانستہ طلب سہو اوی فرمایدانجا کہ گوید **یالَیتَنِی کُنتُ سهوَ محمّد** آرزوئے آن دارد کہ بکلیت خود سہو آن سرور باشد"۔ اور حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ غزوۂ احد میں امر انہزام فقط ابتلا تھا جو کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق شعب جبال پر قیام نہ کرنے سے وقوع میں آیا اور جس کا علم حق تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو پہلے سے ہی دے دیا تھا اور دکھلا دیا کہ تلوار ٹکڑے ہوگئی اور گائے ذبح کی گئی۔

پس بمقتضائے **انزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ** حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو قوانین ارتفاقات سے کلاً وجزواً مطلع فرمادیا اور آنحضرت ﷺ عقل کل اور رائے محفوظ اور اجتہاد معصوم کے ساتھ اہل عالم کی اصلاح ارتفاقات میں مصروف ہوئے۔ آداب معاش ومعاد اور تدابیر منازل وسیاست مدن اور سیرۃ ملوک اور سیاست اعوان کے لئے ایسے قواعد تشریع فرمائے جو نہایت اعتدال اور سنن فطرت پر مبنی ہیں اور جس سے بہتر کوئی قوت بشری خیال میں نہیں لاسکتی۔ حدیث وفقہ کے ابواب وفصول اس باب میں شاہد عادل ہیں۔ اور حوادث جو ہماری آنکھوں اور کانوں سے ناآشنا تھے اور رضا اور عدم رضائے حق تعالیٰ جن کے ساتھ متعلق ہوئی ان کو آنحضرت ﷺ نے مختلف تقریبات اور مناسب تمثیلات کے ساتھ بحدے منکشف فرمایا کہ ان کے وجود کے متعلق ہمارے درمیان کوئی شک وشبہ نہ رہا۔ یہاں تک کہ دجال جس کے خروج کے متعلق نوح علیہ السلام نبی اللہ نے اپنی امت کو انذار فرمایا اور جس کا قتل عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے ہاتھوں مقدر ہے جبکہ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آسمانوں سے نزول فرمائیں گے۔ اس کی بہت شبیہ مثال یعنی صورت ابن صیاد پیش نظر فرمادی تھی کہ بعض کو اسی کا دجال معہود ہونا مظنون ہوا بلکہ یقین بھی ہوگیا۔ اور یہ امر بالکل منافی نبوت ہے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے کہ ایسے حوادث کی اطلاع میں کسی طرح کا بھی اہمال ہو جس سے امت مرحومہ تاریکی میں اور نعمت الٰہی ناتمام رہے۔ ہاں وہ رسوم جن میں ابھی اعوجاج اور کجی حادث نہ ہوئی تھی ان کو ان کی حالت پر چھوڑا۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث تابیر النخل میں جو فرمایا **انتم اعلمون بامور دنیاکم**۔ اور وہ امور جن کا فہم ہمارے میزان عقل سے باہر تھا جو ہماری اصل فطرت میں ودیعت کی گئی ہے اور جن کے فہم کے لئے ہم اصول ہندسہ وہیئت اور دقایق فلسفیہ اور حکمت کی طرف محتاج ہیں کمال شفقت اور لطف سے ان کے ضبط کے لئے اہتمام نہ فرمایا اور اس عورت سوداء کے ایمان کی تصدیق فرمائی جس سے آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تیرا خدا کہاں ہے اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ ایسا ہی نماز کے استقبال کے لئے قبلہ کعبۃ اللہ کو شرط فرمایا لیکن معرفت استقبال کے لئے ہندسہ اور ہیئت کے مسائل کے حفظ کا امر نہ فرمایا بلکہ اس شخص کے لئے جو کہ کعبہ کے شمال وجنوب میں ہے فرمایا کہ قبلہ مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔

مقدمۂ ہفتم

(روح انسانی کی حقیقت اور قول قادیانی کہ وہ رحم کے اندر کا ایک کیڑا ہے)

روح

ایسا ہی جبکہ یہود نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ روح کیا چیز ہے؟ تو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے امر ہوا کہ **ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا** ○ **وقرء اعمش عن ابن مسعود وما اوتوا** (بخاری، فاخطاب للیہود، حجۃ اللہ البالغہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کہہ دے اے محمد ﷺ ان کو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور ان کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

پس شارع علیہ السلام کا روح کی تشریح حقیقت سے سکوت فرمانا اس لئے نہ تھا کہ نبی ﷺ یا اُمت مرحومہ کا کوئی فرد کامل اس کے فہم سے عاجز ہے بلکہ شارع نے سکوت اس لئے کیا کہ روح کی معرفت ایسی دقیق اور غامض ہے کہ جمہور اُمت کو اس میں غور و خوض کرنا مصلحت نہیں۔ کیونکہ روح کا آشیانہ فوق العرش اس عالم امر سے ہے جس کی موجودات ہمارے حس و خیال اور جہت و مکان اور تحیز سے باہر اور مساحت اور تقدیر اور کمیت اور تحدید سے مطلق پاک ہیں۔ **وعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ من الحس والخیال والجھۃ والمکان والتحیز وھوما لایدخل تحت المساحۃ والتقدیر لانتفاء الکمیۃ عنہ** (غزالی رسالہ روح)۔ یہی وجہ ہے کہ بقول فتح البیان روح کی تفسیر میں ایک ہزار آٹھ سو اقوال منقول ہوئے جو نوز امر حق سے بہت پیچھے ہے۔

بقول قادیانی روح انسانی رحم کا ایک کیڑا ہے

اور انہیں میں سے قادیانی صاحب کا وہ ملحدانہ اور ملفق قول ہے جو انہوں نے لاہور کے جلسہ مذاہب میں بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء بڑے زور کے ساتھ بیان کیا کہ "روح کا الگ طور سے آسمان یا قضا سے نازل ہونا نہ یہ خدا کا منشاء ہے اور نہ یہ خیال کسی طرح صحیح ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے خیال کو قانون قدرت باطل ٹھہراتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزار ہا کیڑے پڑ جاتے ہیں سو یہی بات صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے اور جس کا خمیر ابتداء سے نطفہ میں موجود ہوتا ہے اور وہ نطفہ کے ساتھ ایسا جزو ہوتا ہے جیسے آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے نہ جیسے جسم، جسم کا جزو ہوتا ہے یا وہ باہر سے آتا ہے اور نطفہ کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے۔ اور اسی سے اس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے"۔

پس قادیانی صاحب کے اس قول پر جاہلوں نے تحسین کے نعرے بلند کئے اور اس کے مطالب پر غور نہ کیا جو بالکل امر نبوت کے متصادم اور کلام ربانی کے بالکل مناقض ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روح عالم امر سے ہے اور لا مکانی ہے

کیونکہ قرآن کریم کے صریح الفاظ ناطق ہیں کہ روح رب تعالیٰ کے عالم امر سے ہے نہ عالم خلق سے اور سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ رب تعالیٰ نے روح آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ **ان الله خلق ادم على صورته** (متفق علیہ من حدیث ابی ہریرہ، مشکوۃ) یعنی جیسے[1] کہ حق تعالیٰ بیچوں و بیچگون ہے اسی طرح روح آدم کہ اس کا خلاصہ ہے نسبت بعالم بصورت بیچونی اور بیچگونی پیدا ہوئی اور جس طرح کہ حق تعالیٰ لامکانی ہے اسی طرح روح بھی لامکانی ہوئی۔ اور جیسے کہ رب تعالیٰ نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر اور نہ متصل نہ منفصل لیکن نسبت قیومیت ومعیت قائم۔ اسی طرح روح آدم بھی بدن انسانی سے نہ باہر ہے نہ اندر اور نہ متصل نہ منفصل معہذا بدن کے ہر ذرات کا قوام اسی سے اور ہر فیض کہ قیوم عالم کی طرف سے بدن پر وارد ہوتا ہے اسی کے واسطے سے ہوتا ہے۔ اسی تشبہ دقیق کا باعث ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوب صفحہ ۲۶۰ میں ارشاد فرمایا کہ "دریں مقام سالکے گفتہ است کہ سی سال روح را بخدائی پرستیدم"۔ اور اس سالک نے دور از فہم تشبیہ کے باعث روح کو رب سے جدا نہ کیا اور نصاریٰ نے روح اللہ کو ابن اللہ کہہ دیا۔ اور اسی تشبہ دقیق کے باعث حضرت آدم شایانِ خلافتِ رحمانی ہوئے۔ امام ربانی فرماتے ہیں۔ "بلے صورت

---

[1] عالم ارواح ماوراء عالم جہات وابعاد است چہ روح لامکانی ست درمکان نگنجد۔ وروح را در ماورائے عرش اثبات نمودن تراوروہم نیندازد کہ روح از تو بعید است ومسافت دور دراز درمیان تو وروح است۔ نہ چنین است۔ روح رانسبت باجمیع اکنہ باوجود لامکانیست برابر است ماورائے عرش گفتن معنی دیگر دارد تا بانجا نرسی نتوانی دریافت طائفہ کہ از صوفیہ بہ تنزیہ روحی رسیدہ اند وفوق العرش آنرا دریافتہ تنزیہ الہی جلشانہ تصور نمودہ اند وحق آنست کہ آن نور نور روح است وچون روح لامکانی است وبصورت بیچگونی مخلوق لاجرم محل اشتباہ میگردد باید دانست کہ روح ہر چند نسبت بعالم بیچون است اما حقیقت داخل دائرہ چون است گویا برزخ است درمیان عالم چون ودرمیان جناب قدس حقیقی پس رنگ ہر دو طرف دارد ہر دو اعتباری درے وصحیح است بخلاف بیچون حقیقی کہ چون را اصلاً بوراہ نیست۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول صفحہ ۲۸۵) مؤلف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

شے خلیفہ شے است تا ہر صورت شے مخلوق نباشد خلافت شے را نشاید و تا خلافت را شایان نباشد تحمل بار امانت نتو اند کرد بلے لایحمل عطایا الملک الامطایاہ ۔

اور اسی وقت معنی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث میں جو آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا **عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت یارسول اللہ متی یعرف الانسان ربّہ قال اذاعرف نفسہ اداب الدنیا للما وردی قال ابن حجر ومن کلام علی رضی اللہ عنہ من عرف نفسہ فقد عرف ربّہ وذکرہ الغزالی مرفوعاً فی المسائل الغامضۃ وغراہ المنادی فی کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق الی الدیلمی** (تشحید الاذہان) فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا قریب ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے۔

مگر افسوس ہے کہ قادیانی صاحب نے روح کی خلقت ان ہزار ہا کیڑوں کی طرح اندرون رحم کے نطفہ سے اور اک کی جو گندے رقموں میں پڑ جاتے ہیں اور جو کسی طرح بھی محمل انوار الٰہی نہیں ہو سکتے۔ اور نہ حامل بار امانت اور نہ جن کے لئے کوئی ثواب ہے نہ عذاب، اور نہ حشر ہے نہ نشر۔ حالانکہ ارواح انسانی قبل از وجود عنصری بمقتضائے **انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا** بار امانت اٹھا چکی اور مستحق عذاب وثواب قرار پا چکی۔

اجماع اہل کشف کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی اور وہی درحقیقت مکلف ہے لہٰذا بچے اور بوڑھے کی روح میں فرق نہیں

میزان شعرانی صفحہ ۱۷۱ میں ہے۔ کہ **وقد اجمع اھل الکشف علی ان الروح خلقت بالغۃ لاتقبل الزیادۃ والتکلیف علیھا حقیقۃ فلا فرق بین روح الصبیّ والشیخ۔** (المیزان الکبریٰ ج ۱، صفحہ ۲۰۵، باب صلوۃ الجمعۃ، دار الفکر بیروت) اہل کشف کا اس پر اجماع ہے کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی جو کسی زیادتی کو قبول نہیں کرتی اور وہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

درحقیقت مکلف ہے۔ لہٰذا شافعی کے نزدیک بچے اور بوڑھے کی روح میں کوئی فرق نہیں۔

خلق اللّٰہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام (غزالی رسالہ روح، فتح البیان) ان اللّٰہ قدر مقادیر الخلق قبل خلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنۃ (زرقانی و مسلم) معہٰذا سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے ارواح کو دو ہزار برس قبل اجساد کے بلکہ مقادیر خلق کو پچاس ہزار برس قبل اجساد کے مخلوق فرمایا۔ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا والارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف (مسلم) قال العلماء معناہ جموع مجتمعۃ او انواع مختلفۃ واما تعارفھا فقیل انھا موافقۃ صفاتھا التی جعلھا اللّٰہ علیھا وتناسبھافی شیمھا وقیل لانھا خلقت مجتمعۃ ھم فرقت فی اجسادھا فمن وافق بشیمہ الفہ ومن باعدہ نافرہ وخالفہ وقال الخطابی وغیرہ تالفھا ھو ماخلق اللّٰہ علیہ من السعادۃ او الشقاوۃ فی المبتدء وکانت الارواح قسمین متقابلین فاذا تلاقت الاجساد فی الدنیا ایتلفت واختلفت بحسب ماخلقت علیہ فیمیل الاخیار الی الاخیار والاشرار الی الاشرار (نووی جلد ۲ صفحہ ۳۳۱) اور ارشاد ہوا کہ روحیں رب تعالیٰ کی جنود مجندہ یعنی جموع مجتمعہ اور انواع مختلفہ ہیں اور دنیا میں ان کا باہم تآلف اور تخلف باعتبار ان کی اصل فطرت اور ابتدائی خلقت کے ہے۔ پس اچھی روحیں اچھوں کی طرف مائل رہتی ہیں اور بری روحیں بروں کی طرف۔ اور اسی پر متفرع ہے وہ جو ارشاد ہوا کہ ان ارواح کے حامل معدن ذہب وفضہ کی طرح مختلف معدنیں ہیں۔ اور قرآن وسنت دونوں سے ثابت ہے۔ کہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لما خلق اللّٰہ ادم مسح ظھرہ فسقط عن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظهره کل نسمة هو خالقها من ذریته الی یوم القیامة وجعل بین عینی کل انسان منهم وبیصاً من نور ثم عرضهم علی ادم فقال ای رب من هؤلاء قال ذریتک فرأی رجلامنهم فاعجبه وبیص مابین عینیه قال ای رب من هذا قال داؤد فقال ای ربکم جعلت عمره قال ستّین سنة قال زده من عمری اربعین سنة قال رسول اللّٰه فلما انقضٰی عمر ادم الاربعین جاء ہ ملک الموت فقال ادم او لم یبق من عمری اربعون سنة قال اولم تعطها ابنک داؤد اه۔ میثاق کے روز بقدرت کاملۂ خداوندی عالم امر کی وہ تمام روحیں اور نسمات نورانی حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ذرات کی صورت میں نکل آئیں اور سب کی سب حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے لائی گئیں جن میں سے ایک کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہ داؤد علیہ السلام ہے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب اس کی کتنی عمر ہوگی؟ ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی۔ پھر عرض کی کہ اے رب میری عمر میں سے اور چالیس برس اس کی عمر میں بڑھا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چالیس برس قبل جب ملک الموت حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا ابھی میری عمر میں چالیس برس باقی نہیں؟ ملک الموت نے کہا کہ کیا تو نے اپنے فرزند داؤد علیہ السلام کو نہیں دے دیئے۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ وعن ابی بن کعب فی قول اللّٰہ عزوجل واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظهورهم ذریتهم عیسٰی ابن مریم کان فی تلک الارواح فارسله الٰی مریم علیها السلام و انه دخل من فیها (مشکوٰۃ) ان ارواح میں انبیاء کی روحیں ستاروں کی طرح نورانی تھیں اور عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کی روح بھی انہیں ارواح میں تھی جس کو حق تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا اور وہ مریم کے اندر منہ کے راستے داخل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی۔

فتح البیان میں بحوالہ سلیمان جمل علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔کہ ذکر سلیمان الجمل لکان علی ابن ابی طالب یقول انی لاذکر العھد الذی عھد الی ربّی وکذا کان سھل بن عبداللہ التستری یقول انتھٰی وکذا روی عن الشیخ نظام الدین دھلوی (فتح البیان صفحہ ۴۰۸) انہوں نے اس عہد کے یاد ہونے کا اقرار کیا اور اسی طرح سہل بن عبداللہ تستری اور حضرت شیخ نظام الدین دہلوی سے بھی منقول ہے۔

امام بیہقی قصہ خلق آدم علیہ السلام میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کرکے ارشاد فرماتے ہیں۔کہ اخرج البیھقی عن ابن عبّاس وعن ابن مسعود فی قصّة خلق ادم علیہ السلام وفیه ثم قال للملائکة انی خالق بشرا من طین فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین فخلقه اللّٰه بیدیه لکیلا یتکبر ابلیس عنه قال البیھقی فالروح الذی منه نفخ فی ادم کان خلقا من خلق اللّٰه تعالٰی جعل اللّٰه تعالٰی حیوة الاجسام به وانما اضافه الی نفسه علی طریق الخلق والملک لانه جزء منه (الخبر فی الترمیہ) وہ روح جو تسویۂ آدم علیہ السلام کے بعد ان کے جسد میں پھونکی گئی وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق موجود تھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اجسام کی زندگی بنائی۔ اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔کہ قال العلّامة البکری فی تاریخ الخمیس وروی عن ابن عباس عن النبی ﷺ انه قال کنت نورا بین یدی اللّٰه قبل ان خلق اللّٰه عزوجل ادم بالفی عام یسمح ذٰلک النور ومثله فی المواھب اللدنیة فی احکام ابن القطان و فی حدیث علی رضی اللہ عنہ ان النورالنبوی جسم قبل خلقه باثنی عشر الف عام وفی روایه اربعة عشر الف عام. میں دوہزار برس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

قبل پیدائش آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے بصورت نورانی تسبیحیں کہا کرتا تھا۔ وقال الزرقانی لاینافی مامر ان نورہ مخلوق قبل الاشیاء (تمہید) قولہ کنت نبیا وادم بین الروح والجسد (رواہ احمد والبخاری فی التاریخ وابونعیم وغیرہم) کنا نظن انہ بالعلم فبان انہ زاید علی ذلک (علی ماشرحناہ یعنی بقولہ اولا انہ قد جاء ان اللہ خلق الارواح قبل الاجساد) (زرقانی مقصد سادس شرح مواہب اللدنیۃ) اور زرقانی میں بروایت احمد و بخاری و ابونعیم وغیرہم آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابھی روح اور جسد کے درمیان تھا۔ اسی نسبت امام سبکی آیت واذ اخذنا من النبیین میثاقھم کے تحت میں لکھتے ہیں کہ ہمارا گمان تھا کہ یہاں تقدم علمی مراد ہے۔ لیکن اب منکشف ہوگیا کہ تقدم علمی کے علاوہ تقدم وجودی بھی ہے۔ جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کے قبل ارواح کو پیدا فرمایا۔

عالم مثال

پس جیسے کہ عالم خلق کے قبل عالم ارواح کا ہونا ثابت ہوگیا اسی طرح قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ عالم اجسام کے قبل ایک عالم مثال بھی ہے جو عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان بصورت برزخ ہے کہ جس میں ان ارواح اور معانی کا تمثل ان کے ہم صفت اجسام عالم خلق کی صورت میں ہوتا ہے اور جس میں بقدرت خداوندی ہر شے کے لئے اس عالم عنصری میں موجود ہونے کے قبل ایک قسم کا ایسا تحقق ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری کی اشیاء درحقیقت وہی معانی ہیں جو صورت عنصری میں متحقق ہوتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ اکثر وہ اشیاء جن کے لئے عوام کے نزدیک کوئی جسم نہیں ان میں صفت انتقال وغیرہ بھی متحقق ہے۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث ابی ہریرہ میں کہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمٰن فقال مہ قالت ھذا مقام العائذبک من القطیعة. (مشکوٰۃ) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کو پیدا فرماچکا اس وقت رحم نے اٹھ کر کمرگاہ رب العزت کو کولی میں لے لیا۔ رب العزت نے فرمایا صبر کر۔ رحم نے عرض کی کہ اے رب العزت یہ اس کسی کی قیام گاہ ہے جو قطع کئے جانے سے تیری پناہ مانگے۔ یعنی اے رب مجھے قطع کئے جانے سے پناہ میں رکھ۔ چنانچہ یہی تمثل ہے ان ارواح اور نسمات کا جو میثاق کے روز بصورت ذرّات آدم کی پشت سے نکالے گئے اور اسی صورت مثالی میں وہ روح تھی جو مریم کے اندر داخل ہوگئی۔ اور اسی قسم میں سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ **ان المعروف والمنکر لخلیقتان تنصبان للناس یوم القیامة** (مشکوٰۃ) امر معروف ونہی منکر دو مخلوق چیزیں ہیں جو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے کھڑی کی جائیں گی۔

ایک لاکھ آدم کی حقیقت

اور اسی قسم میں سے وہ حدیث نبوی ہے جس کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ **ان اللہ خلق مائة الف ادم** (ابن عباس، فتوحات مکیہ تشفید) اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم مخلوق فرمائے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے عالم مثال میں دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک جماعت طواف کررہی ہے جن کو وہ نہیں پہچانتے تھے اور ان میں سے ایک نے یہ شعر کہا۔

لقد طفنا کما طفتم نینا ۔۔۔ بھذا البیت طرّاً اجمعینا

یہ شعر سنتے ہی شیخ کے دل میں گذرا کہ یہ عالم مثال کے ابدان ہیں اور اسی کے ساتھ ایک نے ان کی طرف نگاہ کر کے کہا کہ میں بھی تمہارے اجداد میں سے ایک جد ہوں۔ اس وقت شیخ نے اس سے پوچھا کہ تجھے وفات پائے ہوئے کتنے سال گذرے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ۔ اس وقت شیخ نے تعجب سے دریافت کیا کہ ابتدائے خلقت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آدم ابوالبشر سے اس وقت تک تو ابھی سات ہزار برس بھی نہیں ہوئے۔ اس وقت اس نے شیخ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو کس آدم کی نسبت کہہ رہا ہے؟ شیخ کو اس وقت اوپر کی حدیث یاد آ گئی جس کی نسبت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ثانی مکتوب ۵۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مخدوما مکرما! ایں ہمہ آدم کہ پیش از وجود حضرت آدم گذشتہ اند وجود شان در عالم مثال بودہ است نہ در عالم شہادت۔ ہمیں حضرت آدم است کہ در عالم شہادت موجود گشتہ است و در زمین خلافت یافتہ و مسجود ملائک شدہ۔ غایۃ مافی الباب آدم چون بر صفت جامعیت مخلوق گشتہ است و در حقیقت خود لطایف و اوصاف بسیار دارد و پیش از وجود او بقرون متطاولہ در ہر وقتے از اوقات صفتے از صفات یا لطیفۂ از لطائف او بایجاد خداوندی جل سلطانہ در عالم مثال موجود گشتہ است و بصورت آدم ظاہر شدہ و مسمی باسم او گشتہ کاروبار آدم منتظر از وے بوقوع آمدہ حتی کہ توالد و تناسل کہ مناسب عالم مثال ست نیز بظہور پیوستہ و کمالات صوری و معنوی مناسب آن عالم نیز یافتہ و شایان عذاب و ثواب گشتہ بلکہ درحق او قائم شدہ بہشتی بہ بہشت و دوزخی بدوزخ رفتہ بعد ازان در وقتے از اوقات بمشیت اللہ سبحانہ صفتے یا لطیفۂ دیگر از صفات و لطایف او در ہمان عالم بمنصۂ ظہور آمدہ و کاروبارے کہ از ظہور اوّل بوجود آمدہ بود از ظہور ثانی نیز بوجود آمدہ و چون آن ورد نیز تمام شدہ ظہور ثالث ازان صفات و لطایف او بحصول پیوستہ و چون آن ظہور نیز دورۂ خود را اتمام کردہ ظہور رابع بہ ثبوت پیوستہ الی ماشاء اللہ و چون دوائیر ظہورات مثالیہ او کہ تعلق بصفات و لطایف او داشت تمام شد آخر الامر آن نسخہ جامعہ در عالم شہادت بایجاد خداوندی جل سلطانہ بوجود آمدہ و بفضل خداوندی جل سلطانہ معزز و مکرم گشتہ۔ اگر صد ہزار آدم باشند اجزائے ہمیں آدم اند و دست و پائے دیند و مقدمات وجود او یند جدّ شیخ بزرگوار کہ زیادہ از چہل ہزار سال فوت او گذشتہ است لطیفۂ بودہ است در مثال از لطائف چہ شیخ کہ بعالم شہادت وجود داشتہ است و طواف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیت اللہ کہ میکردہ در عالم مثال میکردہ چہ کعبہ معظمہ رانیز در مثال صورتے وتشبیہے بودہ است کہ اہل آن عالم را قبلہ بودہ۔ این فقیر درین باب نظر رادور فرستادہ وتعمق بسیار نمودہ در عالم شہادت آدم دیگر بنظر نیامدہ وغیر از شعبدہ ہائے عالم مثال نیافتہ وآنکہ بدن مثالی گفتہ کہ من جدتوام وزیادہ از چہل ہزار سال از فوت من گذشتہ است اوّل دلیل است برآنکہ آدمہا پیش از ظہورات صفات ولطائف این آدم بودہ اندنہ آنکہ خلقتِ علیحدہ داشتند ازین آدم مبائن بودند چہ مبائن رابااین آدم چہ نسبت وچرا جد بود واز خلقتِ این آدم ہفت ہزار سال تمام نشدہ چہل ہزار چہ گنجایش دارد۔ وجماعہ کہ در دلہائے ایشان مرض است ازین حکایات تناسخ مےفہمند ونزدیک است کہ بقدم عالم قایل گردند واز قیامت کبری انکار نمایند۔ وبعضے از ملاحدہ کہ بباطل خود رامند شیخی گرفتہ اندحکم بجواز تناسخ مےنمایند ومی انگارند کہ نفسی تازمانے کے بحدِ کمال نرسد از تقلب ابدان اوراچارہ نبود میگویند چون بحدِ کمال رسید از تقلیب ابدان بلکہ از تعلق فارغ گشت ومقصود از خلقت اوکمال اوست کہ میسر شدواین سخن صریح کفر است وانکار است از انچہ از دین بتواتر ثابت شدہ۔

ارواح اولیاء اللہ کا متجسد ہوکر عجیب افعال کرنا

سوال۔از حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ واز بعضے دیگر از اولیاء اللہ نیز منقول است کہ بعضے از اعمال غریبہ وافعال عجیبہ پیش از وجود عنصری بقرون متطاولہ از ایشان در عالم شہادت بوقوع آمدہ است صحت آن بے تجویز تناسخ چگونہ است۔

جواب۔صدور آن اعمال وافعال از ارواحِ این بزرگواران است کہ بمشیۃ اللہ سبحانہ خود متجسد باجساد گشتہ مباشر افعال عجیبہ گشتہ اند جسد دیگر نیست کہ بآن تعلق گیرند۔تناسخ آن ست کہ روح پیش از تعلق باین جسد بجسد دیگر کہ مبائن ومغائر آن روح است تعلق گرفتہ باشد وچون خود متجسد بجسد گرد وتناسخ چہ بود۔ جنّیان کہ متشکل باشکال میگردند ومتجسد باجساد مےشوند ودرین اعمال حال عجیبہ کہ مناسب این اشکال واجساد است بوقوع مےآرند ہیچ تناسخ نیست وہیچ حلول نہ ہرگاہ جنّیان را تقدیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کُمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است وچہ احتیاج بہ بدن دیگر۔ ازین قبیلہ است آنچہ از بعضے اولیا نقل میکنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگردند وافعال متبائنہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ ومتشکل باشکال متبائنہ باشند وہمچنین عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد واز ان دیار نہ برآمدہ است جمعی از حضرت مکہ معظمہ مے آیند میگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم وچنان وچنین درمیان ما وآن عزیز گذشتہ است۔ وجمعی دیگر نقل مے کنند کہ ما اورا در روم دیدہ ایم وجمعے دیگر از بغداد دیدہ اند۔ ۶ ہمہ تشکل لطائف آن عزیز است باشکال مختلفہ وگاہ است کہ آن عزیز را از ان تشکلات اطلاع نبود لہٰذا در جواب آن جماعت گاہ میگوید کہ اشتباہ بر من تہمت است من از خانہ نہ برآمدہ ام وحرم کعبہ را ندیدہ ام در روم وبغداد را نے شناسم ونمی دانم کہ شما چہ کسانید۔ ہمچنین ارباب حاجات از اعزہ احیاء واموات در آن مخاوف ومہالک مدد باطلب مینمایند ومی بینند کہ آن صور اعزہ حاضر شدہ رفع بلیہ از ایشاں نمودہ است۔ گاہ است کہ آن اعزہ را از دفع آن بلیہ اطلاع بود وگاہ نبود۔

ع   از ماوشما بہانہ برساختہ اند

این نیز تشکل لطائف آن اعزہ است واین تشکل گاہ در عالم شہادت بود وگاہ در عالم مثال۔

نبی ﷺ کو خواب میں دیکھنا

چنانچہ در یک شب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند واستفادہ ہا مینمایند این ہمہ تشکل صفات ولطائف اوست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی۔ وہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہا مینمایند وحل مشکلات مے فرمایند"۔

ارواح اولیاء اللہ سے استمداد اور طلب حاجت

چنانچہ بروایت بخاری زرقانی کے صفحہ ۳۲۵ میں ہے۔ استشفع عمر بالعباس فقال اللھم انا کنا اذا قحطنا توسلنا الیک نبینا فتسقینا وانا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون (رواہ البخاری) وذکر التستری عن معروف الکرخی انہ قال لتلامذۃ اذا کان لکم الی اللّٰہ حاجۃ فاقسموا علیہ بی فانی الواسطۃ بینکم وبینہ الأن بحکم الوراثۃ عن المصطفٰی کما اخرج الترمذی وابن ماجہ والحاکم عن عثمان بن حنیف ان رجلا اعمی اہ ملخصاً۔

روح کی فلسفیانہ طریق سے حقیقت اور ماہیت

پس جبکہ ثابت ہو چکا کہ روح آدم کی پیدائش ہزار ہا سال قبل از وجود عنصری ہے نہ کہ رحم کے نطفہ میں سے ان ہزار ہا کیڑوں کی طرح اس کی پیدائش ہے جو گندے زخموں میں پڑ جاتے ہیں جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے اور قادیانی بھی وہ قادیانی جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت روح اللہ نے ان میں بروز کیا اور یہ اور وہ ہر دو گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ لہذا اب ضرور ہے کہ ہم روح آدم کے اس تعلق کی کیفیت اور حقیقت بیان کریں جو اسی بدن آدم کے ساتھ باوجود اتنے بعد و مسافت کے ہے اور نیز ہر ایک مراتب تعلق کی طرف بھی اشارہ کریں تا کہ اہل بصارت پر اس کا انکشاف کما حقہ ہو اور قادیانی صاحب کی چشم بصارت سے غشاوت دور ہو کر ان کو ان کی جہالت اور ضلالت نظر آئے۔

پس معلوم کرنا چاہیے کہ وہلۂ اوّل میں روح کی حقیقت جو ادراک کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ زندہ اشیاء کی زندگی کا باعث ہے اسی کے نفخ سے انہیں زندگی حاصل ہوتی ہے اور اسی کی مفارقت سے وہ مر جاتی ہیں۔ پھر جبکہ ذرا غور سے نظر کی جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان کے دل میں اخلاط بدن کے خلاصہ سے ایک قسم کا ایسا بخار لطیف متولد ہوتا ہے جو بدن کی قوت حساسہ اور محرکہ اور مدبرہ غذا کے لئے حامل ہے۔ اور تجربۂ طبی سے ثابت ہے کہ اسی بخار کی حالت رقت اور غلظت اور صفوت اور کدرت کا ان قوتوں اور ان کے افعال میں ایک خاص اثر ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ بدن کے کسی عضو یا تولید بخار پر کوئی آفت طاری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جانے سے اس بخار اور اس کے افعال میں تشوش اور فساد واقع ہو جاتا ہے۔ اور اسی بخار کا تکون حیات کا مستلزم ہے اور اسی کا تحلل موت کا مستوجب ہے۔ پس گویا نظر اوّل میں یہی بخار روح دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ بخار نظر غور میں روح حقیقی کا طبقۂ اسفل ہے۔ اور اس روح کی مثال بدن میں اس طرح ہے جیسے نمی گلاب میں اور جیسے آگ کوئلہ میں۔ پھر جبکہ اوّل سے زیادہ تر امعان کی نظر سے غور کیا جائے تو منکشف ہو جاتا ہے کہ یہ روح بخاری جو دل کے اندر خلاصۂ اخلاط سے متولد ہوتی ہے حقیقت میں روح حقیقی کا مطیہ اور اس کے تعلق کے لئے بمنزلۂ مادہ ہے۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ طفل طفولیت کی حالت سے شاب وشیب کی حالت بدلتا ہے اور اس کے بدن کی خلطیں بھی اس کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں اور ان اخلاط متبدلہ سے جو روح کہ متولد ہوتی رہتی ہے وہ زمانہ طفولیت سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہوتی ہے اور وہ کبھی چھوٹا ہوتا ہے اور کبھی بڑا، اور کبھی کالا ہوتا ہے اور کبھی گورا، اور ایک وقت جاہل ہوتا ہے اور ایک وقت عالم۔ لیکن باوجود ان تغیرات کے اس کی شخصیت میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ پس معلوم ہوا کہ وہ شے کہ جس کے ساتھ اس کی شخصیت قائم ہے وہ نہ تو یہ روح ہے اور نہ یہ بدن اور نہ یہ مشخصات جو بادی الرائے میں دکھائی دیتی ہیں۔ بلکہ وہ روح حقیقی ہے جو حقیقت میں ایک حقیقت فردانیہ اور نقطۂ نورانیہ ہے اور جس کا طور ان اطوار متغیرہ اور متغائرہ سے بالاتر ہے اور وہ بڑے کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ چھوٹے کے ساتھ ہے۔ اور سفید کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ سیاہ کے ساتھ ہے۔ اور اس کو روح ہوائی یعنی نسمہ کے ساتھ بالذات ایک خاص تعلق ہے اور بدن کے ساتھ جو کہ نسمہ کے لئے مطیہ اور بمنزلہ مادّہ کے ہے بالعرض تعلق ہے اور یہ روح حقیقی گویا عالم قدس کا روزن ہے جس کے ذریعہ سے نسمہ پر ہر اس شے کا افاضہ ہوتا رہتا ہے جس کا وہ مستعد ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد جلد سوم کے مکتوب ۳۱ میں لکھتے ہیں۔ ''بدانند کہ روح پیش از تعلق بہ بدن در

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عالم خود بودہ است کہ فوق عالم مثال است و بعد از تعلق بہ بدن اگر تنزل نمودہ است بعالم اجساد بعلاقہ تحی فرد و آمدہ است بعالم مثال کار ندارد نہ پیش از تعلق و نہ بعد از تعلق''۔ اور جلد اوّل کے مکتوب ۲۸۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ ''روح را ماورائے عرش اثبات نمودن تر ادر وہم نیند از د کہ روح از تو بعید است و مسافت دور و دراز درمیان تو و روح است نہ چنین است روح رانسبت با جمیع امکنہ باوجود لامکانیت برابر است ماورائے عرش گفتن معنی دیگر دارد تا بآنجا رسی نتوانی دریافت و باید دانست کہ روح ہر چند نسبت بعالم بیچون است اما حقیقۃ داخل دائرہ چون است گویا برزخ است درمیان عالم چون و جناب قدس حقیقی۔ پس رنگ ہر دو طرف دارد و ہر دو اعتبارے درو ے صحیح است بخلاف بیچون حقیقی کہ چون را اصلا بوئے راہ نیست''۔

حقیقت موت

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں حقیقت موت کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وجدان صحیح کے ساتھ ہمارے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ موت اسی نسمہ کا انفکاک ہے جبکہ بدن میں اس کی تولید کی استعداد باقی نہیں رہتی۔ نہ کہ روح قدسی کا نسمہ سے منفک ہونا اور جبکہ مہلک مرضوں میں نسمہ میں تحلّل واقع ہو جاتا ہے تو حکمت الٰہی اس قدر نسمہ ضرور باقی رکھتی ہے کہ جس کے ساتھ روح القدس کا تعلق صحیح ہو سکے اور اس سے نفس ناطقہ یعنی روح الٰہی کو کوئی ضرر عارض نہیں ہوتا۔ ہاں اس کی حالت ایسی ضرور ہو جاتی ہے جیسے ایک نہایت خوشنویس کاتب کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں لیکن اس کے ملکہ کتابت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بازہم فیض روح الٰہی اس نسمہ میں ایسی حس مشترکہ کا افاضہ فرماتی ہے جو بعد عالم مثال بجائے سمع و بصر و نطق و کلام کفایت کرتی ہے۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث میں جو فرمایا کہ **عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نعالهم (بخاری) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میّت قبر میں رکھنے کے بعد اوپر سے گذرنے والوں کی کفش پا کی آواز سنتی ہے۔اورعن **ابی سعید قال قال رسول الله** ﷺ **اذاوضعت الجنازة فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحة قالت قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت لاهلها یاویلها این تذهبون بها یسمع صوتها کل شی الا الانسان ولوسمع الانسان تصعق.** (بخاری) جب میّت کولوگ اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر صالحہ ہوتو کہتی ہے کہ مجھے آگے رکھو۔اور اگر صالحہ نہ ہوتو کہتی ہے کہ ہائے مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز دردناک سنتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان اس کی آواز سنے تو بیہوش ہوجائے۔

پھر کبھی تو یہ نسمہ حسب مناسبت لباس نورانی کے لئے مستعد ہوجاتا ہے اور کبھی لباس ظلماتی کے لئے اور اسی سے عالم برزخ کے عجائبات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔اور اگرچہ اس عالم برزخ میں ارواح بنی آدم کے احوال بے نہایت طبقات پر مشتمل ہیں لیکن بادی النظر میں ان کی ایک صنف بالکل جلی الحال ہے یعنی جن کی قوت بہیمیہ اور ملکیہ گوہر دوضعیف ہوں لیکن بعض اسباب جبلیّہ اور کسبیہ کے باعث ملاء اعلیٰ کے ساتھ لاحق ہوجائیں۔ یعنی ان کی قوت ملکیہ ان کی قوت بہیمیہ سے آلودہ نہ ہوگئی ہو اور طہارت اورتقویٰ کی ملابست کے باعث ان کے قلوب الہامات الٰہیہ اورتجلیات ملکیہ کے آشیانہ بن گئے ہوں۔ پس ایسے صنف کے نسمات روحانی اورنفوس قدسی بدن سے انفکاک کے بعد ملائکہ کے ساتھ لاحق ہوکر انہیں میں سے ہوکر انہیں کی طرح ملہم ہوتے ہیں اور انہیں کی طرح تدابیر عالم میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا **رایت جعفر بن ابی طالب ملکا یطیر فی الجنّة مع الملائکة**۔آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر ابن ابی طالب کو بصورت ملک دیکھا کہ جنت میں ملائکہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ دو پروں سے طیران کر رہا ہے۔

ارواح نفوس فاضلہ ملائکہ کی طرح بعد از موت مدبرات عالم میں سے ہو جاتی ہیں

اور بیضاوی میں آیت فالمدبّرات امرا کے تحت میں ہے کہ او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقاً اى نزعا شديداً من اغراقى النازع فى النفوس فتنشط الى عالم الملكوت وتسبّح فيه فتسبق الى خطائر القدس فتصير لشرفها وقوتها من المدبرات (نازعات) یہ ان نفوس فاضلہ کی صفت ہے جو ابدان سے مفارقت کے بعد عالم ملکوت کی طرف عروج کر کے خطیرۃ القدس کی طرف سبقت کر کے اپنی شرافت اور قوت کے باعث مدبرات عالم میں سے ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی یہ نفوس قدسیہ اعلاء کلمۃ اللہ اور نصر حزب اللہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں۔ کہ وقد تواتر عن كثير من الاولياء يعنى ارواحهم انهم ينصرون اوليائهم ويدمّرون اعدائهم و يهدون الى الله تعالى من يشاء الله۔ اکثر اولیاء اللہ سے بتواتر ثابت ہے کہ ان کی روحیں ان کے احباب کو نصرت کا افاضہ کرتی ہیں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور بمشیت اللہ طالبین کو اللہ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ اور بسا اوقات بعض نفوس قدسیہ بمنشاء جوہر فطرت صورت جسدیہ کی طرف مشتاق ہوتی ہیں اور ان کی قوت ملکی نسمہ ہوائیہ کے ساتھ مل کر جسد نورانی حاصل کرتی ہے اور بعض ان میں سے طعام و شراب کی طرف مشتاق ہوتی ہیں۔ جس کی نسبت حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بتاکید تمام ارشاد فرماتا ہے کہ ولاتحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما اتهم الله من فضله اے محمد ہرگز ہرگز گمان تک نہ کر کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے درحقیقت وہ مردہ ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کے دیئے پر خوش

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔یعنی ان کے ابدان بے کار ہونے کے بعد بھی وہ روحیں حقیقی زندوں کی طرح حظوظ ابدان سے محظوظ ہوتی رہتی ہیں گو ہم ان کے ابدان بظاہر نظر بوسیدہ اور بے حس دیکھتے ہیں اور کبھی وہی ابدان ان ارواح کے لئے بمنزلہ آلہ جارحہ ہو جاتے ہیں۔

انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

اور یہ بالکل صحیح بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

الانبیاء یصلّون فی قبورھم وخرج ابن مردویة عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ لما اسریٰ لی مررت بموسٰی وھو قائم یصلی فی قبرہ (زاد المعاد لابن القیم) آنحضرت ﷺ نے شب اسریٰ میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گذر کیا تو ان کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

اولیاء اللہ کا بعد از مرگ تکلم کرنا

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر شہداء اور احباء الٰہی کا بعد مرگ تکلم کرنا بتواتر ثابت ہے۔چنانچہ قشیری میں بوعلی رضی اللہ عنہ کا چشم دید واقعہ منقول ہے۔کہ **وفی الرسالة للقشیری بسندہ عن الشیخ ابی علی الروذ باری انہ الحد فقیرا فلما فتح راس کفنہ وصنعہ علی التراب لیرحم اللہ غربة قال ففتح لی عینیہ وقال لی یا ابا علی لا تذللنی بین یدی من لا یذللنی فقلت یاسیّدی احیاۃ بعد الموت فقال لی بل انا حی وکل محب اللہ حی لانصرنک بجاھی غداً** (شرح الصدور ص ۸۲، مطبوعہ مصر) منقول ہے کہ جب انہوں نے ایک فقیر مسافر کو لحد میں اتارا اور اس کا بندِ کفن کھول کر ننگا سر مٹی پر رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حالتِ ذلّت پر رحم فرمائے تو اس فقیر مسافر نے نہایت ہوشیاری سے دونوں آنکھیں کھول کر بوعلی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے تو مجھے عزت دی ہے اور تو مجھے ذلّت دیتا ہے۔بوعلی رضی اللہ عنہ نے نہایت معذرت کے ساتھ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقیر سے سوال کیا کہ اے میرے سرتاج! کیا مرنے کے بعد بھی جینا ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں بیشک میں بھی زندہ ہوں اور اسی طرح کل محبان الٰہی زندہ ہیں۔ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اس میں جو فرمایا کہ **لان اولیاء اللہ لا یموتون انما خلقتم للابد و انما تنقلون من دار الی دار** اللہ کے اولیاء نہیں مرتے اور ارشاد ہوا کہ تم ہمیشہ کی زندگی کیلئے پیدا کئے گئے ہو اور تم فقط ایک دار سے دوسرے دار کی طرف نقل مکانی کرتے ہو۔ سچ ہے۔

دل زندہ ہرگز نہ گردد ہلاک　　تن زندہ دل گر بمیرد چہ باک

نبی ﷺ کی قبر مبارک سے اذان کی آواز آتی رہی

اور خود آنحضرت ﷺ کی حیات بتواتر آثار سے ثابت ہے بلکہ سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ **عن سعید بن عبدالعزیز قال اما کان ایّام الحرّہ لم یوذن فی مسجد النبی ﷺ ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد و کان لایعرف وقت صلوٰۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی ﷺ** (مشکوۃ) ایام حرہ میں سعید بن مسیب تین دن تک اوقات نماز کی پہچان اس آواز سے کرتے رہے جو نبی ﷺ کی قبر مبارک سے سنتے تھے۔

ایک شہید نے بعد از مرگ کلام کیا

ازالۃ الخفا میں حضرت ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ در شواہد النبوت در کرامات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مذکور است کہ شہیدے از شہداء یمامہ بعد مردن تکلم کرد و گفت "محمد رسول اللہ، ابوبکر الصدیق، عمر الشہید، عثمان ذوالنورین"۔

شہید کے بدن سے خون نکلنا

تفسیر خازن میں بعض کا قول ہے کہ **وقیل ان الشھید لا یبلی فی قبرہ ولا تاکلہ الارض کغیرہ وروی انہ لما اراد معاویۃ ان یجری الماء علی**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

قبور الشهداء امر ان ينادى من كان له قتيل فليخرجه وليحوله من هذا الموضع قال جابر فخرجنا اليهم فاخرجناهم وطاب الابدان فاصاب المسحاة اصبع رجل منهم فانبعث دما (خازن) شہید کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی اور نہ بوسیدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہداء کی قبروں میں سے پانی نکالنا چاہا تو منادی کرادی کہ اولیاء اپنے اپنے مقتولوں کو نکال کر دوسری جگہ دفن کریں۔ جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے جا کر ان کو قبروں سے نکالا اور بدن ان کے پاک وصاف تھے۔ ایک کی انگلی پر تیشہ لگنے سے خون بہنے لگا۔

ارواح کا ابدان کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا

اور کبھی یہ روحیں اپنے ابدان عنصری کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھائی جاتی ہیں چنانچہ شرح صدور میں شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام یافعی کی کفایت المعتقدین سے بروایت یافعی شیخ عمر بن فارض کا چشم دید واقعہ نقل کرتے ہیں۔ حكى اليافعى فى كفاية المعتقدين الشيخ عمر بن الفارض انه حضر جنازة رجل من الاولياء قال فلما صلينا عليه واذا ابحوقد امتلأ بطيور خضر فجاء طير كبير منهم فابتلعه ثم طار قال فتعجبت من ذلك فقال لى رجل قد نزل من الهواء وحضر الصلوٰة لاتعجب فان ارواح الشهداء فى حواصل طيور خضر ترعى فى الجنة اولئك شهداء السيوف واما الشهداء المحبّة فاجسادهم ارواح۔ شیخ عمر ایک ولی اللہ کے جنازہ پر جا پہنچے۔ چنانچہ شیخ عمر کہتا ہے کہ جب ہم جنازہ ادا کر چکے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس قدر سبز پرندے آسمان سے اترے ہیں کہ ان سے آسمان چھپ گیا۔ پس ان میں سے ایک بڑا پرندہ الگ نیچے اترا اور اس نے اس ولی اللہ کو اس طرح نگل لیا جیسے کہ جانور ایک دانہ کو نگل لیتا ہے اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ شیخ عمر کہتا ہے کہ میں اس واقعہ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متعجب ہوا لیکن اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آگیا جو وہ بھی آسمان سے اترا تھا اور نماز میں شریک ہوا تھا اور اس نے کہا کہ اے عمر! اس واقعہ سے تعجب مت کر کیونکہ وہ شہید جن کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کی حواصل میں رہتی ہیں وہ تلوار کے شہید ہیں لیکن محبت الٰہی کے شہیدوں کے جسم روح کا حکم رکھتے ہیں۔

ایک ولی اللہ کا جنازہ آسمانوں پر اٹھایا جانا

شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ اسی کے مشابہ ہے وہ قصہ جس کو ابن ابی الدنیا نے ذکر موتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ **قلت ویشبّه هذا ما اخرجه ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت عن زید بن اسلم قال کان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس کان فی کهف جبل و کان اهل زمانه اذا قحطوا استغاثوا به فدعی الله فسقاهم فمات فاخذوا فی جهازه فبیناهم کذٰلک اذاهم بسریر یرفرف فی عنان السماء حتّٰی انتهٰی الیه فقادر رجل فاخذه فوضعه علی السریر فارتفع السریر والناس ینظرون الیه فی الهواء حتّٰی غاب عنهم**(شرح الصدور ص ۱۶۳) بنی اسرائیل میں ایک شخص عابد وزاہد پہاڑوں کے غاروں میں عبادت خداوند کیا کرتا تھا اور دنیا کے لوگوں سے کنارہ کش، اس کے زمانے کے لوگ قحط کے دنوں میں اس سے دعا منگوایا کرتے تھے اور اس کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان پر ابر رحمت برسایا کرتا تھا، اتفاقاً وہ فوت ہو گیا۔ لوگ اس کے غسل کی تیاری کرنے لگے کہ ناگہاں ایک تخت آسمان کی بلندی سے اترتا ہوا نظر آیا۔ یہاں تک کہ اس ولی کے نزدیک آپہنچا اور ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس تخت کو پکڑ لیا اور اس ولی کو اس تخت پر رکھا اور وہ تخت آسمان کی طرف اٹھتا گیا اور لوگ دیکھتے رہے کہ وہ ہوا میں اُڑا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان سے پوشیدہ ہو گیا۔

عامر بن فہیرہ کا آسمان پر اٹھایا جانا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ سیوطی لکھتے ہیں کہ اس کا مؤید وہ واقعہ ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں بروایت عروہ نقل کیا ہے۔ کہ ویؤیّده ایضا مااخرجه البیهقی وابونعیم کلاهما فی دلائل النبوة عن عروة ان عامر بن فهیرة قتل یوم بیر معونة قال ای عمر بن امیة الضمری فذهب بالرجل علوا فی السماء حتی واللّٰه ماراه فاتی الضحاک بن سفیان الکلابی وقال دعانی الی الاسلام مارأیت من مقتل عامر بن فهیرة ومن رفعه الی السماء فکتب الضحاک الی رسول اللّٰه ﷺ باسلامه ومارای من مقتل عامر بن فهیرة فقال رسول اللّٰه ﷺ فان الملائکة وارت جثته و انزل علیّین واخرجه البیهقی من وجه اخر تلفظ فقال عامر بن الطفیل لقد رأیته بعد ماقتل رفع الی السماء حتی انی لانظر الی السماء بینه وبین الارض ثم قال البیهقی والحدیث اخرجه البخاری فی الصحیح وقال فی اخره ثم وضع قال فیحتمل انه رفع ثم وضع ثم فقد بعد ذلک فقد روینا فی مغازی موسٰی بن عقبة فی هذه القصّة فقال عروة بن الزبیر لم یوجد جسد عامر یرون الملائکة وارته قلت والظاهر ان المراد بمواراة الملائکة لغیبة فی السماء (اھ،انتہی باختصار)

عامر بن فہیرہ غلام ابی بکر رضی اللہ عنہ معونہ کے دن شہید ہوا اور عمرو بن امیہ الضمری نے بچشم خود دیکھا کہ وہ اسی وقت آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ چنانچہ یہی عجیب وغریب واقعہ ضحاک بن سفیان کلابی کے اسلام کا باعث ہوا اور اس نے عامر بن فہیرہ کے قتل اور رفع کا چشم دید واقعہ اور اس پر اپنا اسلام لانا آنحضرت ﷺ کی طرف لکھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نے عامر بن فہیرہ کے جسم کو چھپا لیا اور اس کو علیین پر جا اتارا۔ اور یہی قصہ ابن سعد اور حاکم نے کبیر میں بطریق عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی روایت کیا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور ملائکہ نے اس کا جسم چھپالیا۔ اور عامر بن طفیل بھی اپنا چشم دید بیان کرتے ہیں کہ اس نے عامر بن فہیرہ کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا دیکھا۔ اور اسی طرح خبیب بن عدی کی نسبت احمد اور ابونعیم اور بیہقی نے بروایت عمرو بن امیہ الضمری تخریج کی۔

عیسیٰ نبی اللہ کی آسمان پر جانے سے کوئی فضیلت خاصہ نہیں

شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ ابونعیم کے نزدیک خبیب بن عدی کا آسمانوں کی طرف مرفوع ہونا قطعی ہے۔ چنانچہ ابونعیم نے جواب وسوال کی صورت میں کہا کہ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ ہمارے نبی ﷺ کی امت میں سے بجائے نبی کے ایک قوم آسمانوں کی طرف اٹھائی گئی اور یہ امر عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے بھی عجیب تر ہے۔ اور اس کے بعد عامر بن فہیرہ اور خبیب بن عدی اور علاء بن حضرمی کا قصہ بھی بیان کیا جس کی رفع کا ذکر شیخ سیوطی نے باب **احوال الموتی فی قبورھم** میں کیا۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کا فرمانا کہ ملائک تجھے آسمان پر لے جاتے

اس کے بعد شیخ سیوطی رحمہ اللہ ایک مشہور حدیث سے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہم نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ تخریج کیا ہے۔ کہ **ومما یقوی قصة الرفع الی السماء ما اخرجه النسائی والبیهقی والطبرانی وغیرهم من حدیث جابر ان طلحة اصیبت انامله یوم احد فقال حسّ فقال رسول الله ﷺ لوقلت بسم الله لرفعتک الملائکة والناس ینظرون الیک حتی تلج بک فی جوّ السماء** (شرح الصدور) ان واقعات رفع کے غیر محال اور ممکن الوقوع ہونے پر استدلال کر کے کہا کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے انگلیوں کے زخم کے درد سے کلمۂ حس (جو محاورۂ عرب میں شدّتِ درد کے وقت زبان سے نکلتا ہے) کہا تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت طلحہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے طلحہ اگر تو بجائے کلمۂ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھالیجاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہ جاتے یہاں تک کہ تو وسط آسمان میں جا پہنچتا۔

قادیانی کا عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے آسمان پر اٹھائے جانے پر تمسخر آمیز کلام

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے بقولے "کس نباشد درسرا موش باشد کدخدا"۔ میعادِ الٰہی کے وقفۂ دراز کو اپنے دعویٔ مسیحیت کے لئے مہلت جان کر عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کو ان موتائے لاریجعون میں داخل کر دیا جو اپنے اعمال کے محاسبہ میں دنیا کی ہوا سے ہمیشہ کے لئے محروم کیے گئے۔ بلکہ کسی فرد بشر کا اس جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں پر جانا بھی محال کہہ دیا اور کبھی مضحکہ انگیز الفاظ میں کہا کہ "اگر حضرت مسیح مرے نہیں اور اسی دنیوی زندگی کے ساتھ کسی آسمان پر بیٹھے ہیں تو کیا تمام لوازم جسم خاکی کے ان میں خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں پائے جاتے؟ کیا وہ کبھی سوتے اور کبھی جاگتے ہیں؟ اور کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے ہیں اور کبھی دنیوی شراب وطعام کو کھاتے ہیں اور کیا وہ اوقات ضروریہ میں پاخانہ پھرتے اور پیشاب بھی کرتے ہیں؟ اور کیا وہ ضرورتوں کے وقت ناخنوں کو کٹاتے اور بالوں کو مُنڈاتے یا قصر شعر کراتے ہیں؟ کیا ان کے لیٹنے کے لئے کوئی چارپائی اور کوئی بستر بھی ہے؟ کیا وہ ہوا کے ساتھ دم لیتے اور ہوا کے ذریعہ سے سونگھتے اور ہوا ہی کے ذریعہ سے سنتے اور روشنی کے ذریعہ سے دیکھتے ہیں؟ اور کیا وہ زمانہ کے اثر سے اب بڈھے ہوگئے ہیں؟" (ازالہ صفحہ ۴۷) اور کبھی تمسخر آمیز الفاظ میں کہا کہ "اگر ہم فرض محال کے طور قبول کر لیں کہ حضرت مسیح اپنے جسم خاکی سمیت آسمان پر پہنچ گئے ہیں تو اس صورت میں اول تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ اپنی عمر کا دورہ پورا کر کے آسمان پر ہی فوت ہوگئے ہوں اور کواکب کی آبادی جو آجکل تسلیم کی جاتی ہے اسی کے کسی قبرستان میں دفن کیے گئے ہوں اور اگر پھر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا ان کا تسلیم کر لیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت کے گذرنے پر پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے اور اس کام کے ہرگز لائق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کر سکیں۔ پھر ایسی حالت میں ان کا دنیا میں تشریف لانا بجز ناحق کی تکلیف کے اور کچھ فائدہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بخش معلوم نہیں ہوتا"۔ (ازالہ صفحہ ۵۰۔۷۴)

آسمانوں سے مائدہ کا اتارا جانا

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے حواریین عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بھی اپنا ایمان ثابت نہ کیا۔ جنھوں نے بغرض اطمینان قلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ اذقال الحواریون یا عیسٰی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزّل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللّٰہ ان کنتم مؤمنینo قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قدصدقتنا ونکون علیھا من الشاھدینo قال عیسٰی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاوّلنا واخرنا وایۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقینo قال اللّٰہ انی منزّلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذّبہ عذابا لااعذّبہ احداً من العٰلمینo فنزلت الملائکۃ بھا من السماء علیھا سبعۃ ارغفۃ وسبعۃ احوات فاکلوا منھا حتّٰی شبعوا قالہ ابن عباس وفی حدیث عمار بن یاسر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انزلت المائدۃ من السماء خُبزاً ولحماً فامروا ان لایخانوا ولا یدخروا لغدٍ فخانوا وادخروا فمسخواقردۃ وخنازیر۔ (جلالین ومشکوۃ) وروی انھا نزلت سفرۃ حمراء بین غمامتین و لم ینظرون الیھا حتّٰی سقطت بین ایدیھم فبکی عیسٰی علیہ السلام وقال اللھم اجعلنی من الشاکرین اللّٰھم اجعلھا رحمۃ ولا تجعلھا مثلۃ وعقوبۃ ثم قام وتوضاوصلی وبکی ثم کشف المندیل وقال بسم اللّٰہ خیر الرازقین فاذا سمکۃ مشویۃ بلا فلوس وشوک یستل وسما وعندراسھا ملح و عند ذنبھا حل وحولھا من الوان البقول ما خلا الکراث واذا خمسۃ ارغفۃ علی واحد منھا زیتون وعلی الثانی عسل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعلى الثالث سمن وعلى الرابع جبن وعلى الخامس قديد فقال شمعون يا روح الله امن طعام الدنيا ام من طعام الاخرة قال ليس منهما ولكنه شئ اخترعه الله تعالى بقدرته كلوا ماسألتم واشكروا يمددكم الله ويزدكم من فضله فقالوا ياروح الله لورأيتنا من هذه الاية اية اخرى فقال ياسمكت احيي باذن الله فاضطربت ثم قال لها عودي كما كنت فعادت مشوية ثم طارت المائدة ثم عصوابعدها فمسخوا (بیضاوی) کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے مائدہ (یعنی خوان نعمت) اتارے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم اپنے ایمان میں سچے ہو اور میری نبوت کی صحبت سے متاثر ہو تو اللہ سے ڈرو اور ایسے سوال مت کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم اس خوان سے کھانے کی خواہش رکھتے ہیں اور نیز خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارے قلوب کو اس کے کمال قدرت پر اطمینان ہو۔ اور تیری سچائی کو ہم یقیناً جان لیں اور ہم بھی اس پر گواہی دیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے اس وقت اللہ سے دعا کی کہ اے رب ہم پر آسمانوں سے خوان نعمت اتار جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور وہ تیری ایک نشانی تیری قدرت کاملہ اور میری صحت نبوت پر حجت ہو۔ اللہ نے اسکے اتارنے کی بشارت دے کر کہا کہ جو اس کے بعد کفر کرے گا اس کو ایسا عذاب دوں گا جو دوسرے اہل عالم میں سے کسی کو نہ دوں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ فرشتے آسمانوں سے ایسا خوان اتار کر لائے جس پر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں اور وہ پیٹ بھر کھائیں۔ شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ مائدہ میں گوشت اور روٹی کا اترنا حدیث (عمار بن یاسر، ترمذی) سے ثابت ہے۔ اور خیانت اور ذخیرہ کرکے رکھنے کے باعث مائدہ کا اترنا موقوف ہو گیا اور خائن بندر اور خنزیر کی صورت پر مسخ ہو گئے۔ شمعون نے حضرت روح اللہ سے دریافت کیا کہ یہ طعام دنیا کا ہے یا آخرت کا؟ حضرت روح اللہ نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارشاد فرمایا کہ یہ طعام نہ دنیا کا ہے نہ آخرت کا بلکہ وہ ایک نعمت الٰہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا۔ پس وہ خدا جس نے قوم موسیٰ پر آسمانوں سے من وسلویٰ اتارا اور حواریین عیسیٰ (علیہ السلام) کیلئے مائدہ۔ اور وہ خدا جس کے گھر ہمارے نبی ﷺ مہمان ہوکر ہمارے طعام وشراب سے مستغنی رہتے۔ اگر وہ اپنے روح اللہ کو اپنے قرب میں رکھ کر دنیا کی حاجات سے اور اس عالم کے تطورات اور ہمارے اجسام کے لوازمات سے مستغنی کردے تو کوئی محل استعجاب نہیں اور یہ اصطلاح صوفیہ میں سے احوال نفس کی ایک حالت ہے جو غیبت کہلاتی ہے۔ جو شہوات نفسانی اور حاجات انسانی سے بے پروا کردیتی ہے۔ اس وقت دل ودماغ اللہ کے نور سے بھر جاتا ہے اور سب حاجات کے قائم مقام ہوجاتا ہے اور صورت ملکیت خواص بہیمیت کو منعدم کردیتی ہے بلکہ اسی کے تابع ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ پانی حرارت کے پہنچنے سے صورت ہوا بن کر بلندی کی طرف صعود کرتا ہے۔

انسان کامل بلا حاجت اکل وشرب زندہ رہ سکتا ہے

پس ایسی حالت میں انسان کامل بلا اکل وشرب اور بلا بھوک وپیاس اور بلا خواب وغفلت ملائکہ کی طرح تسبیحات ربانی کے ساتھ اسی طرح زندگانی بسر کرتا ہے جیسے کہ اکل شجرہ کے قبل حضرت آدم اپنی زندگانی ملائکہ کی طرح تسبیحات اور تحمیدات میں بسر کرتے تھے اور جیسے کہ ملائکہ کا کسوت انسانی کے اوڑھنے سے انسانی جوارح کے ساتھ متلبس ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے اسی طرح انسان کامل کا جن کا قول ہے کہ **ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا** بصورت ملائکہ متلبس ہوکر ملائکہ کی طرح زندگی بسر کرنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ باب علامات الساعۃ فصل دوم میں اسماء بنت یزید سے اور کتاب الیواقیت والجواہر میں امام عبدالوہاب شعرانی حدیث مرفوع ذکر کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال ایسے آئیں گے کہ جن کے اخیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

میں آسمان سے بالکل بارش اور زمین سے نباتات کا امساک ہو جائے گا۔ اسماء بنت زید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم آٹا گوندھتے ہیں اور روٹی تیار ہونے کے قبل ہی بھوک شروع ہو جاتی ہے پھر اس وقت مومن کیا کریں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **یجزیھم مایجزی اھل السماء من التسبیح و التقدیس** یعنی ان کو بھی تسبیح اور تقدیس ملائکہ کی طرح بجائے طعام کفایت کرے گی۔ چنانچہ شیخ ابوطاہر کا چشم دید واقعہ ہے کہ انہوں نے ابہر میں ایک شخص خلیفۃ الخراط نامی کو دیکھا جس نے تیئس برس تک کچھ نہ کھایا اور شب و روز بغیر کسی ضعف کے اللہ کی عبادت کرتا تھا پس کچھ بعید نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوت تسبیح اور تہلیل ہو۔ اہی پس کوئی معنی نہیں کہ حضرت روح اللہ قرب الٰہی میں کروبیوں کی طرح بلا حاجات انسانی عمر نہ بسر کریں اور اس عالم کے اثر سے محفوظ نہ رہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت روح اللہ کی نفس فطرت ہی روحانی ہوئی اور بلامسِ بشر حضرت مریم کے بطن سے فقط حضرت جبریل کے نفخ سے پیدا ہو گئے۔ پس ان کے آسمانوں پر جانے میں کیا محال ہوا۔ اور اس میں شک کرنے کی کیا مجال؟ مگر افسوس کہ ہمارے کمبخت قادیانی نے بتقلید سرسید احمد معتزلی قرآن محمدی کو چھوڑ کر انجیل نصاریٰ کے ساتھ تمسک کر کے حضرت روح اللہ کا باپ یوسف نجار قرار دیا۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں لکھ دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے کہ **اذقالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین○ ویکلم الناس فی المھد و کھلا ومن الصالحین○ قالت ربّ انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذٰلک اللہ یخلق ماشاء اذا قضٰی امراً فانما یقول لہ کن فیکون○**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ایک حکم کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو دنیا اور آخرت میں بڑے مرتبہ والا اور مقربین میں سے ہے اور جو ماں کی گود میں اور حالت کہولت میں لوگوں سے باتیں کرے گا اور ہوگا وہ نیکوکاروں میں سے۔ یہ سن کر مریم نے کہا اے رب کہاں سے میرے لڑکا ہوگا حالانکہ کسی بشر نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔ رب تعالیٰ نے کہا اسی طرح رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اس کو موجود ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے"۔ ان تمام بیانات سے ناظرین پر واضح ہوگا کہ انسان کامل بقدرت خداوندی جس کا قانون قدرت ہمارے عقول ناقصہ سے بالکل باہر ہے بلاقبول تحویلات عالم زندہ رہ سکتے ہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا سو برس تک بغیر کھانے پینے کے زندہ رہنا

جیسے بقول قادیانی صاحب حضرت عزیر علیہ السلام یا اور کوئی نبی سو (۱۰۰) برس تک بیہوش رہے اور نہ ان کے جسم میں کوئی تغیر آیا اور نہ ان کے طعام وشراب میں کوئی تغیر آیا۔ (ازالہ صفحہ ۹۴۴) اور اقرار کیا کہ درحقیقت وہ مرے نہ تھے۔ **او کالّذی مرّ علیٰ قریة وھی خاویة علی عروشھا قال انی یحی ھذہ اللّٰہ بعد موتھا فاماته اللّٰہ مائة عام ثم بعثه قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعد یوم قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنّه** (سورۂ بقرہ)

اصحاب کہف کا کئی سو برس تک بغیر اکل وشرب زندہ رہنا

اسی طرح اصحاب کہف کا قصہ ہے جو سینکڑوں برس تک سوتے رہے اور بلا خورد ونوش زندہ رہے اور ہیں جن کی نسبت خدا خود گواہی دیتا ہے کہ **ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجباo اذ اوی الفتیة الی الکھف فقالوا ربّنا اتنا من لّدنک رحمة وھیء لنا من امرنا رشداo فضربنا علیٰ اٰذانھم فی الکھف سنین**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

عدداo ثم بعثناھم لنعلم ای الحزبین احصٰی لمالبثوا امداo (سورۂ کہف) اے محمد (ﷺ)! کیا تجھے معلوم ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری قدرتوں اور نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی ہیں؟ جب وہ نوجوان غار کی طرف گئے بولے اے رب ہمارے دے ہم کو اپنی پاس سے رحمت اور آمادہ کر ہمارے کام میں راہ یابی پھر سلادیا ہم نے ان کو اس غار میں سالہائے معدود۔ پھر ان کو اٹھایا ہم نے اس نیند سے تا کہ معلوم کریں کہ ان کے دو فریقوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے وہ مدت جس میں کہ غار میں رہے۔

اصحاب کہف کا قصہ

اس کے بعد حق تعالیٰ ان کا تفصیلی قصہ اپنے کلام پاک میں یوں بیان فرماتا ہے۔

نحن نقص علیک نباھم بالحق انھم فتیة اٰمنوا بربھم وزدناھم ھدیo وربطنا علی قلوبھم اذقاموا فقالو ربنا رب السمٰوٰت والارض لن ندعوا من دونہ الھاً لقد قلنا اذاً شططاo ھولاء قومنا اتخذوا من دونہ الھة لولا یاتون علیھم بسلطان بیّن فمن اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذباً o واذ اعتزلتموھم وما یعبدون الا اللّٰہ فاوٗا الی الکھف ینشرلکم ربکم من رحمتہ ویُھیّیء لکم من امرکم مرفقاo وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم فی فجوة منہ ذٰلک من ایات اللّٰہ من یھد اللّٰہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشداo وتحسبھم ایقاظا وھم رقود ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید لواطلعت علیھم لولّیت منھم فرارا ولملئت منھم رُعباo وکذٰلک بعثناھم لیتساءلوا بینھم قال قائل منھم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم فابعثوا احدکم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بورقکم هذه الی المدینة فلینظر ایها ازکی طعاماً فلیاتکم برزقٍ منه ولیتلطف ولا یشعرن بکم احداہ انهم ان یظهروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملّتهم ولن تفلحوا اذاً ابداہ وکذٰلک اعثرنا علیهم لیعلموا انّ وعد اللّٰه حق وان الساعة لاریب فیها اذ یتنازعون بینهم امرهم فقالوا ابنوا علیهم بنیانا ربّهم اعلم بهم قال الذین غلبوا علی امرهم لنتّخذن علیهم مسجداہ (سورۂ کہف) ولبثوا فی کهفهم ثلاث مائة سنین وازدادوا تسعاہ قل اللّٰه اعلم بما لبثوا له غیب السمٰوٰت والارض (سورۂ کہف) اخرج البزار والطبرانی باسناد صحیح حسن عن النعمان بن بشیر انه سمع النبی یذکر الرقیم قال انطلق ثلاثة فکانوا فی کهف فوقع الجبل علی باب الکهف فارصد علیهم (الحدیث) (فتح الباری برحاشیہ بخاری) اے محمد (ﷺ)! ہم ان کی سچی خبر تجھ کو سناتے ہیں کہ وہ کئی جوان ہیں جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو زیادہ ہدایت بخشی اور ان کے دلوں کو محکم رکھا جبکہ وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ رب ہمارا وہی ہے جو زمینوں اور آسمانوں کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی کو معبود نہ کہیں گے۔ کیونکہ ہمارا ایسا کہنا دور از عقل ہوگا۔ ہماری اس قوم نے اس رب کے سوا دوسرے معبود بنالئے ہیں کیوں نہیں ان کی خدائی پر کوئی دلیل واضح پیش کرتے؟ پھر بولے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اے یارو! جب تم نے ان سے اور ان کے معبودوں سے بجز خدائے یگانہ کے کنارہ کشی کر لی تو اس غار میں آرام لو۔ رب تمہارا تم پر اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمہارے لئے تمہارے کام میں منفعت مہیا کر دیگا۔ اور اگر تو دیکھے تو دیکھ لے گا کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو ان کے غار سے سیدھی جانب جھکا رہتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو دھوپ ان کے بائیں طرف سے کترا جاتی ہے اور وہ اس غار کی کھلی جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جس کو اللہ دکھادے وہی دیکھتا ہے اور جس کو دیکھنے کی توفیق نہیں دیتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کوکوئی رفیق نہیں دکھا سکتا۔ اے محمد (ﷺ)! تو جانے وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم ہی ان کو دائیں اور بائیں کروٹ دلاتے ہیں اور کتا ان کا دونوں ہاتھ کھولے دروازہ پر ہے اور اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ دے کر بھاگے اور ان کی دہشت تجھ میں بھر جائے۔ اسی حالت میں تھے کہ ہم نے ان کو جگا دیا تا آپس میں پوچھنے لگے۔ ایک بولا کہ تم کتنی دیر ٹھہرے؟ بولے ہم ایک دن یا اس سے کم ٹھہرے ہیں۔ پھر بولے تمہارا رب بہتر جانتا ہے کہ کتنی دیر تم اس غار میں رہے ہو۔ اب بھیجو اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کر شہر کو تاکہ جونسا ستھرا کھانا ہو اس شہر سے دیکھ کر تمہارے لئے لائے اور ضرور ہے کہ نرمی سے جائے اور کسی کو تمہاری خبر نہ جتائے کیونکہ اگر شہر کے لوگ تمہاری خبر پا گئے تو تم کو یا تو پتھروں سے ماریں گے اور یا تم کو اپنی ملت پر پھیر لیں گے اور اس وقت تمہارے لئے ہمیشہ کیلئے فلاحت اور بھلائی باقی نہ رہے گی اور اسی حالت نیند میں تھے کہ ہم نے ان کی خبر کھول دی تا کہ جانیں کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں جبکہ وہ آپس میں ان کی بابت جھگڑ رہے تھے تو بعض نے کہا کہ ان پر عمارت بناؤ (ان کی حالت ان کا رب ہی خوب جانتا ہے) اور بعض جو زبردست ہو گئے بولے ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔ انتہی

اور اسی طرح سنت صحیحہ سے بالکل ثابت ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ علیہ السلام مل کر حج کعبۃ اللہ کریں گے اور اصحاب کہف ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور ابن عباس سے مرفوعاً ثابت ہے کہ اصحاب کہف اعوان مہدی ہوں گے اور ابن عیینہ اور قرطبی نے سنت صحیحہ سے ثابت کیا ہے کہ اصحاب کہف ابھی مرے نہیں اور قیامت تک جیتے رہیں گے۔ جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہیں۔ اور یہی معنی سورۂ کہف کی ان آیات سے واضح ہیں۔

قادیانی صاحب کا احیاء اموات کی تاویلات کرنا

مگر قادیانی صاحب نے ان آیات کی تاویل کرنے میں بہت کوشش کی جن میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اموات کا زندہ ہو جانا کھلم کھلا ثابت ہے اور جن کو خدا نے جلایا ان کو مارنے میں سعی کی اس غرض کے لئے کہ مبادا وہ قول ٹھیک ہو جائے جو کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تین ساعت یا تین دن تک مرے رہے پھر زندہ ہو کر آسمان کو گئے۔ گو ہم کو اس قول سے کوئی بحث نہیں لیکن اس سعی میں ہم قادیانی صاحب کی تائید نہیں کر سکتے۔ جبکہ ان کا پہلا قول ان کی تائید نہیں کرتا جس میں قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ کے کرشمۂ قدرت نے ایک لمحہ کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکھلا دیا۔ مگر وہ دنیا میں آنا صرف عارضی تھا اور دراصل عزیر علیہ السلام بہشت میں ہی موجود تھا۔ (ازالہ صفحہ ۳۶۵) پھر صفحہ ۳۹۳ میں لکھا ہے کہ مسیح کا یہ کہنا کہ میں تین دن تک مروں گا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ اس سے مجازی موت مراد ہے جو سخت غشی کی حالت تھی۔ اور صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد بھی زندہ رہے جیسے یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور مرا نہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ خداوند کریم اپنے کلام پاک میں قادیانی صاحب کے اس پہلے اور پچھلے دونوں قولوں کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ عزیر نبی اللہ نے بطریق استبعاد عادی تعجب کی نظر سے کہا جبکہ ایک شہر پر سے گذرے جس کی چھتوں پر اس کی دیواریں گری پڑی تھیں اور سڑے ہوئے ابدان کی طرح نفوس بشریہ سے ویران اور مسکن حشرات الارض بنا ہوا تھا کہ ایسے مرے ہوئے اور ویران شدہ شہر کو اللہ تعالیٰ کہاں سے جلا دے گا۔ (شاید قادیانی صاحب کی طرح بے ملاحظہ عظمت قدرت حق ان کو بھی عادتاً محال معلوم ہوا)

قانون قدرت

اس وقت غیرت الٰہی جوش میں آئی اور بجائے اس کے کہ اس شہر ویران کو آباد کیا جاتا جو بالکل آسان تھا۔ خود حضرت عزیر علیہ السلام کو سو (۱۰۰) برس تک مردہ رکھ کر اٹھایا جو باصطلاح قادیانی فرقہ قانون قدرت سے باہر تھا۔ تاکہ ان کو عظمت قدرت ربانی کا ملاحظہ ہو اور معلوم ہو کہ اللہ کی قدرت پر ہمارا کوئی قانون اختراع کردہ محیط نہیں ہو سکتا اور جیسے کہ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

وراء الوراء ہے اسی طرح اس کے افعال اور قدرت ہمارے افہام وعقول سے بالکل وراء الوراء ہیں جس کو نہ کوئی قانون ہمارا احاطہ کرسکتا ہے اور نہ کوئی استقراء۔ اور یہ بڑے کفر کی بات ہے کہ ہم اللہ کی قدرت عظیمہ کو اپنے استقراء ناقص کے تابع کر کے اس کا نام قانون قدرت رکھیں اور اس کی قدرت غیر محدود کو محدود بنا دیں۔ اور جن امور کے ادراک سے ہمارے حواس قاصر ہوں ان کو ہم محال اور قانون قدرت الٰہی سے باہر خیال کر کے اوّل خدا کے افعال کو ناقص اور دوم واقعاتِ حقہ کی تکذیب کریں جن کی صحت پر قرآن وسنت شہادت دیں۔ یہی قانون قدرت کے اختراعی معنی ہیں جو ان لا مذہبوں نے اپنے دل سے نکال کر اس کی رو سے انبیاء علیہم السلام کے ان کل معجزات کا انکار کر دیا جو ہماری عقول ناقصہ سے باہر اور اس قادر قوی کے افعال میں سے ہیں جس کے افعال اور جس کی قدرت ہماری عقول سے وراء الوراء ہے اور جن کا ہم عنقریب ثبوت دیں گے۔

عزیر نبی کا قصہ

پس حق تعالیٰ نے حضرت عزیر ہی سے پوچھا کہ تو کتنی دیر یہاں رہا؟ عزیر علیہ السلام نے جواب دیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ حق تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ تو سو برس رہا۔ اپنا کھانا اور پینا دیکھ کہ وہ سڑا تو نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ کس طرح اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں۔ اور تجھے لوگوں میں ہم اپنی ایک نشانی بناتے ہیں اور دیکھ ہڈیاں کہ ہم کس طرح ان کو پہلے ابھارتے ہیں اور پھر ان پر گوشت پہناتے ہیں؟ جب یہ حال حضرت عزیر علیہ السلام پر واضح ہوگیا تو بولے کہ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ پس اگر ہم سورۂ بقرہ کی اس آیت کے سیاق وسباق پر نظر ڈالیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کو ملاحظہ کریں جو کہا کہ **ربی الذی یحی ویمیت** کہ میرا رب وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور کہا کہ ارنی **کیف تحی الموتیٰ** یعنی اے رب دکھا مجھ کو تو کیسے مُردوں کو زندہ کرے گا۔ اور حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزیر علیہ السلام کے اس تعجب بھرے قول پر غور کریں جو ویران اور گرے پڑے شہر کو دیکھ کر کہا کہ **انی یحیٰ ھذہ اللہ بعد موتھا** تو صاف صاف منکشف ہو جاتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کی موت وحیات سے کلام ربانی کا منشاء حقیقی موت وحیات ہی ہے نہ مجازی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک لحہ کے لئے بھی روح انسانی کا بعد مفارقت اور دخول جنت پہلے بدن کی طرف عود کرنا اور تعلق پکڑنا بمذہب قادیانی صاحب حق تعالیٰ کے اس حلف کے لئے حانث ہو جائے گا جس کو قادیانی صاحب استدلال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ **حرام علیٰ قریۃ اھلکناھا انھم لایرجعون** (ازالہ صفحہ ۲۶۵)

عہد شد از کردگار بیچون غور کن در انھم لایرجعون

اور ہم یہ بھی بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قادیانی صاحب کا یہ بھی خدا اور خدا کے رسول پر افترا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک کرشمۂ قدرت نے ایک لمحے بھر کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکھلا دیا۔ کیونکہ ایک لحہ ایک بہت قلیل زمانہ ہے جو ایک چشم زدن میں تمام ہو جاتا ہے اور بعد از حیات وہ تکلم جو رب العزت اور عزیر علیہ السلام کے درمیان ہوا ایک لحہ میں تمام ہو جانا بالکل محالات عادی سے ہے اور **اٰیۃ للناس** ہونے کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتا۔

معہذا اگر قادیانی صاحب سے اس قول کی علت استفسار کی جائے جو یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کے حق میں کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے جس کو حق تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں حکایۃً ارشاد فرمایا کہ **قالت الیھود عزیر ابن اللہ** تو اس وقت قادیانی صاحب کو صفحات کتب سماویہ وغیر سماویہ کے دیکھنے سے بجز اس کے اور کوئی جواب دینا ممکن نہ ہوگا کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ اس لئے کہا کہ بخت نصر کے ہاتھوں بیت المقدس ویران ہونے کے سو (۱۰۰) برس بعد تک کوئی ان میں باقی نہ رہا تھا جس کو توریت حفظ ہو **وانما قالوا ذٰلک لانہ لم یبق فیھم بعد وقعۃ بخت نصر من یحفظ التورٰۃ وھو**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لما احیاہ اللّٰہ بعد مائۃ عام املی علیھم التورٰۃ حفظا فتعجبوا من ذلک وقالوا ماھذا الا لانہ ابن اللّٰہ و الدلیل علی ان ھذا القول کان فیھم ان الایۃ قرات علیھم فلم یکذبوا مع تھالکھم علی التکذیب (بیضاوی،سورۂ توبہ) وروی انہ اتی قومہ علی حمارہ وقال انا عزیر فکذبوہ فقرأ التورٰۃ من الحفظ ولم یحفظھا احد قبلہ فعرفوہ بذلک وقالوا ابن اللّٰہ وقیل لما رجع الی منزلہ کان شابا واولادہ شیوخاً فاذا حدثھم بحدیث قالوا حدیث مائۃ سنۃ (بیضاوی،بقرہ) اور جب حق تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو سو (۱۰۰) برس کے بعد زندہ کر کے ان کی طرف بھیجا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے ان کو اپنے حفظ سے توریت لکھادی تو وہ متعجب ہوکر بولے کہ اس سے ایسا ہونا بجز اس کے نہیں کہ یہ ابن اللہ ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ عزیر جب اپنے گھر واپس گئے تو اس وقت جوان تھے اور ان کی اولاد پیر فرتوت ہوگئی تھی اور جب انہوں نے ان سے کوئی واقعہ بیان کیا تو کہنے لگے کہ یہ سو برس کا واقعہ ہے۔قاضی بیضاوی لکھتے ہیں کہ یہود کے مابین اس قول کے ہونے پر یہی دلیل ہے کہ یہ آیت ان پر پڑھی گئی اور انہوں نے اس کو نہ جھٹلایا باوجود یکہ وہ جھوٹ کی نسبت جان دے دیتے تھے۔

پس اس جواب سے جس طرح ظاہر ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام زندہ ہونے کے بعد مدت تک اپنی قوم میں رہے نہ کہ وہ ایک لحہ کے لئے زندہ ہوئے یا کہ مطلق زندہ ہی نہ ہوئے۔جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔

الوف کا بدعائے حزقیل نبی زندہ ہوجانا

اسی طرح ان الوف کا بدعاء حضرت حزقیل زندہ ہونا جو موت سے ڈر کے مارے داوَرْدَان سے نکل بھاگے اور آٹھ دن تک مرے رہے ان کی نسبت قرآن کریم نہایت صریح الفاظ میں ارشاد فرمارہا ہے۔﴿الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم﴾ بعد ثمانیة ایام او اکثر بدعاء نبیهم حزقیل فعاشوا دهرا علیهم اثر الموت لا یلبسون ثوبا الاعاد کالکفن واستمرت فی اسباطهم (جلالین) کہ اے محمد (ﷺ)! کیا تجھے معلوم نہیں۔ ہیں وہ ہزاروں لوگ جو اپنے گھروں سے موت کے ڈر کے مارے نکلے اور کہا اللہ نے ان کو مرجاؤ۔ پھر ان کو اللہ نے زندہ کیا۔ شیخ جلال الدین اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ الوف زندہ ہونے کے بعد ایک زمانہ دراز تک زندہ رہے۔ لیکن ان پر موت کا اثر باقی رہا جو کپڑا کہ وہ پہنا کرتے، کفن کی طرح ہو جاتا اور یہ حالت ان کے تمام قبائل میں باقی رہی۔ پس یہ آیت بدلالت سیاق دلالت کرتی ہے کہ ان کی موت سے حقیقی موت اور ان کی دوبارہ حیات سے حقیقی حیات مقصود ہے۔ کیونکہ وہ اسی حقیقی موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل گئے تھے جبکہ بقولے ان میں طاعون کی بیماری آ گئی اور بقولے جبکہ ان کے بادشاہ نے ان کو جہاد کے لئے دعوت دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زُرَیْت بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن ابی وقاص سے باتیں کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب سلام کہنا اور وصی عیسیٰ کا تا نزول عیسیٰ زندہ رہنا یہ سب ازالۃ الخفا میں مذکور ہے جیسے کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔

خود بقول قادیانی الیسع کی لاش سے ایک مردہ زندہ ہو گیا

اور طرفہ تر یہ ہے کہ خود قادیانی صاحب ازالہ کے صفحہ ۳۰۹ میں لکھ آئے ہیں کہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ اور خود ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کئی ایک مُردوں کو زندہ کیا اور ان سے تکلم فرمایا اور انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کی نبوت کی شہادت دی۔ چنانچہ بخاری میں بروایت قتادہ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ وزاد البخاری قال قتادة احیاھم اللّٰہ حتی اسمعھم قولہ توبیخا وتصغیرا لقمة وحسرة وندما (مشکوٰۃ ختم الاسرار) وہ چوبیس سردار قریش کے جو بدر کے کنوؤں میں پھینک دیئے گئے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے بدعوت نبی ﷺ زندہ کر دیا اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ان کو توبیخاً وحسرۃً سنا دیا اور نظم الدرر وغیرہ میں ہے کہ ومن اعلامہ ماروی الحسن قال النبی ﷺ یافلانة احیی باذن اللّٰہ فخرجت الصبیة وھی تقول لبیک وسعدیک فقال لھا ان ابویک قداساء فان احببت ان اردک علیھما فقالت لا حاجة لی فیھما وجدت اللّٰہ خیرا لی منھما. وھذا نظیر ما فعلہ عیسٰی علیہ السلام من احیاء الموتٰی (الجواب الفسیح لعلامۃ ابی البرکات خیر الدین آفندی) آنحضرت ﷺ نے ایک مشرک کی دختر فلانہ کو جو ایک وادی میں گرادی گئی تھی آنحضرت ﷺ نے آواز دی کہ اے فلانہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو جا! اور وہ لڑکی وادی سے نکل آئی اور لبیک اور سعدیک کہا آنحضرت ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے تیرے ماں باپ کی طرف لوٹا لے جاؤں؟ اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی حاجت نہیں۔

نبی ﷺ کے والدین کا دوبارہ زندہ ہونا

اور متاخرین کے نزدیک بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین بدعوت آنحضرت ﷺ زندہ کئے گئے اور آنحضرت ﷺ کے دین کو قبول کیا۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو بوجہ اتم لکھا اور مواہب اللدنیہ اور نظم الدرر میں اس کی تشریح کر دی گئی۔ چنانچہ علامہ شامی نے بھی فتاوٰی شامی کی جلد دوم باب المرتدین علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ الشام سے اس کی تصحیح کی ہے اور یہ کوئی محال نہیں ہے

بعض اولیاء اللہ کو تکوین کی قدرت ہوتی ہے

چنانچہ درالمعارف میں شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر رؤفی جناب قطب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الا قطاب حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے نقل کرتے ہیں کہ "حضرت غوث الثقلین برائے زیارت خانہ کعبہ رفتہ بودند بے زاد و راحلہ ناگاہ شخصے دیگر درراہ ملاقی شد۔ پرسیدند کجا میروی؟ آن شخص گفت من بہ نیت حج میروم۔ ارادہ کردہ ام کہ تنہا بے زاد و راحلہ بروم۔ حضرت فرمودند من ہمچنین کردہ ام۔ غرض آن شخص ہمراہ حضرت بمقامے رسید۔ ناگاہ عورتے بر ہوا پرواز نمودہ نزد ایشان آمد و گفت من از حبش نور شما مشاہدہ نمودہ ام۔ امروز دعوت شما بر ماست۔ ایشان قبول کردند۔ چون وقت طعام آمد دیدند کہ یک خوان طعام از آسمان بر زمین فرود آمد۔ در وشش نان و سہ ظروف ادام و سہ کوزۂ آب۔ پس آن زن سہ حصہ ساخت یکحصہ خود گرفت و دو حصہ ایشان را داد و گفت الحمد للہ حق تعالی پرداخت مہمانان ما ساخت۔ پس آن عورت بر ہوا پرواز نمود و حضرت مع آن شخص دیگر درخانہ کعبہ رسیدند۔ بعد از ان از قضائے الٰہی آں شخص دیگر درانجا فوت شد۔ باز دیدند کہ ہمون عورت حبشی بر ہوا مے آید۔ حتی کہ بر خانہ کعبہ فرود آمدہ نزد حضرت حاضر شد و گفت کہ اے محی الموتی زندہ کن این شخص را پس از حکم الٰہی جل شانہٗ آن شخص زندہ گشت و برخاست"۔

بلکہ فتوح الغیب میں حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ **ثم یرد الیہ التکوین فیکوّن مایحتاج الیہ باذن اللّٰہ تعالٰی** (فتوح الغیب) کہ بعد حصول فناء اتم جو کہ غایت احوال ابدال واقطاب ہے کبھی عارف کو تکوین کی قدرت بھی دے دی جاتی ہے اور اللہ کے اذن سے جو چاہے اس کو موجود کر لیتا ہے۔ اور بہجۃ الاسرار میں ہے جس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسرار الاسرار میں نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ نے اپنی زبان درفشان سے فرمایا کہ **انا حجۃ اللّٰہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللّٰہ ووارثہ فی الارض یقال لی یاعبدالقادر تکلم یسمع منک لقال لی یاعبد القادر یخفی علیک تکلم امنتک من الرد و اللّٰہ مافعلت شیئاً حتی**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امورت بہ (بہجۃ الاسرار) میں نائب رسول اللہ اور اس کا وارث ہوں۔ مجھے الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تو کچھ مانگ میں اس کو قبول کرلوں گا اور پھر الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر مجھے اپنی ذات کی قسم تو طلب کریں تجھے رد کرنے سے امن دوں گا۔ اللہ کی قسم میں نے کوئی کام نہ کیا جب تک کہ مجھے اس کا امر نہ ہولیا۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار میں حضرت کے ہاتھوں کئی ایک جانوروں کا زندہ ہونا بھی بیان کیا گیا۔ اور اس پیرزن کا قصہ تو ہر چھوٹے بڑے کی زبان زد ہے کہ حضرت کی دعا کی برکت سے بارہ برس کے بعد اس کا بیٹا مع بارات دریا میں ڈوبا ہوا زندہ نکل آیا۔ جس کو حضرت شیخ محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کے آخری خلیفہ تھے اور مقام علمی اور عملی میں علاوہ قطب الوقت ہونے کے بے نظیر تھے انہوں نے اس واقعہ کو ایک نہایت شیریں اور پر درد نظم میں لکھا جس کو ہم تبرکاً درج کرتے ہیں تاکہ اولی الابصار کے لئے موجب اعتبار ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گویم نخستین حمد حق آن خالق ارض وسما قیوم وقادر مقتدر اہل طلب را رہنما
زان پس درود مصطفیٰ گویم بصد صدق وصفا فخر الرسل خیر الوریٰ ہادی السبل نور الہدیٰ
برآل وبراصحاب او برجملۂ احباب او برداغلان باب اوگویم زجان ودل ثنا
مدح جناب محی دین آن غوث اعظم بالیقین محبوب رب العالمین تن راتوان جان راجلا
داوش خدا قرب آنچنان کس نیست یارائے بیان پائے شریفش رامکان برگردن کل اولیاء
باشد کرامت ہائے اوچون معجزات مصطفیٰ خارج زحد بیرون زعد حدش نداند جز خدا
مشتے ازان خردار ہا یک دانہ زان انبارہا سرے ازان اسرارہا ظاہر بسازم برملا
روزے بطور خوشدلی آن پیشوائے ہر ولی بہر تفرج شد خلی در طرف صحرائے فضا
ناگہہ گذشتہ سیر او بر ساحل بحر نکو یک پیرہ زن شد روبرو نالان وگریان ہائے ہا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

قدش کمان زد ازعصا تیرش زآہ جان گزا   اشکش روان چوسیلہا لرزان ولغزان دست وپا

پرسید پیرش ازکرم از باعث آن درد وغم   اوخواند حرفے پرالم ازدفتر آن ماجرا

گفتا کہ ازباغ جہان یک داشتم سرو روان   یعنی کہ فرزند جوان بودست در پیری عصا

تابندہ رو فرخندہ خو خوشبو سیہ چون نافہ مو   یک جلوۂ دیدار اوصد درد ہندان را دوا

جودو جمالش آیتے حسن وخصالش غایتے   مشتاق اوذوراتیے محتاج اواہل لوا

ازخون دل دادم لبن جاداوَمش برجان وتن   فارغ نہ زو یک دم زدن درخدمتش صبح ومسا

دندانش چون شد دانہ خاکردم زشیر اور ا جدا   ہر چیز کم دادہ خدا مصروف کردم درغذا

چون دیدہ کردم پرورش نادیدہ بادام خورش   مندیل زرین برسرش نعلین سیمین زیرپا

پوشاک آن پاکیزہ تن مشروع ململ کلبدن   زربفت چین خز ختن دیبا باعلام طلا

بودم برویش شادمان داخل بہ سلک بیغمان   یادم نہ در روز وشبان جز شغل آن راحت فزا

چون شد بقوت بال او حیران جہان برحال او   شیر ژیان پامال او ہمدست شد بااژدہا

گفتم بہ دل ازبند او بینم رخ فرزند او   وادم ازان پیوند او باخاندان ذوالعلا

رسم شگون شد ساختہ اسباب شد پرداختہ   قصر سرور افراختہ کردم برآتش راہنا

گشتہ برات اوروان باکر وفر خسروان   آلات شادی درمیان دف ودہل قرنا ونا

دادم لبے ہمراہ رایکسر گداوشاہ را   چون قطع کردم راہ را آسودم ازرنج وعنا

آن طرف ثانی یکطرف دریا کشادند از صدف   دادند سیم وزر بکف کردند مہمان راعطا

کردند حاضر اطعمہ شیرین وشورینی ہمہ   شامی کباب وقورمہ حلوائے چین رومی پلا

شیرین برنج انبارہا حلواونان خروارہا   بادام وشکر بارہا خمہاز آچار واہار

دادہ جہاز آن ذوالقدر زیور فزون آندزر   صدطاقۂ مشک تتر صدنیفۂ ثوب حنا

اسپان مرصع زین وقش استر شترہا بارکش   دایان غلام ماہ وش دیگر نفائس بے بہا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چون مہ بزہرہ شد قرین در ساعت نیکو ترین — گشتیم زانجا رہگزین باصد ہوس باصدرجا
درکشتی این بحر خون آمد برات از بخت دون — کشتی چوگردون شد نگون شد غرق طوفانِ فنا
نوشہ عروس وہمرہان درطرفۃ العین ناگہان — گشتند درور یانہان گویا نبودہ گہہ بقا
یک من بماندم زان ہمہ میشے نشانی ازرمہ — ور دز بانم ہردمہ ہیہات وواویلا ووا
زین زندگی درد وزخم ازبار غم شد پشت خم — ہردم شود افزون نہ کم سوز وگداز جان گزا
شد سالہا اثنا عشر کافتادہ درخرمن شرر — روزوشبم درشوروشریک دم نیم از غم جدا
آن شہ کہ حکمش بودکن درگوش چون کرداین سخن — از قصۂ زالِ کہن زد جوش دریائے عطا
گفتہ کہ اے غمخوارہ دردشت غم آوارہ — سازم برایت چارہ خواہم زحق بہرت دعا
تازندہ گرد دپور تو ظاہر شود مستور تو — آسان شود معسود تو از قدرتِ ربّ السماء
پس پیر پیران صفا درسجدہ شد پیش خدا — باعجز وزاری وبکاشد ہمتش مشکلکشا
یارب مرآن اموات رادرجوف حوت اقوات را — ہرجزوجزواشتات راازفضل خودزندہ نما
سر بُد بسجدہ ہمچنان کز جائے غرق آمد فغان — کشتی پراز مردان زنان پیداشدہ بررو ئے ما
شد اہل کشتی راگذر سالم بہ ساحل بیخطر — درغرق مردان بے خطر باآن جلوباآن جلا
نوشہ بآن تاج وکمردردست اوتیغ وسپر — بانوشتہ حجلہ در پیشش پرستاران بپا
قوال ومطرب بذلہ گو نقال در نقلِ نکو — خمار مے ریز از سبو یاران بد ندور ہو وہا
مادر پسر شد مجتمع غمہا زدل شد منقطع — این قصہ راشد مستمع ہرکس زذکران ونساء
ظاہر چوشد این طرفہ سر بسیار منکر شد مقر — گشتند کافر منکسر شد مومنان را اعتلاء
چون این کرامت شدمبین شد خلق را راسخ یقین — برد عہد ربّ العالمین بر حشر ونشر وبرجزا
اے محی دین عالیقدر وے قبلہ جن وبشر — سوئے غلام خود نگر ازراہ الطاف وعطا
غرقم بدریائے بدی حرقم بہ نیر ان خودی — یاملتجائے خذیدی اخرج من امواج الہواء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیطان نمودہ اشتلم ازراہ نیکی کردہ گم — ازغفلتم نوشاند خم کردست سرمست خطاء
نفس است اندر سرکشی دربخل وحرص زرکشی — دارد بغیر حق خوشی دائم بدام ماسواء
اے صاحب ارشاد من درگوش کن فریاد من — میخواہ ازیشان دادمن دردِ مرا درمان نما
بستم قصوری درلقب سازم حضوری باادب — ازفیض شاہان کے عجب بخشش بمسکین وگدا

یونس نبی کا کتنے دنوں تک مچھلی کے شکم میں قعر دریا میں زندہ رہنا

اور یہ کوئی محال نہیں جبکہ خود قرآن سے ثابت ہے۔ کہ **وان یونس لمن المرسلینo اذ ابق الی الفلک المشحونo فساھم فکان من المدحضینo فالتقمہ الحوت وھو ملیمo فلولا انہ کان من المسبّحینo للبث فی بطنہ الی یوم یبعثونo (حیا) فنبذناہ بالعراء وھو سقیمo** (بیضاوی، صافات) حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے شکم میں دریا کی تہ میں کئی دن تک زندہ رہے اور زندہ نکلے۔ اور اگر وہ بطن حوت میں خدا کی یاد نہ کرتے رہتے تو وہ قیامت تک اسی کے بطن میں زندہ رہتے۔ اور جیسا کہ خود قادیانی صاحب بھی ازالہ کے صفحہ ۹۴۳ میں قائل ہیں کہ یہ بھی بالکل ممکن اور جائز ہے کہ خدا تعالٰی کسی حیوان یا انسان یا پرند کو ایسی حالت میں بھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ حقیقی موت سے بچائے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد اور وعدہ کے برخلاف کوئی بات نہیں کرتا اور سب کچھ کرتا ہے۔ پس ہم قادیانی صاحب کے ہمصفیر ہو کر اور حق تعالٰی کی قدرت کاملہ کو نہایت ہی وسیع اعتقاد کر کے اس کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں جس میں اس نے اپنی ایک صفت قدیمہ کا اظہار کیا کہ اگر یونس علیہ السلام خدا کی یاد کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو قیامت تک بطن حوت میں رہتا۔ پس جبکہ اس قادر مطلق کی یہ شان ہے جس کا اس نے اپنے یونس نبی کی نسبت اظہار کیا تو معلوم نہیں کہ حضرت روح اللہ کو زندہ آسمانوں پر اٹھانے اور ان کو مسیح دجّال کے وقت تک زندہ رکھنے میں قادیانی صاحب کیوں قادر مطلق کے حق میں بدگمانی کرنے لگے ہیں اور اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی قدرت کاملہ کو اپنی ایک اختراعی اور ناقص قانون قدرت کے تحت میں لا کر ناقص اور محدود بناتے ہیں۔ جبکہ ہمارے سامنے بہت سی منصوص نظائر موجود ہیں جیسے اصحاب کہف کا تین سونو برس تک بغیر اکل اور شرب کے زندہ سوتے رہنا بلکہ بصراحت سنت صحیحہ ظہور مہدی موعود تک زندہ رہنا اور اسی طرح زریت بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن وقاص سے باتیں کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجنا اور حضرت عمر کا جواب سلام کہنا اور اس کا عیسیٰ روح اللہ کے دوبارہ دنیا میں آنے اور آسمانوں سے اترنے تک زندہ رہنا اور سند جید کے ساتھ خضر کا زندہ ثابت ہونا جیسے کہ فتح الباری اور زرقانی میں ہے۔

قادیانی صاحب کا ایک راز کہ کیوں انہوں نے عیسیٰ نبی اللہ کے مارنے میں کوشش کی؟

ہاں قادیانی صاحب کی اس بدگمانی اور اس بے جا کوشش کا راز کہ کیوں انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کے مارنے میں اس قدر کوشش کی ان کی اپنی ایک تحریر سے ملتا ہے جس کو وہ ایک راز کی بات بتاتے ہیں۔ چنانچہ وہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۵۰ میں لکھتے ہیں کہ "اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کی جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"۔

پس قادیانی صاحب نے اپنے لئے اس الہام میں دو دعوے قائم کئے۔ ایک یہ کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت ہو چکا ہے۔ دوم یہ کہ عیسیٰ موعود خود قادیانی ہے۔ اور ان ہر دو دعاوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے اثبات میں انہوں نے کئی ایک طریق سے تائید چاہی۔لیکن کسی طریق نے بھی سچائی کے ساتھ ان کا ساتھ نہ دیا۔

لقد طفت فی تلک المعاهد کلها　　وسرت طرفی بین تلک المعالم

فلم ار الا واضعاً کف حائیر　　علی ذقن او قارعا سن نادم

پس ہم حسب ذیل ہر ایک دعوے اور طریق تائید کو بیان کرکے اس کا کافی جواب دیتے ہیں تاکہ قادیانی صاحب کے اس مسیحی فتنہ سے امت محمدیہ کو نجات ملے۔

....

قادیانی صاحب کا دعویٰ اوّل

(عیسیٰ نبی اللہ فوت ہو چکا ہے)

طریق اوّل۔(کسی بشر کا آسمان پر جانا محال ہے اور معراج جسمانی سے انکار)

قادیانی صاحب کا انکار معراج جسمانی اور آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کی طرف کثافت کی نسبت

پس اہل اسلام کے اس اعتقاد مستلزم نزول روح اللہ کی نفی کیلئے کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام وغیرہ میں صراحت کردی کہ کسی بشر کا اس جسم کے ساتھ آسمانوں پر اٹھایا جانا خلاف قانون قدرت اور خلاف سنت اللہ ہے۔اور آیت **او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتّی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولاo** کو انہوں نے اپنا دستاویز بنایا اور اسی کے اقتضاء سے انہوں نے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۴۷ میں ہمارے نبی ﷺ کے معراج مع الجسم کا بھی انکار کردیا اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

صاف لکھ دیا کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھی بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف (یعنی قادیانی صاحب) خود صاحب تجربہ ہے۔ انتہی

خدا کو کسی خاص بندہ کا آسمان پر اٹھایا جانا کوئی محال نہیں

ہم قبل اس کے بتحقیق شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ثابت کر چکے ہیں کہ اجسام کا آسمان پر جانا محال نہیں جیسے کہ ان کا آسمان سے آنا محال نہیں اور ملائکہ کا کسی بشر کو آسمان پر اٹھا لے جانا سنت اللہ کے مصادم نہیں۔ بلکہ سنت اللہ اور قانون قدرت اللہ اس قدر وسیع اور وراء الوراء ہے کہ کسی مخلوق کی عقل اس کے احاطہ پر قادر نہیں۔ چنانچہ اس کا اقرار خود سرسید نیچری اپنی تفسیر میں کر چکے ہیں اور یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ کئی ایک صحابہ کا جسم عنصری مرنے کے بعد بھی آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ پس وہ جسم جو بغلبۂ روحانیت روح اللہ ہوگیا اور بالکل روح کے رنگ سے منصبغ ہوگیا اس کے آسمانوں پر جانے اور آنے پر کیا استبعاد ہونے لگا؟ حالانکہ وہ فرقانی آیت مبارک جس کو قادیانی صاحب اپنی دستاویز بناتے ہیں وہ خود ان کا ساتھ دینے سے انکار کر رہی ہے اور خود اسی سے ثابت ہے کہ کسی فرد بشر مبشر کا آسمان پر جانا محال نہیں۔ حتیٰ کہ اس وقت کے موجودہ کفار کو بھی اس سے انکار نہ تھا جنہوں نے بطور تعریض آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ہم تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو زمین پھاڑ کر (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح) ہمارے لئے پانی کا چشمہ نہ نکالے۔ یا تیرے لئے (ابراہیم کی طرح جس پر کہ آتش نمرود باغ ہوگئی) ایک باغ ہو کھجور اور انگور کا جس کے بیچ تو زور سے بہتی ہوئی نہریں نکالے یا تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے اپنے زعم کے موافق گرائے (جیسے کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور اٹھایا گیا تھا) یا تو خدا اور اس کے فرشتوں کو اپنے ساتھ ہمارے سامنے لائے (جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی یہی کہا گیا) یا تیرے لئے کوئی سنہری گھر ہو (جیسے ادریس علیہ السلام کے لئے بہشت میں ہوا) یا تو آسمان پر چڑھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائے (جیسے حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے) اور ہم تو تیرے آسمان پر چڑھنے پر ہرگز یقین اور ایمان نہ لائیں گے۔ یہاں تک کہ تو (الواح موسیٰ کی طرح) آسمانوں سے کوئی ایسی کتاب اتار لائے جس کو ہم پڑھ سکیں۔ اس پر خدا نے اپنے نبی کو کفار کے ان سوالات کے جواب میں یہ کہنے کا حکم دیا کہ **لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً o اوتکون لک جنّۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا o اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا اوتاتی باللّٰہ والملائکۃ قبیلاo اویکون لک بیت من زخرف او ترقٰی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولاo** کہہ دے اے محمد (ﷺ)! ان کو کہ پاک ہے میرا پروردگار ہر عجز سے اور میں بذات خود نہیں ہوں بجز اس کے کہ اس کا بندہ پیغمبر ہوں۔ فتح البیان میں اس آیت مبارک کے کلمہ "لرقیک" کے تحت میں یوں تفسیر کی گئی ہے کہ **واللام للتعلیل ای لاجل رقیک** یعنی کفار کا یہ کہنا اس طرح پر تھا کہ ہم تیرے اوپر اسی وقت ایمان لائیں گے جبکہ تو آسمان میں چڑھ جائے اور چونکہ تو چڑھ جائے گا لہٰذا تیرے چڑھنے پر ہمارا ایمان لانا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ تو آسمان سے کوئی ایسی کتاب بھی الواح موسیٰ کی طرح اتار لائے جس کو ہم خود پڑھ لیں۔ لیکن اس کے جواب آنحضرت ﷺ کو یہی کہنے کا امر تعبدی ہوا کہ کہہ دے ان کو میرا اللہ ہر عجز اور نقص سے منزہ ہے کیونکہ سبحان کا اطلاق ہر جگہ اسی معنی میں ہوا جیسے **سبحان ربی الاعلی** یا جیسے **سبحان ربی العظیم**۔ اور اسی طرح ایک امر مستبعد کے ایقاع اور اس پر قدرت ہونے کے مقام میں اطلاق ہوا۔ جیسے **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی** کیونکہ ایک رات میں سینکڑوں کوسوں کی سیر بالکل مستبعد اور محال عادی ہے۔ لیکن اس مستبعد امر کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

خدائے تعالیٰ نے بالکل ایقاع فرما دیا اور اس امر سے عاجز نہ ہونے پر دلالت کرنے والا کلمہ سبحان اوّل میں لایا گیا جو کہ ایک امر عظیم الشان کے وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ پس اگر یہ سیر کوئی کشفی سیر تھی یا کہ کوئی خواب تھا جو آنحضرت ﷺ کو واقع ہوا تو یہ کوئی ایسا امر مستبعد اور محال نہیں تھا جس میں کہ خود قادیانی صاحب بھی شرکت کا دم مار رہے ہیں کہ کفار کے لئے موجب فتنہ ہوتا یا اس پر کلمہ سبحان کا اطلاق کیا جاتا۔ اور آنحضرت ﷺ کو اپنی نسبت خدا کا پیغمبر اور بندہ ہونے کے اقرار کا حکم ہونے سے بقول قادیانی اور ان کے مقلد محمد احسن امروہی یہ معنی نہیں نکلتے کہ کسی بشر رسول کو یہ نشان نہیں دیا گیا اور آنحضرت ﷺ نے اپنا عجز ظاہر کیا اور فرمایا کہ یہ سوال محض بے جا ہے۔ حالانکہ خود انہیں کفار کے سوال سے آیت مذکور بتلا رہی ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا آسمان پر چڑھ جانا کوئی امر مستبعد نہ تھا کیونکہ ان کو قبل از محمد ﷺ گذشتہ انبیاء میں سے علی الخصوص حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا معہود تھا اسی لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ کی صداقت دعویٰ اور اپنے ایمان لانے کی ایک دوسری معہود شرط لگادی کہ ہم تیرے پر اسی وقت ایمان لائیں گے جبکہ تو آسمان پر چڑھنے کے باوجود پھر کتاب بھی اتار لائے جیسے کہ ان کے پہلے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الواح آسمانوں سے اترتی رہیں۔ معہذا آنحضرت ﷺ کے ہاتھ سے ان تمام آیات اور معجزات اقتراحی کے ممکن الصدور ہونے پر خود خدا کا کلام گواہ ہے جو قبل ازیں اسی سورۂ بنی اسرائیل میں واقع ہوا **مامنعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بھا الاوّلون** (سورۂ بنی اسرائیل) **وعن ام عطا عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لقد اعطانی ماسألتم ولو شئت لکان ولکنہ خیّرنی بین ان تدخلوا باب الرحمۃ فیومن من یسلم وبین ان یکلکم الی ما اخترتم ۱ھ** (ابن کثیر) کہ ہم کو ایسی آیات کے ساتھ اپنے نبی (محمد ﷺ) کو بھیجنے سے کسی نے نہیں روکا۔ بجز اس کے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلے انبیاء جوایسی آیات اور معجزات کے ساتھ آئے ان کی تکذیب کی گئی۔ پس یہ آیت مبارک بھی صریح اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کوایسے معجزات دیئے گئے اور اس کے پیغمبر بندے آسمانوں پر گئے اور خداتعالیٰ ایسے امور پر قدرت رکھتا ہے اور وہ ہر عجز سے پاک ہے۔ اور نبی ﷺ مخیر کئے گئے جیسے کہ ام عطا کی حدیث سے ظاہر ہے چہ جائیکہ نبی الانبیاء محمد مصطفی ﷺ خدا کی قدرت کو ناقص ٹھہراتے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔

فقل للعیون الرمد ایاک ان تری ۔۔۔ سنا الشمس استغشی ظلام اللیالیا

آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک کثائف سے پاک تھا اور کثیف کہنے والا واجب القتل ہے

مگر اس کوردل قادیانی کی احول چشمی قابل غور ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کو کثیف کہا اور کثافت کی نسبت کی جن کو حق تعالیٰ نے تمام کثائف اور اوناس اور الواث بشریہ سے پاک اور صاف بنادیا اور یہ طرفہ سر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ کبھی زمین پر نہ دکھائی دیا اور نہ آنحضرت ﷺ کا فضلہ بطن زمین نے اپنے منہ پر دیکھنے دیا۔ اور بول نبی عنبر کی طرح اس شخص کے حق میں موجب تعطر اور تنور ہو گیا جس نے اندھیری رات میں پانی کے خیال سے نوش جان کیا۔ تحفۂ رسولیہ میں قاضی عیاض کی شفا سے منقول ہے۔

سایہ نبودش بزمین اے فلان ۔۔۔ سایہ ندید است کس از روح وجان
عرق تنش طیب تراز مشک چین ۔۔۔ فضلہ دگر ہا بنہفتی حکم بین
غائط وخون بول نبی طاہر است ۔۔۔ گفت چنین آنکہ بدین ماہر است
درشب تاریک یک آزادہ مرد ۔۔۔ بول نبی (ﷺ) باشبہہ آشام کرد
شام دلش صبح شدو پاک شد ۔۔۔ جملہ تنش صاف وعطرناک شد
آنکہ چنین فضلہ اونادر است ۔۔۔ ذات مبارک چہ بود برتر است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

معہذا شفائے قاضی عیاض میں ہے۔ من سب النبی ﷺ او الحق به نقصاً فی نفسه ای ذاته وصفاته اویاتی بسفه من القول فی عبارة اوبقبیح من الکلام ولو باشارة ومافیه من قلّة الادب فی جهته علیه الصلوٰة والسلام و ان ظهر انه لم یعمد ذمه فی مقاله لکن صدرعنه اما بجهالة نبعوت جماله او قلّة مراقبة فی شانه وضبط للسانه وعجرفة وقلّة مبالاة فی بیانه فحکمه القتل دون تلعثم اذلا یعذر احد فی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان اذعقله فی فطرته (شرح شفا) کہ جوکوئی نبی ﷺ کے حق میں کسی قسم کی بے ادبی کرے خواہ طرز بیان میں خواہ عبارت میں یا اشارت میں جس سے آنحضرت ﷺ کی طرف کوئی نقص عاید ہوتا ہے خواہ جہالت یا عمد سے اس نے ایسا کیا ہو یا طرز بیان میں بے پرواہی اور جرأت کی ہو ان سب میں اس کو شاتم النبی کہا جائے گا جس کی سزا قتل ہے۔ کیونکہ کفر کے ارتکاب میں عذر جہالت اور عذر لغزش زبان وغیرہ قبول نہیں جبکہ اس کی عقل باعتبار فطرت کے درست ہے اور وہ مجنون نہیں۔ اور مالا بدمنہ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ ''ملعونے کہ در جناب پاک سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام دشنام دہد یا اہانت کند در دوحے از اوصاف او یا درصورت مبارک اوخواہ آنکس مسلمان بود خواہ ذمی یا حربی اگرچہ ازراہ ہزل کردہ باشد واجب القتل کافراست توبہ اومقبول نیست۔ اجماع امت برآں است کہ بے ادبی بہر کس از انبیاء کفر است۔ خواہ فاعل اوحلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ'' انتہی

پس بقول حضرت نظامی ۔

تن او کہ صافی تر از جان ماست   بیک لحظہ گرد آمد وشد بجاست

ہم کو بطریق عقل تو ایک جسم نبوی کا آسمان پر آنے جانے میں کوئی محال نظر نہیں آتا۔ لیکن ہم کو بحث اس میں ہے جو سرسید نیچری اور قادیانی صاحب نے ہمارے نبی ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی معراج جسمانی کے متعلق بزعم خود مختلف الالفاظ احادیث کے مروی ہونے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کے تعارض نے ان کے اعتبار کو کھو دیا۔ (دیکھو خطبات احمدیہ صفحہ ۶۱۴ ، اور ازالۃ الاوہام قادیانی صفحہ ۹۴۳)

مگر عجب تر یہ ہے کہ قادیانی صاحب اس باب میں سر سیّد سے بھی چار قدم آگے ہو گئے۔ کیونکہ سر سیّد تو اس مبحث کے اخیر میں قائل ہو گئے کہ اگر چہ بتقدیر صحت جملہ روایات ان میں جمع ہونا متعذر ہے لیکن تعدد معراج کے قول پر کوئی تعذر نہیں۔ اسی طرح اگر بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیجائے جیسے کہ لمعات میں ہے۔ **وعلى تقدير صحة الروايات يتعذر الجمع الا ان يقال بتعدد المعراج او يرجح بعض الروايات على بعض والارجح هو رواية الجماعة كذا قال الشيخ** (لمعات)

معراج جسمانی کے محال ہونے پر قادیانی صاحب کے اعتراضات

لیکن برخلاف اس کے قادیانی صاحب نے تعدّد معراج کے قول کو بھی باطل بنا دیا جس کو لمعات میں ارجح اور وہی مذہب جماعۃ المسلمین ہونا کہا گیا ہے۔ پس انہوں نے ازالۃ الاوہام کے اخیر میں تعدد معراج کے ابطال پر یہ تین دلائل پیش کئے ہیں۔

اعتراض اول: انہیں احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء کے لئے خاص خاص مقامات آسمانوں میں مقرر ہو گئے ہیں جن سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ ساتویں آسمان سے آگے جانے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب مجھے یہ گمان نہ تھا کہ مجھ سے بھی زیادہ کسی کا رفع ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں تھا کہ کبھی پانچویں آسمان پر آجاتے اور کبھی چھٹے پر اور کبھی ساتویں پر تو یہ گریہ و بکا کیا تھا۔ جیسے کہ پانچویں سے یا چھٹے سے ساتویں پر چلے گئے ایسا ہی آگے بھی جا سکتے تھے۔

اعتراض دوم: (بقول ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ) ماسوا اس کے پانچ معراجوں کے ماننے سے یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ پانچ ہی دفعہ اوّل نمازیں پچاس مقرر کی گئیں اور پھر پانچ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منظور کی گئیں جس سے قرآن کریم اور خدا تعالیٰ کے احکام میں محض بے جا اور لغوطور پر منسوخیت ماننی پڑتی ہے۔

اعتراض سوم: بلکہ یہ حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲۰ میں ہے خود اپنے اندر تعارض رکھتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو یہ لکھ دیا کہ بعثت کے پہلے یہ معراج ہوئی تھی اور پھر اسی حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ نماز میں پانچ مقرر کر کے پھر آخر کار ہمیشہ کے لئے پانچ مقرر ہوئیں۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں یہ معراج نبوت سے پہلے تھی تو اس کو نمازوں کی فرضیت سے کیا تعلق تھا؟ اور قبل از وحی جبریل کیونکر نازل ہو گیا؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق تھے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کیے گئے۔ (انتہی بلفظہ ملخصاً)

قادیانی صاحب کے اعتراضا ت کے جوابات: پس ہم قادیانی صاحب کے اعتراض اوّل کو نظر انداز کر کے اول اعتراض ثانی کو باطل کرتے ہیں جو انہوں نے تعدد معراج کے ابطال میں بیان کیا ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب: اور جو در اصل ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ کا ایک کہنہ اور بوسیدہ اعتراض ہے جس کو قادیانی صاحب نے غیر مہذب الفاظ ملا کر اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔

تعدد معراج

اور ہم اس اعتراض ثانی کے باطل کرنے کے لئے فتح الباری شرح صحیح بخاری کو بطور سند پیش کرتے ہیں جو کہ ایک مسلمہ کتاب ہے۔ پس احمد عسقلانی اپنی کتاب کی جلد ہفتم کے صفحہ ۱۵۲ میں لکھتے ہیں۔ **وجنح الامام ابوشامة الی وقوع المعراج مرارا واستند الی ما اخرجه البزار وسعید بن منصور من طریق ابن عمران الجونی عن انس رفعه قال بینا انا جالس اذجاء جبریل فوکزبین کتفی**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقمنا الی شجرۃ فیھا مثل وکر الطائر فقعدت فی احدھما وقعد جبریل فی الأخر فارتفعت حتی سدت الخافقین اہ. وفیه ففتح لی باب من السماء فرأیت النور الاعظم واذا دونه حجاب رفرف الدر والیاقوت وقال العلامة ابن حجر ورجاله لاباس بھم الا ان الدارقطنی ذکر له قصة اخریٰ. الظاھر انھا وقعت بالمدینة ولا بعد فی وقوع امثالھا وانما المستبعد وقوع التعدد فی قصّة المعراج الّتی وقع فیھا سواله عن کل نبیّ وسوال اھل کل باب بل بعث الیه وفرض الصلوٰۃ الخمس وغیر ذٰلک فان تعدد ذٰلک فی الیقظة لانتیجة فیتعین رد بعض الروایات المختلفة الی بعض اوالترجیح إلّا انه لا بعد فی وقوع جمیع ذٰلک فی النام توطیت ثم وقوعه فی الیقظة علی رفقه کما قدّمته (فتح الباری جلد ےصفحہ ۱۵۲) کہ ابوشامہ کا میلان اسیطرف ہے کہ معراج میں تعدّد ہوا اور کئی دفعہ واقع ہوا۔ چنانچہ امام ابوشامہ نے اس کے ثبوت میں اس حدیث سے تمسک کیا جس کو بزار اور سعید ابن منصور نے ابی عمران الجونی کے طریق سے حضرت انس سے مرفوعا تخریج کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بیٹھا ہوا تھا کہ جبریل علیہ السلام آ گیا اور میرے دونوں کاندھوں کے درمیان زور سے ہاتھ مارا اور ہم دونوں ایک درخت کی طرف کھڑے ہوئے جس میں پرند کے دو آشیانوں کی طرح کچھ تھا۔ ایک میں جبریل بیٹھا اور دوسرے میں میں بیٹھا اور وہ درخت اونچا ہوتا گیا یہاں تک اور اسی نے خافقین کو روک لیا۔ اور اس میں ہے کہ میرے لئے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا اور میں نے نور اعظم کو دیکھا جس کی پستی میں حجاب رفرف تھا جو موتی اور یاقوت سے تھا۔ علامہ ابن حجر کہتا ہے کہ اس حدیث کے رجال ایسے ہیں جن سے کوئی خوف نہیں مگر دارقطنی نے اس کے متعلق ایک دوسرا قصہ بیان کیا ہے۔ اور ظاہر یہی ہے کہ یہ واقعہ مدینہ میں واقع ہوا اور ایسے وقائع کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقوع میں کوئی استبعاد نہیں۔ ہاں مستبعد تو وہ تعدد ہے جو اس قصہ معراج میں واقع ہوا جس میں ہر نبی سے آنحضرت ﷺ کا پوچھنا اور ہر دربان آسمان کا پوچھنا واقع ہے کہ کیا یہ نبی مبعوث ہو چکا ہے اور کیا پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں؟ کیونکہ حالت بیداری میں ایسے امور کا تعدد موزوں نہیں ہے۔ پس یہی معین ہے کہ بعض مختلف روایات کو بعض کی طرف رد کیا جائے یا بعض کو بعض پر ترجیح دی جائے۔ مگر ان تمام امور کا تعدد حالت خواب میں واقع ہونا کوئی مستبعد نہیں کہ خواب میں ان امور کا متعدد طور سے وقوع بطریق توطیہ ہو۔ اور پھر اسی کے مطابق حالت یقظ میں ہو جیسے کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ مہلب نے ایک طائفہ سے اور ابونصر بن القشیری اور ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں کہا ہے کہ نبی ﷺ کو کئی معراجیں ہوئیں۔ بعض تو ان میں سے حالت یقظ میں ہوئیں اور بعض حالت خواب میں۔

محی الدین ابن العربی کا قول تعدد معراج اور جسمانی معراج کا ثبوت

معہذا قطب الوقت شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کے بقیہ جلد سوم کے صفحہ ۴۴۷ اور باب ۳۶۷ میں نبی ﷺ کی معراج مع الجسم کے اثبات میں توضیح دلائل کے ساتھ فرماتے ہیں کہ کل مواطن میں جو آنحضرت ﷺ کو جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی وہ ایک ہی بار ہوئی اور کل چونتیس بار جو آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی ان میں سے ایک بار کے سوا باقی ہر دفعہ فقط روح کے ساتھ معراج ہوتی رہی۔ چنانچہ اس قصہ کو اس طرح شروع فرماتے ہیں۔ **فلما اصبح ذکر ذلک للناس فالمومن به صدقه وغیر المومن به کذبه والشاک ارتاب فیه ثم اخبرهم بحدیث القافلة وبالشخص الذی کان یتوضاء واذاً بالقافلة قد وصلت کماقال فسألوا الشخص فاجزهم بقلب القدح کما اخبرهم رسول اللہ وسال شخص من المکذبین عمن رأی بیت المقدس ان یصفه لهم ولم یکن رای منه ﷺ**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

الاقدر مامشی فیه وحیث صلی فرفعه الله له حتی نظر الیه فاخذ ینعته للحاضرین فما انکروا من نعته شیئا ولوکان الاسراء بروحه وتکون رؤیا راها کمایری النائم فی نومه ماانکره احد ولا نازعه احد وانما انکروا علیه کو نه اعلمهم ان الاسراء کان بجسمه فی هذه المواطن کلها وله ﷺ اربعة وثلاثون مرة الذی اسری به منها اسراء واحد بجسمه والباقی بروحه رؤیا راٰها واما الاولیاء فلهم اسراءات روحانیة برزخیة یشاهدون فیها معانی متجسدة فی صور محسوسة للخیال یعطون العلم ما تتضمنه تلک الصور من المعانی ولهم الاسرار فی الارض و فی الهواء غیرانهم لیست لهم قدم محسوسة فی السماء وبهذا زاد علی الجماعة رسول الله ﷺ باسراء الجسم واختراق السماوات والافلاک حساد قطع مسافات حقیقیة محسوسة وذٰلک کلّه لورثته معنی لاحسا من السمٰوٰت فما فوقها فلنذکر من اسراء اهل الله ما اشهرنی الله خاصة من ذٰلک فان اسراءاتهم مختلف لانها معانی متجسدة بخلاف الاسراء المحسوس فمعارج الاولیاء معارج ارواح ورؤیة قلوب وصور برزخیات ومعان متجسدات فما شهدته من ذٰلک وقد ذکرنا فی کتابنا المسمٰی بالاسراء وترتیب الرحلة (فتوحات مکیہ باب ۳۶۷ صفحہ ۳۴۲ بقیہ جلد ۳) کہ صبح ہوتے ہی آنحضرت ﷺ نے رات کی اسریٰ کا واقعہ لوگوں سے بیان فرمایا تو ایمان والوں نے تصدیق کر دی اور جنہیں ایمان نصیب نہ ہوا انہوں نے آنحضرت ﷺ کے اس بیان کی تکذیب کی۔ اور جو بین بین تھا یعنی نہ پورا مومن اور نہ پورا کافر اس نے اس کی تصدیق میں شبہ رکھا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس قافلہ کا ذکر کیا اور نیز اس شخص کا بیان فرمایا جو وضو کر رہا تھا یہاں تک قافلہ آنحضرت ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ارشاد کے مطابق بتاریخ مقرر آ پہنچا اور کفار نے اس شخص سے حضرت کے ارشاد کی تصدیق چاہی پس اس نے ویسے ہی پیالہ پانی کا الٹ جانے کا اقرار کیا جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ پھر کفار میں سے ایک شخص نے جو بیت المقدس کو دیکھے ہوئے تھا آنحضرت ﷺ سے بیت المقدس کا نقشہ دریافت کیا۔ حالانکہ شب اسریٰ میں آنحضرت ﷺ نے بیت المقدس کا اسی قدر حصہ دیکھا تھا جس قدر حصہ میں کہ آنحضرت ﷺ نے رفتار کی اور نماز پڑھی لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آنحضرت ﷺ کی آنکھوں کے سامنے کر دیا اور نقشہ بیان فرمانا شروع کر دیا اور کوئی انکار نہ کر سکا۔ پس اگر اسراء فقط روح کو ہوتی اور ایک ایسی ہی رؤیا ہوتی جیسے کہ کوئی سویا ہوا خواب دیکھتا ہے تو کوئی بھی انکار نہ کرتا اور نہ کوئی جھگڑا کرتا بلکہ کفار کا انکار اور استبعاد اسی وجہ سے تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو یہی اطلاع دی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو سب مواطن میں جسم کے ساتھ اسراء ہوئی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو کل چونتیس مرتبہ معراج ہوئی لیکن جسم کے ساتھ ایک ہی مرتبہ اسراء ہوئی اور باقی معراجیں فقط روح کے ساتھ ہوئیں۔ اور قطع نظر اس کے اولیاء اللہ کے لئے بھی روحانی اور برزخی طور سے اسرائیں اور معراج ہوا کرتی ہیں لیکن وہ ان اسراءات میں ان معانی متجسدہ کا مشاہدہ کرتے ہیں جو ان کی قوت خیالیہ میں بصور محسوسہ متجسد ہوتے ہیں اور ان کو ان معانی کا علم حاصل ہو جاتا ہے جو ان صورتوں کے اندر ملفوف ہوتے ہیں اور علاوہ اس کے اولیاء اللہ کو زمین اور ہوا میں بھی اسراء ہوتی ہے مگر آسمان میں ان کا قدم محسوس نہیں ہوتا اور اسی ایک بات میں اولیاء اللہ کی جماعت پر آنحضرت ﷺ کی معراج کو شرف ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کو اسراء ہوئی اور حساً اور عیناً آسمانوں میں خرق ہوا اور مسافات حقیقیہ اور محسوسہ قطع ہوئیں اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کے وارثوں کے لئے معنیً ہے نہ کہ حساً۔ پس اولیاء اللہ کی معراجیں روحی اور رؤیۃ قلوب اور صور برزخیہ اور معانی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متجسدہ ہیں اور جو مجھے معراج ہوئی وہ بھی اسی قسم کی تھی جس کو ہم نے اپنی کتاب الاسراء وترتیب الرحلہ میں ذکر کیا ہے اور ہم عنقریب اہل اللہ کی اسراء کا ذکر کرتے ہیں جو مجھے علی الخصوص اللہ تعالیٰ نے اس سے اطلاع دی۔ کیونکہ ان کی اسرائیں مختلف ہیں اس لئے کہ وہ برخلاف اسراء محسوس کے معانی متجسدہ ہوتی ہیں۔

شاہ ولی اللہ کا قول جسمانی معراج کی نسبت

پس حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تمام بیان سے ہمارے مولانا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے اس قول مکشوف کی حقیقت کھل گئی جو حقیقت معراج آنحضرت ﷺ میں انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا کہ **واسری به الی المسجد الاقصیٰ ثم الی السدرة المنتهی والی ماشاء الله وکل ذلک لجسده ﷺ فی الیقظة ولکن ذلک فی موطن هو برزخ بین المثال والشهادةجامع لاحکامهما فظهر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح والمعانی الروحیة اجساداً ولذلک بان لکل واقعة من تلک الوقایع تعبیر وقد ظهر لحزقیل وموسیٰ وغیرهم** علیهم السلام **نحومن تلک الوقایع وکذلک الاولیاء الامة لیکون علودرجاتهم عندالله کحالهم فی الرؤیا والله اعلم.**

اما شق الصدر وملائه ایمانا فحقیقة غلبة انوار الملکیة و انطفاء ولهب الطبیعة وخضوعها لما یفیض علیها من خطیرةالقدس واما رکوبه علی البراق فحقیقة استواء نفسه النطقیة علی نسمته اللتی هی الکمال الحیوانی فاستوی راکبا علی البراق کما غلبت احکام نفسه النطقیة علی البهیمیة وتسلطت علیها وامر بخمس صلوات بلسان التجوز لانها خمسون باعتبار الثواب ثم اوضح الله مراده تدریجا لیعلم ان الحرج

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدفوع وان النعمة كاملة وتمثل هذ المعنى مستند الى موسٰى عليه السلام فانه اكثر الانبياء معالجة للامة ومعرفة بسياستها واما بكاء موسٰى فليس بجسد ولكنه مثال نفقده عموم الدعوة ولقاء كمال لم يحصلهٗ مما هوفى وجهه (حجۃ اللہ البالغہ ص۳۸) آنحضرت ﷺ کے جسد مبارک کو یقظہ میں پہلے مسجد اقصیٰ پھر سدرۃ المنتہیٰ پھر ماشاء اللہ تک اسراء ہوئی۔ لیکن یہ سب ایسے موطن میں ہوئی جو مثال اور شہادت کے مابین برزخ اور ہردو کے احکام کے لئے جامع ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے جسد پر روح کے احکام ظاہر ہوگئے اور روح اور معانی روحیہ کا تمثل بصورت اجساد ہوگیا اور اسی سے ہر اس واقعہ کی تعبیر ظاہر ہوتی ہے جو اسراء میں پیش آئے۔ اور بغیر اسریٰ کے اسی قسم کے وقایع بصورت مثالی حضرت حزقیل اور موسیٰ علیہم السلام وغیرہ پر بھی ظاہر ہوئے اور اسی طرح اولیاء امت کے لئے تا کہ عنداللہ ان کے علو درجات ویسے ہی ہوں جیسے کہ وہ رؤیا میں دیکھیں۔ اس کے بعد علی الاتصال حضرت شاہ ولی اللہ نے ان تمام وقائع کی تعبیرات بیان کیں جو اسراء کے وقت پیش آئے۔ جیسے شق الصدر اور رکوب براق اور ملاقات انبیاء اور رقی سماوات اور سدرۃ المنتہیٰ اور اناء لبن وخمر۔ اور اخیر میں صلوات خمسہ کے امر کے متعلق کہا کہ وہ باعتبار ثواب کے خمسون (۵۰) ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تدریجاً اپنے مراد کا اظہار فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ حرج مقصود نہیں اور نعمت کامل ہوچکی ہے اور اس معنی کا تمثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اس لئے مستند ہوا کہ سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ان کو اپنی امت کے ساتھ معاملہ رہا اور سیاست امت کے امور میں وہ سب سے زیادہ معرفت رکھتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کا رونا اس جسم کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ مثال تھی اور رونا اس معنی پر متمثل ہوا کہ ان کو ہمارے نبی ﷺ کی طرح دعوت عامہ حاصل نہ ہوئی اور ان کو وہ کمال نہ ملا جو آنحضرت ﷺ کا ان کو بالمواجہ دکھائی دیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مؤلف کہتا ہے کہ بیشک رونے کی علّت وہی ہے جو حضرت ولی اللہ نے بیان کی اور اسی معنی کی طرف اس حدیث نبوی میں اشارہ ہے جو ارشاد ہوا کہ **لوکان موسیٰ حیًّا فی زمنه ماوسعه الا اتّباعی** (احمد بیہقی فی شعب الایمان من حدیث جابر) **لوبدا لکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی فضللتم عن سواء السبیل ولوکان حیًا وادرک نبوّتی لاتبعنی** (دارمی از جابر، مشکوٰۃ) ارشاد ہوا کہ اگر موسیٰ زندہ رہتا تو میری اتباع بغیر ان کو چارہ نہ تھا اور اسی سے قادیانی صاحب کا اعتراض اوّل باطل ہوجاتا ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بکا اور تعین مقامات انبیاء کے ساتھ کیا ہے۔ جیسے کہ اس کا بیان آئے گا اور اگر ہمارے فہم نے غلطی نہیں کی تو ہم حضرت ولی اللہ کے قول سے قطعاً استنباط کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن العربی کی طرح کہا اور انہیں کے مسلک پر ہمارے نبی ﷺ کے اسراء جسدی کا اقرار کرلیا۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ مواطن معراج میں آنحضرت ﷺ کو روح اور دیگر معانی روحیہ باجساد مثالی ظاہر ہوئے جیسے کہ حضرت حزقیل اور موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر اولیاء کرام کو ایسے وقائع عالم رؤیا یا عالم کشف القلوب میں بصورت مثالی وبرزخی نظر آئے اور فقط ان کی روحوں کو معراجیں ہوئیں نہ اجساد کو۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی معراج

چنانچہ تورات سفر تکوین باب ۲۸ درس ۱۲، ۱۷ میں معراج یعقوب علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ "پس بخواب دید کہ اینک نردبانے بزمین برپا گشتہ سرش بآسمان می خورد واینک فرشتگان خدا ازان بہ بالا وزیر میرفتند واینک خداوند برآن ایستادہ میگفت من خداوند خدائے پدرت ابراہیم علیہ السلام وہم خدائے اسحق علیہ السلام ام این زمینیکہ برآن میخوابی بتو وبہ ذریت تو میدہم وذریّت تو مانند خاک زمین گردیدہ بمغرب ومشرق وشمال وجنوب منتشر خواہند شد واینک من باتوام وہر جائیکہ میروی ترانگاہ داشتہ بایں زمین باز پس خواہم آورد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

تا بوقتیکہ آنچہ بتو گفتہ ام بجا آورم تراداران خواہم گذاشت و یعقوب علیہ السلام از خواب خود بیدار شد و گفت بدرستیکہ خداوند دریں مکان است و من ندانستم۔ پس ترسیدہ گفت کہ ایں مکان چہ ترسناک است ایں نیست مگر خانہ خدا و ایں است دروازۂ آسمان"۔

مگر جائے غور ہے کہ ایسی معراج میں کیا تفوّق ہے اور ایسے خوابوں کو معراج نبوی سے کیا نسبت؟ اور حضرت شاہ ولی اللہ کا رتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ قادیانی صاحب یا سیّد احمد خان کی طرح آنحضرت ﷺ کی معراج کو ایک خواب یا رؤیا قلب یا معراج روحی کہیں جو بقول حضرت ابن العربی بوجہ اتم و بطریق محقق بصورت برزخیہ و معانی متجسّدہ اکثر اولیاء اللہ کو اور خود ان کو ہوئی۔ اور اگر ہمارا فہم غلطی کرے اور بقول سیّد احمد خان صاحب ہم فرض کرلیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ کا منشاء اس قول سے ویسا نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن العربی کا ہے اور انہوں نے اسراء نبوی کو حضرت حزقیل اور موسیٰ اور دیگر اولیاء اللہ کے وقائع کی طرح ایک رؤیا روحی اور معنی برزخی خیال کیا ہے تو ہم بلا شبہ کہا ٹھیں گے کہ یہ حضرت ولی اللہ کی خود اپنی معراج مکشوفہ ہے جس پر انہوں نے آنحضرت ﷺ کی معراج کو قیاس کرلیا جس کے کوئی معنی نہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کے کشفی قول کو ان مشاہیر اور جماہیر صحابہ کے قول پر ترجیح دی جائے جنہوں نے نور نبوت سے بالمشافہ اس معنیٰ کا استفاضہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کی معراج بالجسد بحالت یقظہ ہوئی اور آنحضرت ﷺ کی روح مبارک جسم کے ساتھ پہلے بیت المقدس پھر آسمانوں پر اٹھائی گئی۔

وہ صحابہ و تابعین اور ائمہ مذاہب و مسلمین کے اسماء جنہوں نے جسمانی معراج ہونا کہا

چنانچہ شفائے قاضی عیاض میں ہے۔ **وذهب معظم السلف و المسلمين الى انه اسراء بالجسد فى اليقظة وهو الحق وهذا قول ابن عبّاس وجابر**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وانس وحذیفة وعمر وابی هریرة ومالک بن صعصعة وابی حبة البدری وابن مسعود وضحاک وسعید ابن جبیر وقتادة وابن المسیب وابن شهاب و ابن زید والحسن وابراهیم ومسروق ومجاهد وعکرمة وابن جریج وهو دلیل قول عائشة وهو قول الطبری وابن حنبل وجماعة عظیمة من المسلمین وهو قول اکثر المتاخرین من الفقهاء والمحدثین و المتکلمین والمفسرین وحذیفة بن الیمان قال واللہ ما زالا عن ظهر البراق حتی رجعا (شفاء قاضی عیاض) کہ معظم سلف اور مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جسد کے ساتھ اور بحالت بیداری اسراء ہوئی اور یہی حق ہے اور یہی قول ابن عباس اور جابر اور انس اور حذیفہ اور عمر اور ابی ہریرہ اور مالک بن صعصعہ اور ابی حبۃ البدری اور ابن مسعود اور ضحاک اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن مسیّب اور ابن شہاب اور ابن زید اور حسن اور ابراہیم اور مسروق اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن جریج کا اور یہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب مختار ہے اور یہی قول طبری اور ابن حنبل اور مسلمین کی جماعت عظیمہ کا ہے۔ اور یہی قول اکثر متاخرین کے فقہاء اور محدثین اور متکلمین اور مفسرین کا ہے۔ یہاں تک کہ حذیفہ بن یمان نے حلف کے ساتھ کہا کہ جبریل علیہ السلام اور آنحضرت علیہ السلام اسراء سے واپس ہونے تک براق کی پشت سے جدا نہ ہوئے۔ بلکہ یہی قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اسی کی تصدیق سے ان کا لقب صدیق اکبر ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول رؤیائے روحی صحیح نہیں

عن عائشة مافقدت (مافقد) جسد رسول اللہ ﷺ ویبطلها ماروی انه لم یدخل بها الا بعد الهجرة والاسراء انما کان بمکة بعد خمس سنین من البعثة فعائشة لم تحدث به عن مشاهدة لانها لم تکن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

حینئذ زوجه ولا فی سن من یضبط ولعلها لم تکن ولدت بعد علی الخلاف فی الاسراء متی کان فان الاسراء کان فی اول الاسلام علی قول الزهری ومن وافقه بعد المبعث بعام ونصفه وکانت عائشة فی الحجرة بنت نحو ثمانیة اعوام وقد قیل کان الاسراء لخمس قبل الهجرة و قیل قبل الهجرة بعام والاشبه انه لخمس والحجة لذلک تطول لیست من غرضنا فاذا لم تشاهد ذلک عائشة دل علی انها حدّثت بذلک عن غیرها فلم یرجح خبرها علی خبر غیرها یقول خلافه مما وقع نصا فی حدیث ام هانی وغیره وایضا فلیس حدیث عائشة بالثابت والاحادیث الاخر البت لیسنا نعنی حدیث ام هانی وماذکرت فیه خدیجة بل الذی یدل علیه صحیح قولها انه بجسده لانکارها ان تکون رؤیاه لربه رؤیا عین ولوکانت عندها مناماً لم تنکره(شفا، قاضی عیاض) والمروی عند ابن اسحق حدثنی بعض ال ابی بکر وان عائشه کانت تقول (ومافقد جسده الشریف) ولکن اسری بروحه قال الشامی کذا فیما وقفت علیه من نسخ السیرفقد بالبناء للمفعول وفی سنده من انقطاع ورا و مجهول. وقال ابن وحیة فی التنویر انه حدیث موضوع علیها. وقال فی معراجه الصغیر قال امام الشافعیة (ابوالعباس بن سریح هذا حدیث لایصح وانما وضع رداً للحدیث الصحیح. وقال التفتازانی فی الجواب علی تقدیر الصحّة ای مافقد جسده عن الروح بل کان مع روحه وکان المعراج للجسد والروح جمیعاً (زرقانی، مقصد خامس صفحہ۵) پس قول اسراء روحی اور رؤیائے روحی جس کی بنا فقط دو صحابہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول پر کہی جاتی ہے، وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ان جماہیر صحابہ کے اقوال کا مقابلہ نہیں کرسکتا خصوصاً اس صورت میں جبکہ ہم خود علاوہ اسرائے جسدی کے اسرائے روحی کے بھی قائل ہیں اور نیز قاضی عیاض شفا میں اور علامی زرقانی شرح مواہب اللدنیہ کے مقصد خامس میں تصریح فرمارہے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مذکور حدیث کا مروی ہونا باطل اور غیر ثابت ہے۔ کیونکہ اوّل تو اس حدیث کے راویوں میں انقطاع ہے اور ثانیاً معراج کے وقت ابھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں اور بقولے وہ اس وقت آنحضرت ﷺ کے عقد مبارک میں بھی نہیں آئی تھیں اور ان کی عمر اس وقت آٹھ برس کی تھی وہ اس قابل نہ تھیں کہ ایسے واقعہ کو ضبط کے ساتھ روایت کرتیں پس جبکہ انہوں نے اپنے مشاہدہ کی روایت نہیں کی بلکہ غیر کی روایت بیان فرمائی تو کوئی وجہ نہیں کہ ان سے اضبط اور احفظ اور اثبت احادیث کو ترک کردیا جائے۔ خصوصاً ام ہانی کی وہ حدیث جس میں تصریح ہے کہ جسم مبارک کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی کیونکہ اس میں انکار کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں سے نہ دیکھا۔ پس اگر وہ معراج روحی کی قائل ہوتیں تو ہرگز صراحت کے ساتھ رؤیائے عین کا انکار نہ کرتیں کیونکہ روحی اور حالت منام کے واقعہ میں ایسا انکار بے وجہ ہے۔ اور زرقانی میں ابن وحیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے تصریح فرمادی ہے کہ عائشہ کی یہ حدیث موضوع ہے اور امام الشافعیہ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث کے رد کرنے کے لئے یہ حدیث وضع کی گئی ہے۔ اور شامی لکھتا ہے کہ ابن اسحٰق وغیرہ کی روایت میں لفظ **مافقد** بصیغۂ مفعول جو مروی ہے یہی اکثر نسخ سیر میں پایا گیا ہے اور بتقدیر صحت اس حدیث کے علامہ تفتازانی نے اس کی اس طرح تاویل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک روح سے مفقود نہ ہوا، بلکہ جسم اور روح دونوں ساتھ ساتھ تھے اور بظاہر یہی مقصود صحیح معلوم ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے معراج جسمانی کا ثبوت

اخرج الحاکم عن عائشة قالت لما اسری بالنبی ﷺ الی المسجد الاقصٰی اصبح یحدث الناس بذٰلک فارتد ناس ممن کانوا امنوا به وصدقوه وسعوا بذٰلک الی ابی بکر فقالوا هل لک فی صاحبک یزعم انه اسری به الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال او قال ذٰلک قالوا نعم قال لئن قال ذٰلک لقد صدق قالوا فتصدقه انه ذهب اللیلة الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقه بما هو ابعد من ذٰلک اُصدقه بخبر السماء فی غدوة او روحة فلذٰلک سمی ابوبکر الصدیق (ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۰۵) کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث میں جس کو حاکم نے تخریج کیا ہے صریح یہی معنی ہیں۔ چنانچہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔ جبکہ نبی ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی تو آنحضرت ﷺ نے صبح ہوتے ہی لوگوں سے اسرائے شب کے واقعات بیان فرمائے پس بعض ایمان والے بھی اس کے سنتے ہی مرتد ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور پوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا صاحب زعم کرتا ہے کہ وہ آج کی رات بیت المقدس کو گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا میرے صاحب نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں کہا ہے! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میرے صاحب نے ایسا کہا ہے تو ضرور سچ کہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر تو اس کی تصدیق کرتا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں! اور یہ کیا بلکہ اس سے بعید تر کی بھی تصدیق کروں گا جو آسمانوں کی خبر کے متعلق غدوہ یا روحہ یعنی طلوع شمس کے قبل یا زوال کے بعد دے گا۔ اور اسی وجہ سے ان کا نام صدیق ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب

اور حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ملا علی قاری منہاج العلوی میں لکھتے ہیں۔

احتجوا بقوله وما جعلنا الرؤيا فسماها رؤياً قلنا سبحن الذى اسرى يرده لانه لا يقال فى النوم اسرىٰ وقوله فتنة للناس يؤيّد انها رؤية عين واسراء شخص اذ ليس فى الحلم فتنة ولايكذب به احد لان كل احد يرى مثل ذلک فى منامه من الكون فى ساعة واحدة فى اقطار متبائنة على ان المفسرين قد اختلفوا فى هذه الأية فذهب بعضهم الى انها نزلت فى قضية الحديبية وما وقع فى نفوس الناس من ذلک (شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ) قال ابن البرى الرؤيا وان كانت فى المنام فالعرب استعملتها فى اليقظة كثيرا فهو مجاز مشهور كقول الراعى

فكبر للرؤيا وهش فواده ۔۔۔ وبشر نفسا كان قبل يلومها

وعليه اكثر المفسرين (فى اية الفتنة) يعنى ماراه ليلة المعراج يقظة على الصحيح (شرح درۃ الغواص للخفاجی ملخصا ص۱۴۲) کہ وہ (امیر معاویہ) اسرائے نبوی کے وقت ابھی ایمان نہ لائے تھے۔ پس ان کا بروقت ایک سوال کے یہ جواب دینا کہ کانت رؤياً صالحةً اسرائے جسدی کی نسبت نہیں جو کہ ان کے ایمان سے اول اور ان کے علم سے باہر تھا۔ معہذا شفاء میں ہے کہ آیت فتنہ میں اوّل تو شانِ نزول واقعہ حدیبیہ ہے جس سے نفوس صحابہ میں کئی ایک شبہات گذرے اور ثانیاً رؤیا منام میں کوئی فتنہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ایسا تو ہر شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ ایک ہی ساعت میں زمین سے آسمان اور مشرق سے مغرب تک جا پہنچا۔ معہذا صحیح بخاری میں خود حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ رؤیا سے مراد رؤیا عین ہے جو شب اسریٰ میں آنحضرت ﷺ کو نصیب ہوئی اور یہی قول کرمانی کا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معہذا علامہ خفاجی شرح درۃ الغواص کے صفحہ ۱۴۲ میں ابن البری سے نقل کرتا ہے کہ رؤیا اگرچہ خواب میں ہوتا ہے لیکن عرب نے اکثر اس کو حالت یقظ کے لئے استعمال کیا ہے۔ پس وہ مجاز مشہور ہے جیسے کہ راعی نے اپنے اشعار میں کہا اور اکثر مفسرین نے رؤیا کے یہی معنی لئے اور یہی صحیح ہیں۔ اور یہی معنی متنبی کے شعر سے پائے جاتے ہیں جو کہا۔

ورؤیاک اھلی فی العیون من الغمض

(یعنی تیرا دیدار آنکھوں میں نیند میں اونگھنے سے زیادہ تر لذیز ہے)

اسراء کے معنی سیر برفتار پا ہے

اور اسی طرح بقول قاضی عیاض اسراء کا استعمال نیند میں نہ ہوا اور اگرچہ بقول صراح سُرٰی اور سری اور اسراء سیر شب کے ساتھ مختص ہیں یعنی بہ شب رفتن۔ لیکن مشکوٰۃ کے باب المعجزات میں براء بن عازب کی حدیث کے الفاظ سے اسراء کا استعمال رات اور دن کبھی دونوں میں رفتار اور سیر کرنے میں بھی ہوا یعنی اس سے سیر بیداری منصوص ہے نہ سیر خواب۔ چنانچہ عازب نے حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے قصہ غار کی نسبت بایں الفاظ استفسار کیا کہ **کیف صنعتما حین سریت مع رسول اللہ ﷺ قال اسرینا لیلتنا ومن الغد حتی قام قائم الظھیرۃ وخلا الطریق لایمرفیہ احد**(مشکوٰۃ) جب تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف رات کے وقت سفر کیا تو تم دونوں کی کیا حالت رہی؟ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس تمام رات اور اس کے دوسرے دن کی دوپہر تک اسراء یعنی سفر کیا۔ یہاں تک کہ آفتاب سمت الراس کو آگیا اور راستے راہگذروں سے خالی ہو گئے۔ پس ظاہر ہے کہ اس حدیث مبارک میں بھی سرا اور اسراء دونوں الفاظ کا استعمال سفر شب و روز بحالت یقظ منصوص ہے اور اس سے سفر روحی بحالتِ نوم ہرگز مفہوم نہیں اور لفظ لیل اور غد نے اپنا کوئی تصرف اس کے اصلی معنی میں نہ کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس ان تمام بیانات سے قطعاً ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اسراء دیگر انبیاء کی طرح روحی اور کشفی نہ تھی بلکہ آنحضرت ﷺ کو جسم کے ساتھ اسراء ہوئی۔ اور احادیث جو اس باب میں بطریق تواتر وارد ہیں وہ بظاہر اسی معنی کے لئے مثبت ہیں اور وہ بعمومہ دلالت کرتی ہیں کہ مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہاں سے سدرۃ المنتہی اور وہاں سے وراء الوراء تک ایک ہی اسراء ہے اور یہ معنی شداد بن اوس اور ثابت بنانی کی حدیث سے بطریق اجود ثابت ہیں۔

حدیث ثابت رضی اللہ عنہ سے معراج جسمانی کا ثبوت اور اس کی جودت

چنانچہ قاضی عیاض شفاء میں لکھتے ہیں۔ **قال القاضی رضی اللہ عنہ جود ثابت رحمه الله هذا الحديث عن انس ماشاء فلم يات احد عنه باصوب من هذا وقد خلط فيه غيره عن انس تخليط كثير الاسيما من رواية شريک بن ابی نمر** (شفاص ۸۴) کہ ثابت نے یہ حدیث حضرت انس سے نہایت خوبی اور جودت کے ساتھ بیان کی ہے جو دوسرے کسی راوی نے حضرت انس سے ایسی باصواب روایت نہیں کی اور ثابت رضی اللہ عنہ کے غیر نے انس کی روایت میں اختلاط کر دیا خاص کر وہ حدیث جو شریک بن ابی نمر نے روایت کی۔

احادیث کے الفاظ مختلفہ کی تطبیق

وقوله فی حديث اخربين النائم واليقظان وقوله ايضا نام بيننا وقوله وهو نائم وقوله ثم استيقظت فلاحجة فيه اذ قد يحتمل ان وصول الملک اليه كان وهونائم واوّل حمله والاسراء به وهو نائم وليس فی الحديث انه كان نائماً فی القصة كلها الا مايدل عليه ثم استيقظت وانا فی المسجد الحرام فلعل قوله ثم استيقظت بمعنى اصحبت او استيقظت من نوم اخر بعد وصوله بيته ويدل عليه ان سراه لم يكن طول ليله وانما كان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

فی بعضہ وقد یکون قولہ استیقظت وانا فی المسجد الحرام لما کان غمرہ من عجائب ماطالع من ملکوت السمٰوٰت والارض و خامر باطنہ من مشاھدۃ الملاء الاعلیٰ وما رأی من ایات ربّہ الکبری فلم یستفق ولم یرجع الی حال البشریۃ الاوھو بالمسجد الحرام (شفا ص ۸۸، فتح الباری) ہاں بعض احادیث کے الفاظ میں جو کہ غیر ثابت ﷺ سے مروی ہیں مثل بین النائم و الیقظان یا وھونائم اور استیقظت وارد ہے۔ اس کی نسبت قاضی عیاض اور احمد عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان الفاظ میں کوئی حجت نہیں۔ کیونکہ محتمل ہے کہ جبریل علیہ السلام کے آنے کے وقت یا اسراء کے شروع میں آنحضرت ﷺ سوئے ہوئے ہوں۔ اور ان الفاظ والی احادیث میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ تمام اسراء میں سوتے ہوں۔ ہاں لفظ ثم استیقظت فی الجملہ سونا نکلتا ہے۔ لیکن اس کے معنی صبح کرنے کے بھی ہیں یا محتمل ہے کہ اسراء کے بعد گھر میں سو گئے ہوں کیونکہ اسراء میں اس قدر وقفہ تو تھا کہ سونے کی مہلت ملی ہو اور محتمل ہے کہ یقظ بمعنی ہوشیاری اور افاقہ کے ہو جو بعد از استغراق الی اللہ اہل اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ آیات ربانی کے دیکھنے میں اور ملکوت سماوات وارض اور ملاء اعلیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق رہے ہوں اور اسی وقت آنحضرت کو استیقاظ اور افاقہ اس استغراق سے ہوا ہو جب کہ آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں واپس آ پہنچے ہوں۔

اسی طرح بعض احادیث جن سے شروع اسراء میں آنحضرت ﷺ کا مختلف امکنہ میں ہونا پایا جاتا ہے اس کی نسبت مرقات اور لمعات میں ہے۔ ثم اختلفت الروایات فی تعیین مکان الاسراء ففی بعضھا وانا فی الحطیم وفی بعضھا فی الحجر وفی بعضھا بینا انا عند البیت وفی بعضھا فرج سقف بیتی وانا بمکۃ وفی بعضھا اسری بہ من شعب ابی طالب وفی بعضھا فی بیت ام ھانی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وھواشھر والجمع بین ھذہ الاقوال علی ماذکر فی فتح الباری انہ بات فی بیت ام ھانی[1] وبیتھا فی شعب ابی طالب ففرج سقف بیتہ وانفکاک البیت الی نفسہ الشریفۃ لبیتوتتہ فیہ فنزل منہ الملک فاخرجہ من البیت الی المسجد وکان مضطجعاً وبہ اثر النعاس ثم اخرجہ من الحطیم الی باب المسجد فارکبہ البراق ثم قولہ وانا بمکۃ جملۃ حالیۃ للاشعار بان القضیۃ مکیّۃ لامدنیۃ (لمعات، مرقات) کہ ان سب روایات میں اس طرح جمع ہوسکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ شب اسراء میں اُمّ ہانی کے گھر سوئے تھے اور ام ہانی کا گھر ابی طالب کے کوچہ میں تھا پھر اس کے گھر کی چھت کھل گئی اور آنحضرت ﷺ بسبب اس کے کہ اس میں رہا کرتے تھے اس کو اپنا گھر کہا اور اسی سے فرشتہ اترا اور آنحضرت ﷺ کو اس گھر سے نکال کر مسجد کعبہ کی طرف لے گیا درحالیکہ آنحضرت ﷺ اُمّ ہانی کے گھر آرام فرمارہے تھے اور نیند کا اثر باقی تھا پھر حطیم سے باب مسجد میں لاکر آنحضرت ﷺ کو براق پر سوار کرایا اور مکہ میں ہونا اس غرض سے بیان فرمایا کہ یہ واقعہ مکّہ میں ہوا نہ مدینہ میں۔

قادیانی کے پہلے اعتراض کا جواب: اب ہم قادیانی صاحب کے اعتراض اوّل کے تفصیلی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ گو اعتراض ثانی کے جواب کے ضمن میں اس کا جواب بھی ادا ہو چکا۔ کیونکہ ہم بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بکا اس واسطے نہ تھا کہ ان کو ساتویں آسمان سے آگے کیوں رفع نہ ہوئی؟ جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔ بلکہ ان کا حسرت بھرا رونا اس کمال اور عموم دعوت کے فقدان سے تھا جو انہوں نے اپنے میں نہ پایا اور آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک میں بالمواجہہ دیکھا۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف بخاری باب المعراج حدیث

[1] اینت ابی طالب۔۱۲

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مالک بن صعصعہ میں اشارہ ہے۔ فلما تجاوزت بکی (ای موسیٰ) قیل له مایبکیک قال ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من اُمّته اکثر من یدخلها من امتی (بخاری ص ۵۴۹) قال العلماء بکاء موسیٰ کان اسفاعلی ما فاته من الاجر الذی یترتب علیه رفع الدرجة بسبب کثرة من اتبعه. وقال ابن ابی جمرة ان الله تعالی جعل الرحمة فی قلوب الانبیاء اکثر مما جعل فی قلوب غیرهم فلذلک بکی رحمة لامّته توشیح. قال الکرمانی ذکر الغلام لیس للتحقیر والاستصغار بل هو لتعظیم منة الله علی رسوله ﷺ من غیر طول العمر انتہی. وقد یطلق الغلام و یراد به القوی الطری الشاب ولهذا کان اهل المدینة یسمونه حین هاجر الیهم شابا وابابکر مع انه اصغر منه شیخا (لمعات، بخاری ص ۵۴۹) کہ جب آنحضرت ﷺ چھٹے آسمان سے آگے بڑھنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ رونے کی علت جب ان سے دریافت کی تو کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ یہ غلام نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہوا اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔ ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ یہ رونا اپنی امت پر رحمت کے باعث تھا۔ کرمانی لکھتے ہیں کہ غلام کا اطلاق حقارت کے لئے نہ تھا بلکہ اس احسان خداوندی کی عظمت کے اظہار میں ہے جو بغیر طول عمر آنحضرت ﷺ پر ہوا۔ اور ملاعلی قاری لکھتے ہیں کہ غلام کا لفظ قوی جوان پر بھی اطلاق ہوتا ہے جیسے کہ اہل مدینہ نے ہجرت کے وقت آنحضرت ﷺ کو شاب بولا اور ابی بکر رضی اللہ عنہ کو شیخ کہا۔ حالانکہ ابی بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے عمر میں کئی سال چھوٹے تھے۔ اور ہم بقوت ادلہ نہایت وثوق کے ساتھ لکھتے ہیں کہ قادیانی صاحب کا یہ بالکل زعم فاسد ہے جو انہوں نے بظاہر حدیث شریک زعم کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا دیگر انبیاء کے لئے خاص خاص مقامات آسمانوں میں مقرر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئے ہیں جن سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ فیشیّعہ عن کل سماء مقربوھا الی السماء التی تلیھا حتی ینتھی بہ الی السماء السابعۃ فیقول اللّٰہ عزوجل اکتبوا کتاب عبدی فی علیّین واعیدوہ الی الارض فانی منھا خلقتھم وفیھا اعیدھم ومنھا اخرجھم تارۃ اخری فتعاد روحہ فی جسدہ (الحدیث عن براء بن عازب، مشکوٰۃ ص۱۴۲، باب من حضرہ الموت) اور یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا زیادہ تر رفع کے حصول کے لئے تھا حالانکہ قطعاً ثابت ہے کہ کل نفوس فاضلہ آسمان ہفتم تک رفع ہونے کے بعد بامر الٰہی اپنے اپنے ابدان کی طرف واپس کئے جاتے ہیں ہر چند کہ ان کے معارج اور مقامات سیر ارفع اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ وروی احمد ومسلم والنسائی ان النبی ﷺ قال مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ (زرقانی) وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ واذا عیسیٰ قائم یصلی اقرب الناس بہ شبھا عروۃ بن مسعود الثقفی فاذا ابراھیم قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوٰۃ فاممتھم الحدیث ابی ھریرۃ (مسلم، مشکوٰۃ، معراج) چنانچہ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شب اسریٰ میں میری گذر اس سرخ ٹیلے کے پاس سے ہوئی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر اسی دم بیت المقدس میں کل انبیاء کا اجتماع ہوا اور آنحضرت ﷺ نے ان کی امامت کی اور پھر ان کو علیحدہ علیحدہ آسمانوں میں دیکھا۔ چنانچہ بروایت راجح ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کو دوسرے آسمان میں دیکھا اور حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں اور حضرت ہارون علیہ السلام کو پانچویں میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان میں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

جدا جدا آسمانوں میں انبیاء علیہم السلام کے مرئی ہونے میں حکمت

علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔ فان قلت لم کان ھؤلاء الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام فی سموٰت دون غیر ھم من الانبیاء لایلزم منہ ان لایکون فیھا غیرھم ولم یات نصّ بنفی کون غیرھم فیھا (وما وجہ اختصاص کل واحد منھم بسماء مختصۃ ولم کان فی السماء الثانیہ بخصوصھا اثنان) یحییٰ وعیسٰی (واجیب عن الاقتصاد علی ھؤلاء دون غیرھم من الانبیاء بانھم امر وبملاقاۃ نبیّنا ﷺ فمنھم من ادرکہ من اول وھلۃ ومنھم من تاخر فلحقہ ومنھم من فاتہ) وفی فتح الباری فقیل لیظھر تفاضلھم فی الدرجات وقیل لمناسبۃ تتعلق بالحکمۃ فی الاقتصاد علی ھؤلاء دون غیرھم من الانبیاء انتھی. فلواتی المصنف بھذا کان افید مما ذکرہ واسلم من الایراد ان قیل اشارۃ الی مایقع لہ ﷺ مع قومہ من نظیر ماوقع لکل منھم ووجہ الاشارۃ ان رؤیتہ بصورھم کالفال فتفسر رؤیۃ کل واحد بما یشبہ ما وقع لہ فھو تنبیہ علی الحالات الخاصۃ بھم وتمثیل بما سیقع للمصطفی مما اتفق لھم مماقصہ اللّٰہ عنھم فی کتابہ فاما ادم فوقع التنبیہ بما وقع لہ من الخروج الی الجنۃ الی الارض لما یسقع لنبیّنا من الھجرۃ الی المدینۃ (وبعیسٰی ویحییٰ علی ماوقع لہ اوّل الھجرۃ) وھی ثانی حال لہ والاولٰی بمکۃ (من عداوۃ الیھود وتمادیھم علی البغی علیہ وارادتھم وصول السوء الیہ) ویحییٰ وعیسٰی وھما الممتحنان بالیھود واما عیسٰی فکذبتہ الیھود واذوہ وھمّوا بقتلہ فرفعہ اللّٰہ واما یحییٰ فقتلوہ ورسول اللّٰہ ﷺ بعد انتقالہ الی المدینۃ صار الی حالۃ ثانیۃ من الامتحان وکانت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

محنۃ فیھا بالیھود اٰذوہ وظاھروا علیہ وھمّوا بالقاء الصخرۃ علیہ لیقتلوہ فنجاہ اللّٰہ کما نجی عیسٰی فلقائہ بعیسٰی فی السماء الثانیۃ تنبیہ علی انہ سیلقی مثل حالہ ومقامہ فی السنۃ الثانیۃ من الھجرۃ (وبیوسف علی ماوقع لہ من اخوتہ علی ماوقع لنبیّنا من قریش من نصب الحرب لھم وارادتھم اھلاکہ وکانت العاقبۃ لہ وقد اشار ﷺ الی ذٰلک یوم الفتح بقولہ لقریش) وبادریس علی رفیع منزلۃ عند اللّٰہ تعالٰی فکان ذٰلک مؤذنا بحالۃ رابعۃ وھو علو شانہ حتی اخاف الملوک وکتب الیھم یدعولھم الی طاعتہ وبھارون اذ رجع قومہ الی محبّۃ بعد ان اٰذوہ ولقائہ فی الخامسۃ بھارون الحبیب فی قومہ یوذن بحب قریش وجمیع العرب لہ بعد بغضھم فیہ ولقائہ فی السادسۃ لموسٰی یوذن بحالۃ تشبہ حالۃ موسٰی حین امر بغزو الشام فظھرعلی الجبابرۃ الذین کانوا فیھا وادخل بنی اسرائیل البلد الذی خرجوا منہ بعد اھلاک عدوھم وکذٰلک غزاﷺ تبوک من ارض الشام وظھر علی صاحب دومۃ الجندل حتی صالحہ علی الجزیۃ بعد ان اتی بہ اسرا وافتح مکۃ ودخل اصحابہ البلد الذی خرجوا منہ ثم لقائہ فی السابعۃ لابراھیم لحکمتین احدھما ان البیت المعمور بحیال الکعبۃ والیہ تحج الملائکۃ کما ان ابراھیم ھوالذی بنی الکعبۃ واذن فی الناس بالحج الیھا. والثانیۃ ان اٰخراحوالہ ﷺ حجہ الی البیت الحرام وحج مع ذٰلک العام نحو من تسعین الفاً ورؤیتہ ابراھیم عند اھل التاویل توذن بالحج لانہ الداعی الیہ والرافع لقواعد الکعبۃ المحجوجۃ۔ اس سے دوسرے انبیاء کا آسمانوں میں نہ ہونا لازم نہیں آتا لیکن ان انبیاء کو جداگانہ آسمانوں میں بالاختصاص دکھائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

جانے کی حکمت بقول فتح الباری یہ بتائی گئی ہے تاکہ آنحضرت ﷺ پر ان کا تفاضل باعتبار درجات ظاہر ہو اور علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ ان حضرات کا جداگانہ آسمانوں میں دکھائی دینا دراصل ان کے ان واردات خاصہ کی طرف اشارہ ہے جو ان کو اپنی اپنی قوم سے پیش آئے اور اسی کے مثل آنحضرت ﷺ کے لئے مقدر ہوئے۔ پس پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام کا دکھائی دینا اس کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے زمین کی طرف نکلنا ہوا اسی طرح پہلا واقعہ آنحضرت ﷺ کو یہ پیش آئے گا کہ وہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے اور دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰ و یحییٰ کا دیکھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ دوسرا واقعہ آنحضرت ﷺ پر اسی طرح پیش آئے گا جس طرح کہ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہم السلام کو پیش آیا۔ یعنی جس طرح یہود نے حضرت عیسیٰ کی تکذیب کی اور طرح طرح کی ایذا دی اور ان کے قتل پر آمادہ ہوگئے لیکن اللہ نے ان کو اٹھالیا اور حضرت یحییٰ کو تو قتل ہی کر دیا اسی طرح آنحضرت ﷺ کو ہجرت کے دوسرے سال یہود نے ایذا دینا شروع کر دیا اور غلبہ کر کے آنحضرت ﷺ پر بارادۂ قتل پتھر پھینکنے کو آمادہ ہوگئے۔ لیکن حق تعالیٰ نے ان کو حضرت عیسیٰ کی طرح یہود کے ہاتھوں سے نجات دے دی گویا عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں دیکھنا اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تیسرے آسمان میں دکھایا جانا آنحضرت ﷺ کی اس تیسری حالت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح آنحضرت ﷺ کو اپنے قریش بھائیوں سے تکلیفیں پہنچیں اور وہ جنگ وجدال قائم کر کے آنحضرت ﷺ کے قتل پر آمادہ ہوگئے۔ لیکن آخرکار حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح ان کے قریش بھائیوں سے نجات دی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فتح کے دن اپنی زبان درفشان سے قریش کو اس تشبیہ کے معنی سے آگاہ کیا۔ اور چوتھے آسمان میں حضرت ادریس کا دکھایا جانا اس حالت رابعہ کی طرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ کو حاصل ہونے والی تھی یعنی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو رفعت عطا فرمائی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی شان وشوکت نے سلاطین وقت کو ڈرادیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو اطاعت کی دعوت کی۔ اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام کا دکھائی دینا آنحضرت ﷺ کی اس حالت خاصہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح پیش آنے والی تھی یعنی جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام قوم کی ایذا رسانی کے بعد ان کے محبوب بن گئے اسی طرح آنحضرت ﷺ کو بغض وعداوت کے بعد قریش بلکہ تمام عرب نے محبوب بنالیا اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دکھائی دینا آنحضرت ﷺ کی اس چھٹی حالت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ کی طرح پیش آنے والی تھی یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام غزوہ شام کے لئے مامور ہوئے اور آخرکار ان جبابرہ پر فتح پائی جو شام میں تھے۔ اور بنی اسرائیل کو اس شہر میں ان کے دشمن ہلاک کرنے کے بعد داخل کیا جس سے وہ نکلے تھے اسی طرح آنحضرت ﷺ کو شام کی زمین میں غزوۂ تبوک پیش آیا اور آنحضرت ﷺ کو رئیس دومۃ الجندل پر فتح ہوئی اور وہ اسیر کرکے لایا گیا اور جزیہ پر صلح ہوگئی۔ اور مکہ بھی فتح ہوا اور آنحضرت ﷺ کے اصحاب اس شہر میں داخل ہوئے جس سے وہ نکلے تھے۔ اور ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیت المعمور کے ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھا ہوا دکھایا جانا دو معنوں کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ بیت المعمور کعبۃ اللہ کے محاذی ہے اور اسی کی طرف ملائکہ حج کرتے ہیں جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہی کعبہ بنایا اور لوگوں میں کعبہ کے حج کی آواز دی اور دوسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھا دیکھنا اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ آخرکار بیت الحرام کا حج کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اخیر سال میں آنحضرت ﷺ نے نوے ہزار صحابہ کے ساتھ کعبۃ اللہ کا حج کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عارف ابن ابی جمرہ کی معرفت مختلف سماوات کے مستقر کی نسبت

علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔ واجاب العارف ابن ابی جمرة عن وجه اختصاص كل واحد منهم بسماء بان الحكمة فى كون ادم فى السماء الدنيا لانه اوّل الانبياء واول الأباء وهو الاصل ولاجل تانيس النبوّة والابوّة واما عيسٰى فانما كان فى السماء الثانية لانه اقرب الانبياء من حيث الزمن الى النبى (ﷺ) ولانه لا انمحت شريعة عيسٰى الا بشريعة سيّدنا محمد(ﷺ) ولانه ينزل فى اخرالزمان لامّة محمد (ﷺ) على شريعة ويحكم بها ووجه جعل هذا حكمة كونه فى الثانية ان عيسٰى لما شابه المصطفٰى ﷺ فى ثانى احواله وهو حكمه بشريعة وكونه واحداً من اُمّته فاسب ان يكون فى السماء الثانية. وانما كان يحيٰى معه هناک لانه ابن خالته وهما كالشئ الواحد فلاجل التزام احدهما بالاخر كانا هناک معا. وانما كان يوسف فى السماء الثالثة لان على حسنه تدخل امّته النبى (ﷺ) الجنة وهى ثالث دورها الدنيا فالبرزخ فالجنّة وانما كان ادريس فى السماء الرابعة لانه هناک توفى ولم تكن له تربة فى الارض على ما ذكر عن كعب الاحبار وانما كان هارون فى السماء الخامسة لانه ملازم لموسٰى لاجل انه اخوه وخليفته فى قومه فكان هناک لاجل هذا المعنى وانما لم يكن مع موسٰى فى السماء السادسة لان لموسٰى مزية وحرمة وهى كونه كليما وكونه اكثر الانبياء اتباعا بعد نبينا وانما كان ابراهيم فى السماء السابعة لانه الخليل ولاب الاخير للمصطفٰى (ﷺ) فناسب ان يتجدد للنبى (ﷺ) بلقياه انس لتوجهه بعده الى عالم اٰخر وهو اختراق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الحجب كما انس بابيه ادم فی اوّل عالم السماوات ثم فی وسطه بابيه ادريس لان الرابعة من السبع وسط معتدل (زرقانی، مقصد خامس) واتيناه الحكم صبيًا ای النبوة وقال معمر كان ابن ستين اوثلاث فقال له الصبيان لم لاتلعب فقال اللعب خلقت وقيل فی قوله تعالیٰ مصدّقا بكلمة من اللّٰه صدق يحيیٰ بعيسٰی وهو ابن ثلاث سنين فليشهد له انه كلمة اللّٰه وروحه وقيل صدقه وهو فی بطن امّه فكانت امّ يحيیٰ تقول لمريم انی اجد مافی بطنی يسجد لما فی بطنک تحية له (شفا، ۴۴) کہ عارف ابن ابی جمرہ نے اس اختصاص کی نہایت انوکھی حکمت بیان فرمائی چنانچہ کہا کہ پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام اس لئے دکھائی دیئے کہ وہی انبیاء میں پہلے اور وہی آباء میں پہلے اور وہی اصل اصول ہیں اور نیز اس انس کے لئے جو باپ بیٹے میں ہوتا ہے سب سے پہلے ملاقات ہوئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان میں اس لئے دکھائی دیئے کہ وہی باعتبار زمانہ کے دوسرے انبیاء کی نسبت آنحضرت ﷺ سے قریب ترین ہیں اور انہیں کی شریعت آنحضرت ﷺ کی شریعت سے منسوخ ہوئی اور نیز اس لئے کہ وہ دنیا کے اخیر دور میں آنحضرت ﷺ کی شریعت پر اترنے والے اور اسی کے مطابق حکم کرنے والے ہیں۔ پس چونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے دوسرے احوال میں آنحضرت ﷺ سے مشابہ ہوئے اس لئے دوسرے آسمان میں ان کا دکھایا جانا مناسب ہوا اور یحییٰ علیہ السلام کا ان کے ساتھ دوسرے آسمان میں ہونا اس معنی سے ہے کہ وہ ان کے خالہ زاد بھائی ہیں اور ان میں اس قسم کا اتحاد تھا کہ وہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ وہی سب سے پہلے ہیں جنہوں نے تین سال کی عمر میں نبوت پائی اور اسی سن طفولیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونے کی شہادت دی اور حضرت یوسف علیہ السلام تیسرے آسمان میں اس لئے دکھائی دیئے کہ انہیں کے حسن صورت پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امت محمدیہ جنت میں داخل ہوگی جو باعتبار دار دنیا اور برزخ کے مرتبہ ثالث میں ہے۔
اور چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام کا دکھائی دینا اس وجہ سے ہوا کہ وہ اسی جگہ فوت ہوئے جیسے کہ یہ معنی کعب احبار سے ثابت ہیں اور ان کے لئے زمین میں کوئی تربت نہ ہوئی۔ اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام کا دکھائی دینا اس لئے ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصاحب اور ملازم ہیں کیونکہ ان کے بھائی ہیں اور ان کے زمانہ غیبت میں ان کی قوم میں ان کے خلیفہ ہوئے اور چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ان سے زیادہ تر فضیلت ہے اس لئے کہ وہ کلیم اللہ ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد کثرت امت میں انہیں کا مرتبہ ہے اس لئے حضرت ہارون پانچویں آسمان میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان میں مرئی ہوئے۔ اور ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ اس لئے دکھائی دیئے کہ مقام خلت میں وہی مختص ہیں اور انبیاء میں سب سے پچھلے باپ آنحضرت ﷺ کے حضرت خلیل اللہ ہی ہیں لہٰذا مناسب ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو ایسے ارفع مکان میں ایک دوسرے عالم کی طرف ترقی فرمانے کے وقت ایک ایسے شخص سے ملاقات ہو جس کے دیکھنے سے انس حاصل ہو اور وحشت دور ہو یہی وجہ ہے کہ شروع اسراء کے وقت بیت المقدس میں کل انبیاء کا مجمع دیکھا اور پہلے آسمان میں عروج کرنے کے وقت اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وسط یعنی چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام کو۔

شب معراج میں مقام حیرت میں آنحضرت ﷺ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز سے تسکین ہوئی

چنانچہ اسی لئے ہے کہ جب آنحضرت ﷺ ساتویں آسمان سے بھی آگے عروج فرما گئے اور ایسی جگہ جا پہنچے جہاں بجز ہیبت اللہ کے کچھ نمایاں نہ تھا تو بغرض مزید تسکین اپنے یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی۔ **ورد فی بعض طرق احادیث**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

الاسراء من انه ﷺ لما دخل حضرة اللّٰه الخاصة به ارعد من هيبة اللّٰه عزوجل وصار يتمايل كتمايل السراج الذى هب عليه الريح اللطيف الذى يميله ولا يطفئه فسمع فى ذلک الوقت صوتا يشبه صوت ابى بكر رضی اللہ عنہ يامحمد قف ان ربك يصلى مع انه تعالٰى لا يشغله شأن عن شأن فاستأنس ﷺ بذلک الصوت وزال عنه ذلک الاستيحاش الذى كان يجده فى نفسه۔ (المیزان الکبریٰ ج ۱ صفحہ ۱۵۰، باب صفۃ الصلوۃ، دار الفکر بیروت) جس کی نسبت میزان شعرانی سے مدارج النبوۃ میں حضرت نیاز کا قول ہے۔

نبی راواوحق تسکین بہ معراج | بآواز ہمیں صدیق اکبر
رفیق مصطفٰی درغار تاریک | نبودہ غیر ایں صدیق اکبر
مبین اندر کمالات نبوت | زامت بہتریں صدیق اکبر
باجماع صحابہ شد مقرر | نبی راجا نشیں صدیق اکبر
نیاز از بہر آں مداحش آمد | کہ بود است آنچنیں صدیق اکبر

پس ان وجوہ تحقیقات سے جو علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں ذکر کئے ظاہر ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کے لئے ان مقامات سماوی کی کوئی تخصیص واختصاص نہیں جہاں جہاں کہ وہ دکھائی دیئے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جو پہلے آسمان میں دکھائی دیئے وہ عیسٰی وموسٰی وادریس اور یوسف وغیرہ انبیاء علیہم السلام سے بھی باعتبار درجہ اور عروج مقامی کے پستی میں ہوں جو بالاتفاق بعد نبی ﷺ افضل الانبیاء ہیں اور نیز لازم آتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کے معارج روحی کی حدود یہیں تک محدود ہوں۔

نفوس فاضلہ کے معارج کے لئے کوئی حد نہیں

حالانکہ احادیث صحیحہ سے بالکل ثابت ہے کہ نفوس فاضلہ کے معارج کے لئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی حدنہیں ہے بلکہ وہ ساتویں آسمان سے بھی اوپر تک سیریں کرتے ہیں اور عرش وفرش یکساں ان کے لئے جولانگاہ ہے اور رفیق اعلیٰ اور خطیرۃ القدس میں روح اعظم کے پاس ان کا محل اجتماع ہے اور ان کے لئے شہداء کی طرح کوئی روک ٹوک نہیں کہ جنت کی سیر کریں یا عرش وفرش کی۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جعفر ابن ابی طالب کو جنت میں ملائکہ کے ساتھ طیران کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے جنت میں ایک جاریہ (ادماء العساء) یعنی گندم گوں رنگ کی دیکھی تو جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون عورت ہے؟ تو جبریل نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر بن ابی طالب کی خواہش ایسی عورت کی نسبت دیکھی لہٰذا یہ عورت اس کے لئے پیدا فرمائی۔

شہداء اور علماء ربانی کے ابدان قبر میں بوسیدہ نہیں ہوتے

اور علامہ زرقانی نے فتاویٰ رملیہ سے نقل کیا ہے کہ **وفی الفتاوی الرملیة الانبیاء والشھداء والعلماء لایبلون والانبیاء والشھداء یاکلون فی قبورھم و یشربون ویصلون ویصومون ویحجون واختلف ھل ینکحون نسائھم ام لا ویثابون علی صلوتھم وحجھم ولا کلفة علیھم ذلک بل یتلذذون ولیس ھومن قبیل التکلیف لان التکلیف انقطع بالموت بل من قبیل الکرامة لھم ورفع درجاتھم بذلک** (زرقانی ص ۳۸۵) انبیاء اور شہداء اور علماء کے ابدان قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوتے۔ اور انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے اور پیتے اور نمازیں پڑھتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے ہیں اور اس پر ثواب پاتے ہیں۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اپنی عورتوں سے جماع بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ اور اس سے انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے وہ لذت پاتے ہیں اور یہ ان کے لئے ازقبیل تکلیف نہیں۔ کیونکہ امر تکلیف موت کے طاری ہونے سے منقطع ہو گیا ہے بلکہ ازقبیل کرامت اور رفع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درجات ہے۔ بلکہ بیہقی نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ قبر شریف میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اسی طرح دوسرے انبیاء۔ چنانچہ کسی قدر قبل اس کے بیان کر دیا گیا ہے۔

پس علامہ زرقانی کے بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جدا جدا آسمانوں میں دکھائی دینے سے ان کا تعین مقام مراد نہ تھا بلکہ ان کا اظہار تفاضل مراد تھا چنانچہ اس معنی کا ثبوت انہیں متعدد احادیث سے ہوتا ہے جن میں حدیث ثابت کی طرح ترتیب نہیں اور ہم ان کو بقول تعدد معراج رؤیائے روحی پر حمل کرتے ہیں چنانچہ زرقانی اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چھٹے اور ساتویں آسمان میں ہونے کی نسبت مالک بن صعصعہ اور شریک کی حدیث میں تطبیق کے طور پر کہا۔ **والمشهور فی الروايات ان الذی فی السابعة هو ابراهيم قال الحافظ وهو الارجح واكد ذلک فی حديث مالک بن صعصعة بانه كان مسند اظهره الى البيت المعمور فمع التعدد ای مع القول بتعدد المعراج فلا اشكال بين الثابت المشهور انه فی السابعة وبين روايتی ابی ذر و شريک انه فی السادسة لحمل كل على مرة ومع الاتحاد فقد مع بان موسٰی(علیہ السلام) عند الهبوط كان فی السابعة بان يكون صعد معه او بعده لاجل المراجعة فی امر الصلوٰة يحتمل ان يكون التی موسٰی فی السادسة فاصعد معه الى السابعة لقصيد له على غيره من اجل كلام الله تعالى وظهرت فائدة ذٰلک كلامه مع نبينا فيما يتعلق بامر اُمته فی الصلوٰة** (زرقانی، مقصد خامس) کہ اول تو ارجح روایت مالک بن صعصعہ کی ہے اور شریک کی روایت مرجوح ہے تاہم تعدد معراج کے قول پر کوئی اشکال نہیں اور قول اتحاد میں ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کلیم اللہ ہونے کی فضیلت کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتویں آسمان پر لے گئے ہوں اور ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہیں کہ تعدد کے قول پر وہ سب مناقشات جو قادیانی صاحب نے باتباع ابن القیم کئے ہیں اس وقت لازم آتے ہیں جبکہ سب معاریج کا حالت یقظہ میں ہونا کہا جائے لیکن جب ایک اسراء یقظہ میں اور دوسرے اسراءات روحی اور معنوی کہے جائیں جیسے کہ یہی مذہب جمہور امت کا ہے تو اس صورت میں کوئی مناقشہ لازم نہیں آتا۔ جیسے کہ یہی مذہب علامہ قسطلانی اور زرقانی مالکی کا ہے۔

قادیانی کے اعتراض سوم کا جواب: اب ہم قادیانی کے اعتراض ثالث کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس سے انہوں نے حدیث شریک میں تعارض بیان کیا کہ اس میں ایک طرف تو یہ لکھ دیا گیا کہ بعثت کے پہلے معراج ہوئی تھی اور پھر اسی حدیث میں لکھ دیا کہ نمازیں پانچ مقرر کر کے پھر آخر کار ہمیشہ کے لئے پانچ مقرر ہوئیں پس ظاہر ہے کہ جس حالت میں یہ معراج نبوت سے پہلے تھی تو اس کو نمازوں کی فرضیت سے کیا تعلق تھا اور قبل از وحی جبریل علیہ السلام کیونکر نازل ہو گیا؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق تھے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کیے گئے؟ قادیانی صاحب کا یہ اعتراض ایسا لغو ہے جس کو خود حدیث شریک رد کرتی ہے اور وہ بآواز بلند پکار رہی ہے۔

حدیث شریک کا بیان

عن شریک بن عبداللہ انہ قال سمعت انس بن مالک یقول لیلۃ اسری برسول اللہ ﷺ من المسجد الکعبہ انہ جاء ہ ثلاثۃ نفرقبل ان یوحی الیہ وھونائم فی المسجد الحرام فقال اولھم ایھم ھو قال اوسطھم ھو خیرھم فقال اخرھم خذوا خیرھم فکانت تلک اللیلۃ فلم یرھم حتی اتوہ لیلۃ اخری فیمایری قلبہ وتنام عینیہ ولا ینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینھم ولاتنام قلوبھم فلم یکلموہ حتی احتملوہ فوضعوہ عند بئر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمزم فتولاہ منھم جبریل فشق جبریل مابین نحرہ الی لتبۃ حتی فرّغ من صدرہ وجوفہ فغسلہ من ماء زمزم بیدہ حتی انقی جوفہ ثم اتی بطست من ذھب فیہ نور من ذھب محشوا ایمانا وحکمۃ فحشابہ صدرہ ونعاویدہ یعنی عروق حلقہ ثم اطبقہ ثم عرج بہ الی السماء الدنیا فضرب بابامن ابوابھا فناداہ اھل السماء من ھذا فقال جبریل قالوا ومن معک قال معی محمد (ﷺ) قال وقد بعث قال نعم قالوا مرحبا بہ واھلا یستبشربہ اھل السماء لایعلم اھل السماء بما یرید اللّٰہ بہ فی الارض حتی یعلمھم فوجد فی السماء الدنیا ادم فقال لہ جبریل ھذا ابوک فسلم علیہ فسلم علیہ ورد علیہ ادم وقال مرحبا واھلا یابنی فنعم الابن انت۔ کہ جو اسراء کہ آنحضرت ﷺ کو حالتِ یقظہ میں اور بعد از بعثت ہوئی وہ کوئی دوسری رات میں ہوئی اور جس رات کہ سوتے وقت میں ملائکہ قبل از وحی آئے وہ کوئی اور رات تھی اور وہ رات اسراء کی رات نہ تھی اور جیسے کہ سوقِ حدیث دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ گویا حضرت شریک شب اسراء کا واقعہ بیان کرتے وقت کہتے ہیں کہ قبل از وحی پہلے ایک رات فقط تین فرشتے آئے اور آنحضرت ﷺ اس وقت مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے اور وہ آپس میں باتیں کرکے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو نہ دیکھا پھر اس رات ملائکہ آئے کہ جس رات آنحضرت ﷺ کو اسریٰ ہوئی ملائکہ کے آنے کے وقت آنحضرت ﷺ کی آنکھ بند تھی لیکن دل سویا نہ تھا اسی طرح کل انبیاء کی حالت ہے کہ بظاہر تو ان کی آنکھیں بند اور سوئی ہوتی ہیں لیکن ان کے دل بیدار ہوتے ہیں۔ پس ملائکہ بغیر کسی گفتگو کے آنحضرت ﷺ کو چاہِ زمزم کے پاس اٹھا کر لے گئے اور ان میں سے جبرئیل نے آنحضرت ﷺ کا شق صدر کرکے اپنے ہاتھ سے آبِ زمزم سے اس کو پاک صاف کیا اور سونے کی طشت میں ایک پیالہ جو ایمان و حکمت سے لبالب تھا اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

سے آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک کو مملو کر دیا اور پھر آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک کو ویسا ہی کر دیا جیسے پہلے تھا اور آسمان دنیا کی طرف آنحضرت ﷺ کو اٹھا کر لے گیا اور آسمان کے ایک دروازہ کو کھٹکھٹایا اور آسمان کے دربان نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا کہ جبریل! پھر کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ ہے۔ بولا کیا یہ مبعوث ہو چکا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں! بولا آنحضرت ﷺ کو آنا مبارک ہو جس کے آنے کے آسمان والے منتظر اور طالب بشارت ہیں۔ کیونکہ آسمان والے اس وقت تک نہیں جان سکتے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا ہونا ارادہ کرتا ہے جب تک کہ خود ان کو اس کا علم نہ دے۔ پس آسمان دنیا میں آنحضرت ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کو پایا اور جبریل نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ یہ تیرا باپ ہے اس کو سلام کہہ۔ پس آنحضرت ﷺ نے ان کو سلام کہا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بھی اس کا جواب دے کر کہا کہ میرے بیٹے مبارک ہو اور تو ہی اچھا بیٹا ہے۔

حدیث شریک سے معراج مع الجسد بعد بعثت ہونے کا ثبوت

پس اس حدیث نے صاف بتلا دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اسراء مع الجسد بعد بعثت ہوئی جیسے کہ دربانِ آسمان کے دریافت کرنے سے معلوم ہے۔ چنانچہ عینی جلد ۱۱، صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳ میں اسی بیان سے خطابی اور ابن حزم وغیرہ کی تشنیع کو باطل کر کے اخیر میں کہا ہے۔ **ویسقط تشنیع الخطابی وابن حزم وغیرھما ان شریکا خالف الاجماع فانہ اقوی مایستدل بہ ان المعراج کان بعدالبعثۃ وبذلک جزم ابن القیم فی ھذ الحدیث** ۔یہی حدیث بعثت کے بعد معراج ہونے میں دلیل قوی ہے اور یہی اعتقاد ابن قیم کا ہے۔ لیکن قادیانی صاحب کی کورفہمی پر حیرت ہے کہ انہوں نے کہاں سے معلوم کر لیا کہ شریک نے اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی معراج قبل از بعثت ہونا بیان کیا ہے۔ اور نہ اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک نبی کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے جدا جدا آسمان معین ہے۔ جس سے آگے ان کو رفع ہونی ممکن نہیں۔ بلکہ انبیاء کا آسمانوں میں دکھائی دینا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے سے ساتویں آسمان پر لے جانا فقط ایک نسبتی تفاضل کا اظہار تھا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتفصیل کلام اللہ گمان کیا کہ ان پر کسی کو رفعت نہ ہوگی۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس گمان سے یہ نہیں نکلتا کہ چھٹا یا ساتواں آسمان ان کے لئے متعین ہو گیا ہے۔ کیونکہ دوسری احادیث جو اسراءات روحی پر محمول ہیں وہ اس تعین کو باطل کرتی ہیں۔ ہاں اس مقام میں ہم قادیانی صاحب کے اس ملخص بیان میں بالکل ہمصفیر ہیں جو انہوں نے احادیثِ معراج کے مختلف الفاظ اور غیر مرتب بیانات خصوصاً حدیث شریک کے بارہ میں کہہ دیا کہ کیونکر ممکن ہے کہ ہر ایک راوی ان تمام الفاظ کو بصحت یاد رکھے جو آنحضرت ﷺ کے زبان مبارک سے نکلے تھے۔ بلاشبہ بعض راوی بوجہ کمزوریٔ حافظہ بعض الفاظ کو بھول گئے یا محل بے محل کا فرق یاد نہ رہا اسی وجہ سے یہ صریح اختلافات پیدا ہو گئے۔ حتیٰ کہ بخاری میں جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے۔ (ازالہ صفحہ ۳۹۳) گو ان الفاظ سے قادیانی صاحب کا مطلب دوسرا ہے، لیکن ہم کلمۂ حق کو ملخص کر کے اس کو اس کی جگہ چسپاں کر کے کہتے ہیں کہ بیشک راویوں نے واقعات اسراءات روحی اور جسدی کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا۔

احادیث رسول اللہ ﷺ اکثر بالمعنی مروی ہیں

اور بقول شافعی ایسے اختلافات لفظی سے کوئی ڈر نہیں جبکہ معنی مقصود محفوظ ہوں اسی وجہ سے حذیفہ نے کہا کہ ہم عرب کی قوم احادیث بیان کرنے میں تقدیم و تاخیر کر لیتے ہیں اور ابن سیرین نے کہا کہ میں ایک حدیث دس (۱۰) آدمیوں سے سنتا تھا جس کے معنی تو ایک ہی ہوتے تھے لیکن الفاظ میں اختلاف رہتا تھا۔ فتح المغیث کے صفحہ ۲۷۵ میں ہے۔

وعن بعض التابعين قال لقيت اناسا من الصحابة فاجتمعوا فى المعنى واختلفوا علیّ فى اللفظ فقلت ذٰلک لبعضهم فقال لاباس به مالم يخل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنا حکاه الشافعي وقال حذيفة انا قوم عرب نورد الاحاديث فنقدم ونؤخر وقال ابن سيرين كنت اسمع الحديث من عشرة المعنى واحد واللفظ مختلف وممن كان يروى بالمعنى من التابعين الحسن والشعبى والنخعى بل قال ابن الصلاح انه الّذى شهد به احوال الصحابة والسلف الاولين فكثير ماكانوا ينقلون معنى واحدا فى امر واحد بالفاظ مختلفة وماذاک لان معولهم كان على المعنى دون اللفظ قال الحسن لولا المعنى ماحدثنا وقال النووى لواردنا ان نحدثكم بالحديث كما سمعناه ماحدثناكم بحرف واحد (فتح المغیث صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷) تابعین میں سے حسن اور شعبی اور نخعی ہمیشہ روایت بالمعنی کیا کرتے تھے بلکہ ابن الصلاح کا قول ہے کہ اس نے یہی حالت صحابہ اور سلفِ اوّلین کی دیکھی کہ اکثر وہ ایک معنی کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے کیونکہ ان کے مدنظر فقط معنی ہوتے تھے، نہ کہ لفظ۔ اسی وجہ سے حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر معنی نہ ہوتے تو ہم کوئی حدیث بیان نہ کرسکتے۔ اور امام نووی کا قول ہے کہ اگر ہم چاہیں کہ کوئی حدیث ہم انہیں الفاظ میں بیان کریں جو سنتے ہیں تو ہم اس طرح تو ایک حرف بھی روایت نہیں کرسکیں گے۔ اور اقتراح میں شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ واما كلامه ﷺ فيستدل منه بما ثبت انه قاله على اللفظ المروى وذلک نادرجدا انما يوجد فى الاحاديث القصار على قلّة ايضاً فان غالب الاحاديث مروى بالمعنى وقد تداولته الاعاجم والمولدون قبل تدوينها فردّوها بما ادت اليهم عبارتهم فزادوا ونقصوا وقدّموا واخّروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولهذا ترى الحديث الواحد فى القصة الواحدة مرويا على اوجه شتى بعبارات مختلفة ومن ثم انكرَ علىّ ابن مالک اثباته القواعد النحوية بالفاظ الواردة فى الحديث. ثم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

اعلم ان الحدیث اولی و اثبت فی الاستدلال من الاشعار و الاقوال الامهما ثبت ضعف الراوی اوالشک فیه۔ (اقتراح شرح متن متین للمولف) قواعد نحویہ کے اثبات میں آنحضرت ﷺ کے اس کلام سے استدلال کیا جاسکتا ہے جس کا ثبوت ہو کہ راوی نے اسے بلفظہ مروی روایت کیا ہے اور یہ بہت کم ہے۔ اور یہ چھوٹی چھوٹی حدیثوں میں بھی قلت سے ہے۔ کیونکہ اکثر حدیثیں بالمعنی مروی ہیں جن کو عجمیوں اور مولدوں نے قبل از تدوین لے لیا اور انہوں نے ان کو اپنی عبارات میں لاکر کمی زیادتی اور تقدیم و تاخیر اور ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل کر دیا۔ اسی وجہ سے تو دیکھتا ہے کہ ایک ہی حدیث ایک ہی قصہ میں مختلف وجوہ اور مختلف عبارات میں مروی ہوتی ہے۔ اسی وجہ علی ابن مالک نے جو قواعد نحویہ کا اثبات حدیث کے الفاظ سے کیا اس پر اس کے تلامذہ نے انکار کیا۔ ہر چند کہ شیخ سیوطی صاحب نے اخیر میں فیصلہ کر دیا کہ اشعار اور اقوال کی نسبت قواعد نحویہ کے استدلال میں حدیث کے الفاظ ہی اولی اور اثبت ہیں۔ اِلَّا وہ حدیث جس کے راوی میں ضعف یا شک ہو۔

معراج کے ہر موطن میں انبیا صورت روحانیہ میں مرئی ہوئے یا جسمانی صورت میں؟

ہاں قصہ معراج میں امر بحث طلب جو باقی ہے وہ یہ ہے کہ آیا ان انبیا علیہم السلام کو آنحضرت ﷺ نے کل مواطن میں صورت روحانیہ میں دیکھا یا بصورت جسدانی عنصری؟ لمعات میں ہے کہ دونوں طرح ہر موطن میں دکھائی دینا محتمل ہے بایں طور کہ ان کی روحیں بصورت اجساد متمثل ہوگئی ہوں مگر عیسٰی علیہ السلام کہ ان کا جسد کے ساتھ مرفوع ہونا ثابت ہے۔ **الا عیسٰی لماثبت انه رفع فی جسده** (لمعات) **وبه قال ابن ملک** (مرقات)۔ اور یہی مذہب ابن ملک کا مرقات میں ہے، لیکن زرقانی میں ہے۔ **وفی تذکرۃ القرطبی عن شیخه الموت لیس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الی حال وقد**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

صح ان الارض لاتاکل اجسادھم وانه اجتمع مع الانبیاء لیلة الاسراء فی بیت المقدس وفی السماء ورای موسٰی قائما یصلی فی قبره واجزبانه برد السلام علی کل من یسلم علیه الی غیر ذلک مما یحصل من جملة القطع بان موت الانبیاء انما ھوراجع الی ان غیبوا عنا بحیث لاتدرکھم وان کانوا موجودین احیاءً ولایراھم احد من نوعنا الامن خصه اللّٰه بکرامته من اولیائه انتھی. ولا تدافع بین رؤیة موسٰی یصلی فی قبره وبین رؤیته فی السماء لان للانبیاء مراقع ومسارح یتعرفون فیما شاءوا ثم یرجعون.

(زرقانی) کہ قرطبی کے نزدیک امر مقطوع یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے اجساد کے ساتھ کل مواطن میں مرئی ہوئے کیونکہ موت عدم محض کا نام نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کرنے کا نام موت ہے اور یہ بالکل ثابت ہو چکا ہے کہ زمین انبیاء کے اجساد کو نہیں کھاتی اور آنحضرت ﷺ بیت المقدس میں انبیاء کے مجمع کے امام بنے جن میں عیسٰی علیہ السلام بھی تھے اور موسٰی علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر ان سب کو آسمانوں میں دیکھا جس سے قطعاً افادہ ہوتا ہے کہ انبیاء کی موت درحقیقت ایک قسم کی غیبت ہے جو ہم ان کو نہیں دیکھتے باوجودیکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر جس کو کہ اللہ تعالیٰ یہ کرامت بخشے وہ ان کو دیکھتا ہے اور ایک دفعہ زمین پر اسی ساعت آسمانوں پر دیکھنے میں کوئی محال نہیں۔ کیونکہ انبیاء کی سیر گاہیں بے نہایت ہیں جہاں چاہیں ایک آن میں جا پہنچتے ہیں اور پھر لوٹ آتے ہیں۔ انتہی

....

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

طریق دوم

(کیاتوفّی کے معنی بجز موت کے اور کوئی نہیں؟)

بقول قادیانی صاحب توفّی کے معنی موت ہی ہیں اور اس کے دلائل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں لفظ توفّی وارد ہے جس کے معنی حقیقی موت اور قبض روح ہیں اور علاوہ محل متنازعہ فیہ کے یہ لفظ تئیس (۲۳) جگہ قرآن کریم میں لکھا گیا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور ایک بھی ایسا مقام نہیں جس میں توفّی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو۔ (ازالہ صفحہ ۳۰۲)

اور جب عرب کے قدیم وجدید اشعار وقصاید کا تتبع کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ جہاں جہاں توفّی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانوں سے علاقہ ہے اور فاعل اللہ جل جلالہ کو ٹھہرایا گیا ہے ان تمام مقامات میں توفّی کے معنی موت وقبض روح کے لئے گئے ہیں۔ لغات کی کتابوں میں صراح وقاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے ایسا ہی معلوم ہوا اور اس کے بعد اس عاجز نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا تا معلوم ہو کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں صحابہ اور خود آنحضرت ﷺ نے اس لفظ کو ذوی الروح کی طرف منسوب کر کے کن کن معنوں میں استعمال کیا سو اس تحقیقات کے لئے مجھے بڑی محنت کرنی پڑی اور ان تمام کتابوں صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی وابن ماجہ ابوداؤد، نسائی، دارمی، موطا، شرح السنہ وغیرہ وغیرہ کا صفحہ صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان تمام کتابوں میں جو داخل مشکوٰۃ ہیں تین سو چھیالیس (۳۴۶) مرتبہ مختلف مقامات میں توفّی کا لفظ آیا ہے اور تمام جگہ وہ الفاظ موت اور قبض روح کے معنی میں ہی آئے ہیں اور شرط کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہر ایک جگہ جو توفّی کا لفظ ان کتابوں کی احادیث میں آیا ہے بجز موت اور قبض روح کے معنی کے اور کوئی معنی نہیں اور بطور استقراء ان کتابوں سے ثابت ہے کہ بعد بعثت اخیر عمر تک کبھی آنحضرت ﷺ نے توفّی کا لفظ بجز اس معنی کے استعمال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں کیا اور کچھ شک نہیں کہ استقراء بھی ادلۂ یقینیہ سے ہے اور امام محمد اسمٰعیل بخاری نے اس جگہ اپنی صحیح میں ایک لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ **توفی** کا لفظ آنحضرت ﷺ کے منہ سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک نکلا اور ہر ایک کے یہی معنی ہوئے سو بخاری کا ممنون و مشکور ہونا چاہیے۔ انتہی (ازالہ ۸۸۵ اور ۸۸۸)

توفّی کی حقیقی معنی موت نہیں اور قادیانی کے ادلہ کا رد

چونکہ قادیانی صاحب نے اسی ایک مسئلہ کو مکتوب عربی کے صفحہ ۱۳۳ میں اپنے تمام ابحاث و فروعات اور دعاوی عیسائیت کا اصل اصول ٹھہرایا ہے اور اسی ایک امر کے اثبات کرنے کے لئے انہوں نے کتابوں کے سینکڑوں ورق کالے کر دیئے۔ لہٰذا ہم نہایت آسانی کے ساتھ تار عنکبوت توڑ کر پردہ از کار اٹھا دیتے ہیں تا کہ ان کی ساری جعلسازی اور چالبازی معلوم ہو جائے اور اصلی امر کے انکشاف میں کسی شک و شبہ کو گنجائش نہ رہے۔

وہ لغت عرب جو قرآن کی تفسیر میں معتبر ہے

اور قبل اس کے کہ ان ہر دو آیات قرآنی **ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۝ اذ قال اللہ یاعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی** (سورۂ آل عمران) **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیٔ شہید ۝ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلہم فانک انت العزیز الحکیم ۝ قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقہم لہم جنّات تجری من تحتہا الانہار** (سورۂ مائدہ) کی تفسیر کریں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے **توفّی** سے تعلق ہے۔

اوّل خود لفظ **توفّی** کے معنی باعتبار ان کے لغت کے بیان کرتے ہیں جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا اور وہ بقول ابوحیان فقط چھ قبیلے ہیں۔ **ماخذ العربیۃ ست قبائل**

۱......**قیس**، ۲......**تمیم**، ۳......**اسد**، ۴......**ھذیل**، ۵......**بعض کنانۃ**،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

٦......بعض طائیه و قریش اجود العرب لساناً فی الاقتراح لانهم المعتمدون فی ماخذاللسان نقله ابوحبان فی شرح التسهیل عن الفارابی وبالجملة لم یوخذ عن خضرمی قط ولاعن سکّان البوادی المجاورین بسائر الأمم فلم یوخذ عن لخم ولا من خذام فانهم کانوا مجاورین لاهل المصر والقبط ولامن قضاعة ولامن غسّان ولامن اياد لمجاورتهم لاهل الشام واکثرهم من نصاری یقرءون فی صلواتهم بغیرالعربیّة ولامن تغلب ومیرة لمجاورتهم بالیونان ولا من بکر لمجاورتهم القبط والفرس ولا من عبدالقیس لانهم کانوا سکّان البحرین مخالطین للهند والحبشة ولا من بنی حنیفة وسکّان الیمامة ولامن ثقیف وسکان الطایف لمخالطهم تجار الامم المقیمین عندهم واما الشعراء الذین یعتمد علیهم نثرا ونظما فهم اما جاهلیون کامرء القیس ومخضرمیون الذین ادرکوا الدولتین وکانوا شعراء فی الجاهلیة اواسلامیون کانوا فی صدرالاسلام کجریر وفرزدق ولکن المولدون کبشار او المحدثون کابی تمام والبختری اوالمتاخرون کمن حدث بعدهم من شعراء الحجاز والعراق فلایستدل باشعار هؤلاء الثلاثة بالاتفاق ولذا تری خطوا المتنبی وابا تمام والبختری فی مواقع کثیرة کما هو مشروح فی شروح دواوینهم انتہی (ملخصاعن شرح المتن المتین المولف)

ا......قیس، ۲......تمیم، ۳......اسد، ۴......ہزیل، ۵......بعض کنانہ، ۶......بعض طائیہ اور ساتواں قبیلہ قریش جو تمام قبائل عرب سے باعتبار زبان کے اجود ہیں اور ماخذ لسانی ہیں یہی ساتوں قبیلے معتمد علیہ ہیں اوران کے ماسوائے کے لغت کا کوئی اعتبار نہیں۔لہذا خضرمی کی زبان سے اور نیز ان بادیہ نشینوں کی زبان سے استدلال نہ کیا گیا جو دوسری امتوں کی مجاورت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سکونت رکھتے ہیں۔ اسی طرح لغت لخم اور لغت خذام سے استدلال نہ کیا گیا۔ کیونکہ وہ اہل مصر سے مجاورت رکھتی ہیں اور قبائل قبط اور قضاعۃ اور غسان اور ایاد کے لغت سے اس لئے استدلال نہ کیا گیا کہ وہ اہل شام سے مجاورت رکھتے ہیں اور اکثر ان کے نصاریٰ میں سے ہیں جو اپنی نماز میں غیر عربی الفاظ سے قرأت کرتے ہیں اور نہ تغلب اور مہرہ کے لغت سے جو یونان سے مجاورت رکھتے ہیں اور نہ بکر کے لغت سے جو قبط اور فارس کی مجاورت رکھتے ہیں اور نہ عبدالقیس کے لغت سے جو ساکنین بحرین اور اہل ہند اور حبشہ سے مخالطت رکھتے ہیں اور نہ بنی حنیفہ اور سکان یمامہ اور ثقیف اور سکان طائف کے لغت سے اس لئے کہ ان کو ان لوگوں سے مخالطت رہی جو تجارت کے لئے غیر عرب سے آ کر ان کے پاس مقیم رہتے ہیں۔ اور شعراء میں سے صرف جاہلیوں جیسے امراء القیس اور مخضرمیوں جن کو دونوں دولتیں نصیب ہوئیں اور اسلامیوں جو صدر اسلام میں ہوئے جیسے جریر اور فرزدق وغیرہ کے نظم ونثر سے استدلال کیا اور مولدوں جیسے بشار اور محدثوں جیسے ابی تمام اور بحتری اور متاخرین جیسے شعراء حجاز اور عراق ان تینوں کے نظم ونثر سے بالاتفاق استدلال نہ کیا اور اسی وجہ سے متنبی اور ابی تمام اور بحتری کے اشعار میں ان کے دیوانوں کی شروح میں تخطیہ کیا گیا اور اسی تفصیل سے قواعد نحویہ کے ثبوت میں استدلال کیا گیا۔ پس ان کے اور بجز کلام اللہ کے کسی کے قول کو کلام اللہ کے لغات پر بطور استدلال پیش نہیں کیا جاتا۔ اور اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی احادیث مرویہ سے قواعد نحویہ کے اثبات میں استدلال کرنا جائز نہ رکھا گیا کیونکہ ان کے حاملین غیر عرب ہوئے۔ اور بجز چند احادیث کے کوئی حدیث بھی بلفظ رسول اللہ ﷺ مروی نہ ہوئی جس کو لغت عرب کے اثبات میں استدلال کے طریق پر پیش کیا جا سکے جیسا کہ طریق اوّل میں بیان ہوا۔

حضرت شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ کے باب ۷۷ میں آنحضرت ﷺ سے اخذ حدیث کی کیفیت میں لکھتے ہیں۔ **واعلم ان تلقی الامۃ منہ الشرع علی وجھین**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احدھما تلقی الظاھر ولابد ان یکون بنقل امامتواتر وغیرمتواتر والمتواتر منہ لفظا کالقران العظیم وکنبذ یسیرمن الاحادیث منھا قولہ ﷺ انکم سترون ربکم (الحدیث)۔ امت محمدیہ نے آنحضرت ﷺ سے دوطرح تلقی کی۔ ایک تو تلقی ظاہر ہے جس کی نقل لفظاً بطریق تواتر ہو جیسے قرآن عظیم اور جیسے بہت تھوڑی حدیثیں جن میں سے ایک حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اِنکم سَترون رَبّکُم کَما تَرون ھذا القمر (الحدیث)۔ پس اس تمام بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ کے اطلاق کے لئے ان خالص اعراب کی لغت سے استدلال ہوسکتا ہے جن کی زبان میں کسی قسم کا شائبہ نہ ہو اور غیر عرب کی احادیث مرویہ جو آنحضرت ﷺ کی طرف معنیً منسوب ہیں وہ لغت قرآن کی کبھی مفسر نہیں ہوسکتیں۔

کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لئے صرف ونحو کی طرح معرفت لغت عرب واجب ہے

پس بقول صاحب محصول کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لئے جیسے کہ نحو وصرف کی معرفت واجب ہے اسی طرح لُغاتِ عرب کی معرفت واجب اور فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لحن یعنی لغت عرب کے تعلّم کے لئے امر کیا۔ (دیکھو شفا صفحہ ۱۹۴) لہٰذا ہم اوّلاً لفظ توفی کے اشتقاق صغیر وکبیر اور حسب لُغاتِ عرب اس کے استعمالات کے شواہد بیان کرتے ہیں جو اہل لغات نے ان کو اپنی کتابوں میں لکھا۔

توفّی کے معانی

پس معلوم کرنا چاہیے کہ توفی کا مشتق منہ وَفّیٌ ہے یعنی وَ ف یٌ اور یہ مادّہ اپنی ہیئت شخصی اور صنفی یعنی صیغہ ہائے مجرد اور مزید میں ازروئے استقراء افادہ معنی تمام وکمال میں علی قدر المشترک کبھی قاصر نہ رہا۔ پس وفا کا صیغہ اپنی ہیئت شخصیہ کے اعتبار سے کئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنوں میں مستعمل ہوا جن کے بعض حسب ذیل ہیں۔

۱.....قول میں پورا نکلنا۔ چنانچہ لسان العرب میں ہے۔ **وفی فلان ای تم لناقوله ولم يعذر۔**

۲.....خلق شریف اور عالی اور رفیع۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرب کے اس قول سے استنباط کیا۔ **الزم الوفاء ای الخلق الشريف العالی الرفيع من قولهم وفی الشعر فهو واف اذازاد۔**

۳.....بڑھنا اور زیادہ ہو جانا۔ جیسے **وفی الشعر فهو واف اذازاد** یعنی بال بڑھ گئے۔

۴.....درازئ عمر۔ چنانچہ دعا کے وقت کہا جاتا ہے۔ **مات فلان وانت بوفاء ای بطول عمر تدعو له بذلک** اور یہی معنی ابن عربی سے منقول ہیں۔

۵.....بلندی اور بلندی پر چڑھنا۔ محیط المحیط میں ہے۔ **الوفی الشرف عن الارض۔** لسان العرب میں ہے۔ **اوفی اشرف واتی وقوله ای كلما اشرفت علی مرباً من الارض۔** صراح میں ہے۔ **واوفی عليه ای اشرف۔**

۶.....مجازی طور پر معنی موت۔ تاج العروس شرح قاموس میں ہے۔ **ومن المجاز ادركته الوفاة ای الموت والمنية و توفی فلان اذا مات۔**

اور یہ صیغہ اپنی ہیئت صنفیہ کے اعتبار سے اکثر حسب ذیل معنوں میں مستعمل ہوا۔

باب افعال

۱.....پورا کر کے لینا ایک چیز کا۔ لسان العرب میں ہے۔ **اوفی الرجل حقه ووفاه اياه بمعنی اكمله لهو اعطاه وافياً وتوفاه هو۔**

باب تفعیل

۱.....پورا کر کے دینا۔ جیسے **وفاه اياه ای اعطاه وافياً وفی التنزيل العزيز ووجد الله عنده فوفاه حسابه وتوفاه هو منه واستوفاه لم يدع منه شيئا۔**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

باب تفعل واستفعال

۱......ایک چیز کو بالتمام پکڑنا۔ لسان العرب میں ہے۔ توفیت المال منه واستوفيته اذا اخذته كله۔

۲......پوری گنتی کرنا۔ لسان العرب میں ہے۔ توفيت عدد القوم اذا عددتهم كلهم ومن ذلک قوله عزوجل الله يتوفى الانفس حين موتها اى يستوفى مدد اجالهم فى الدنيا وقيل يستوفى تمام عددهم الى يوم القيامة واما توفى النائم فهو استيفاء وقت عقله وتمييزه الى ان نام۔ اور صاحب تاج العروس نے اس کی شہادت میں کہا۔ وانشد ابو عبيدة لمنظور الويرى العنبرى،

ان بنى الادرد ليسوا من احد

ولاتوفاهم قريش فى العدد

اى لا تجعلهم قريش تمام عددهم ولاتستوفى بهم عددهم

۳......سوال کرنا۔ لسان العرب میں ہے۔ قال الزجاج فى قوله تعالى حتى اذا جاء تهم رسلنا يتوفونهم اى سالوهم ملائكة الموت عند المعائنة فيعترفون عند موتهم انهم كانوا كافرين۔

۴......عذاب دینا۔ قال الزجاج ويجوز ان يكون حتى اذاجاء تهم ملائكة العذاب يتوفونهم عذابا وهذا كما تقول قد قتلت فلانا بالعذاب وان لم يمت ودليل هذا القول قوله تعالى وياتيه الموت من كل مكان وما هو بميّت۔

۵......سلانا۔ قرآن کریم اور ابونواس کے اس شعر سے توفّی کے معنی سلانا پایا جو یکہ فاعل خدا اور مفعول ذوی الروح بلکہ خود روح بھی ہے۔ جیسے کہ ابونواس نے کہا۔

فلما توفاه رسول الكرىٰ

و دبت العينان فى الجفن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اسی معنی میں ہے **هو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنهار ثم یبعثکم فیه لیقضی اجل مسمّی**۔ مجمع البحار میں ہے۔ **ای ینومکم** پس اس آیت کریمہ میں فاعل اللہ ہے اور مفعول ذوی الروح انسان لیکن معنی موت ہرگز مقصود نہیں۔ اور اسی طرح آیت **اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمّی** (زمر ۴۲) اور اس آیت کریمہ نے قطعاً فرق کردیا کہ توفّی اور چیز ہے اور موت اور چیز۔ اور اسی طرح نیند ایک تیسری چیز ہے۔

۶.....مجازاً میّت پر بعد تحقق موت۔ چنانچہ تاج العروس میں ہے۔ **ومن المجاز ادرکته الوفاة ای الموت والمنیة وتوفی فلان اذاماتت توفاه اللّٰه** عزوجل **اذا قبض نفسه وفی الصحاح روحه**۔ یعنی توفّی کا اطلاق اس شخص پر مجازاً بمعنی موت ہوتا ہے جس کی موت متحقق ہوگئی ہو اور اس کا نفس قبض ہو چکا ہو۔ اور مجمع البحار میں ہے۔ **وقد یکون الوفاة قبضاً لیس بموت** چنانچہ یہی معنی سورۂ انعام اور زمر کی آیات سے ظاہر ہیں کہ قبض نفس مستلزم موت نہیں۔

توفّی کے معنی استیفاء عمر حدیث نبوی میں

۷.....استیفاء عمر۔ جیسے مجمع البحار میں ہے۔ **متوفیک ای مستوفیک کونک فی الارض**۔ تکملۂ مجمع البحار میں ہے۔ **توفی اصحابه الذین اکلوا من الشاة ظاهره لایلائم ماروی انه لم یصب احدامنهم شیء**۔ پس اس حدیث میں توفّی کے معنی موت نہیں بلکہ اکمال عمر ہے۔ پس ان تمام شواہد سے ظاہر ہے کہ مادۂ وفّی اپنی ہیئت شخصیہ اور صنفیہ کے ساتھ کبھی تو لغات عرب میں درازیٔ عمر کے معنی میں مستعمل ہوا اور کبھی بلندی اور بلندی پر چڑھنے کے معنی میں اور کبھی پورا گننے اور پورا لینے اور پورا دینے اور کبھی اکمال عمر اور اتمام مدت کے معنی میں اور کبھی مجرد سوال اور مجرد عذاب کے معنی میں اور کبھی مجرد قبض

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اتمام اخذ کے معنی میں اور کبھی سلانے اور کبھی مجازاً معنی موت میں اور کبھی رفع بلا موت کے معنی میں۔ چنانچہ یہاں اسی اخیر معنی کی طرف امام فخر الدین الرازی نے اپنی تفسیر میں صحت کی نسبت کر کے کہا۔ انی متوفیک التوفی اخذ الشیٔ وافیا ولما علم اللّٰہ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللّٰہ هو روحه لاجسده ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیه الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه وبجسده ویدل علی صحة هذا التاویل قوله تعالٰی وما یضرونک من شیٔ فان قیل فعلی هذا الوجه کان التوفی عین الرفع الیه فیصیر قوله ورافعک الیّ تکرارا قلنا قوله انی متوفیک یدل علی حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء فلما قال بعده رافعک الیّ کان هذا تعیینا للنوع ولم یکن تکراراً (تفسیر کبیر) وقال ابن جریر توفیه هو امنته (ابن کثیر) توفی کے حقیقی معنی تو ایک شے کا پورا پکڑنا ہے اور اس لفظ کا استعمال حق تعالیٰ نے اس مقام پر اس لئے کیا تاکہ جن لوگوں کے دل میں یہ خطرہ گذرے کہ مرفوع فقط روح ہوئی نہ جسم سمیت۔ ان کو معلوم ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتمامہ یعنی روح مع الجسد مرفوع ہوئے اور اس کی صحت پر دوسری آیت پیش کی یعنی وما یضرونک من شیٔ اور بصورت جواب وسوال کہا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس صورت میں توفی عین الرفع ہو جانے سے تکرار لازم آئے گا تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے۔ انی متوفیک حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور توفی ایک معنی جنسی ہے جس کے تحت میں کئی انواع ہیں۔ بعض توفی موت سے ہوتی ہے اور بعض آسمان پر اٹھا لے جانے سے اور جب اس توفی کے بعد رافعک کہا تو توفی اپنے نوعی معنی میں متعین ہو گیا اور تکرار جاتا رہا اور ابن جریر نے تصریح کر دی کہ توفی عیسیٰ کی رفع ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توفّی کے معنی میں قادیانی کے الہامات کا تخالف اور ثبوت معنی رفع اور کمال

اور طرفہ امر یہ ہے کہ قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۹ میں **توفی** کے معنی اپنی الہامی عبارت میں موت نہ لکھے بلکہ لکھا کہ **انی متوفیک** میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور صفحہ ۵۵۷ میں اسی **توفی** کے معنی الہامی عبارت میں یوں لکھے **یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الی** یعنی اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا وفات دوں گا اور دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ مگر یاد رہے کہ قبل اس کے قادیانی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۴۹۸ اور ۵۰۴ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لانے اور نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اترنے کا الہامی وعدہ تحریر کر چکے ہیں جو ہم نے قبل ازیں اوّل کتاب میں نقل کر دیا ہے پس جبکہ خود ان کے بیانات اور الہامات میں تناقض ان کے دعاوی کی تکذیب علی رؤس الاشہاد کر رہا ہے تو اب ہمیں ضرورت نہیں رہی کہ اس حرف سیاہ کیلئے اپنے قلم کو آلودہ کریں مگر مقام حیرت ان کا یہ دعویٰ ہے جو انہوں نے قرآن کریم کی طرف نسبت کر کے کہا کہ یہ لفظ **توفی** تئیس (۲۳) جگہ قرآن میں لکھا گیا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اور ایک بھی ایسا مقام نہیں جس میں **توفی** کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو اور ایسا ہی عرب کے قدیم وجدید اشعار وقصاید کا تتبع کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ جہاں جہاں **توفی** کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانوں سے تعلق ہے اور فاعل اللہ جل جلالہ کو ٹھہرایا گیا ہے ایسا ہی لغات کی کتابوں صراح وقاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا۔ اور ایسا ہی صحاح ستہ کے علاوہ اور کتابوں کے صفحات دیکھنے سے معلوم ہوا۔ حالانکہ ہم قرآن وسنت کے الفاظ سے اور نیز کتب لغت کے بیانات سے ثابت کر چکے ہیں کہ **توفی** کے حقیقی معنی موت نہیں ہیں بلکہ **توفی** کے یہ معنی قرین قطعی کے موجود ہونے کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت مراد ہوتے ہیں اور متحقق الموت اشخاص پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے تاکہ ارواح کی بقا پر دلالت کرے اور اسی قسم کا اطلاق احادیث کی کتابوں میں متحقق الموت اشخاص پر ہوا۔ معہذا سورۂ انعام اور سورۂ زمر کی ہر دو آیات جن میں فاعل اللہ جل جلالہ ہے اور مفعول ذوی الروح شاہد عادل ہیں کہ توفی کے معنی موت نہیں بلکہ اخذ اور استیفاء ہیں۔ کیونکہ آخر الذکر آیت کریمہ میں فعل توفی کا تعلق وتوعی نفس کے ساتھ ہوا ہے۔ پس اگر توفی کے معنی موت ہوں تو اس سے نفوس اور ارواح کی موت لازم آئے گی جو بالکل متصادم اور مناقض امر نبوت ہے کیونکہ روحوں کا ابدی ہونا لسان شرع سے ثابت ہے اور اسی پر حشر ونشر اور نار وجنت کی سزا وجزا کا دارومدار ہے۔ ہاں لفظ موت جو نفس کی طرف مضاف ہے مریض دل والوں کے لئے موجب اشتباہ ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ لفظ اس مقام پر صرف اپنی اصطلاحی اور عرفی اور رسمی معنی ہدم وطن مالوف اور تخریب بنائے معمور میں مستعمل ہے نہ کہ ذات النفس کے لئے تخریب اور ہدم پر دلالت کرتا ہے چنانچہ ہمارے سارے بیانات کی صداقت حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کے قول سے تقویت پاتی ہے جو بیضاوی اور خازن وغیرہ میں منقول ہے۔ عن ابن عبّاس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما فی ابن ادم نفس وروح بینھما شعاع مثل شعاع الشمس فالنفس ھی الّتی بھا العقل والتمییز والروح ھی الّتی بھا النفس والتحرک فاذا نام العبد قبض اللّٰہ نفسہ ولم یقبض روحہ وعن علی رضی اللہ عنہ قال یخرج الروح عند النوم ویبقی شعاعھا فی الجسد فبذلک یری الرؤیا فاذا انتبہ من النوم عاد الروح الی جسدہ باسرع من لحظۃ وعنہ مارأت نفس النائم فی السماء فھی الرؤیا الصادقۃ ومارأت بعد الارسال فیلقھا الشیطان فھی کاذبۃ وعن سعید بن جبیران ارواح الاحیاء وارواح الاموات تلتقی فی المنام فیتعارف منھا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماشاء اللہ ان یتعارف فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجسادھا الی انقضاء مدۃ حیاتھا (خازن، مدارک، بیضاوی) کہ ابن آدم میں ایک نفس اور ایک روح ہے اوران میں شعاع آفتاب کی طرح تعلق شعاعی ہے پس نفس وہ ہے جس سے عقل اور تمیز حاصل ہے اور روح وہ ہے جس سے تنفس اور تحرک ہوتا ہے پس آدمی جب سوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو قبض کر لیتا ہے اور اس کی روح کو قبض نہیں کرتا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیند کے وقت روح بدن سے نکل جاتی ہے اور اس کی شعاع جسم میں باقی رہتی ہے اور اسی سے خواب دیکھتا ہے اور جس وقت کہ نیند سے ہوشیار ہوتا ہے تو روح ایک لحظہ سے بھی کم میں سرعت کے ساتھ عود کر آتی ہے اور سوئے ہوئے کا نفس جو شے کہ آسمانوں میں دیکھتا ہے وہ سچا خواب ہے اور جو ارسال بعد دیکھتا ہے اس میں شیطان کی تلقین ہونے سے سچائی نہیں رہتی اور سعید بن جبیر کا قول ہے کہ نیند میں زندوں اور مردوں کی روحیں باہم ملاقات کرتی ہیں اور جب مشیت ایزدی ان میں پہچان ہوتی ہے اور موت والی روح عود نہیں کرتی اور نیند والی روح اپنے بدن کی طرف واپس آجاتی ہے یہاں تک کہ اس کی مدت حیات ختم نہ ہولے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں توفی کے معنی حقیقی

اور اگر ان معانی کو جن میں توفی کا استعمال لسان العرب میں ہوا زیر نظر رکھ کر کلام اللہ کے ان تیئیسوں مقامات میں ذرا بھی غور کیا جائے تو روشن دلوں پر ظاہر ہو جائے گا کہ ان سب مقامات میں لفظ توفی ان معانی کو ہم آغوش کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہے۔ مثلاً سورۂ نساء میں ا...... **ثم یتوفّھن الموت** ظاہر ہے کہ یہاں توفی کے معنی موت نہیں۔ بیضاوی میں ہے ای **یستوفی ارواحھن الموت** پس یہاں توفی بمعنی استیفاء ہوئی۔

اور اسی طرح سورۂ آل عمران میں ۲...... **وتوفنا مع الابرار**۔ بیضاوی میں ہے۔ ای

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخصوصين بمحبتهم معه وفي دين زمرتهم۔ پس یہاں توفّی کے معنی عملاً موت نہیں بلکہ گنتی اور شمار کے معنی مراد ہیں یعنی اللہ کے یاد کرنے والے بندے ہر وقت اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے رب ہم کو پاک لوگوں کی صحبت میں رکھ اور انہیں کے زمرہ میں محسوب کر۔

اور ایسا ہی ۳...... انّ الذين توفّهم الملائكة۔ بیضاوی میں ہے۔ وقرء توفاهم على مضارع وفّيت بمعنى ان الله يوفّي الملائكة انفسهم فيتوفّونها اى يمكنهم من استيفائها فيستوفونها۔ پس یہاں بھی توفّی بمعنی استیفاء ہے۔

۴...... اور ایسا ہی سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا دعا مانگنا توفّني مسلما والحقني بالصالحين۔ بیضاوی میں ہے۔ اى اقبضني پس بقول بیضاوی یہاں توفّی بمعنی قبض ہے لیکن معنی استیفاء عمر بھی بالکل مطابق ہیں۔

۵...... اور ایسا ہی دوسری آیات میں لفظ توفّی ہرگز معنی موت میں حقیقی طور سے منصوص نہیں ہے اور شعراء جاہلیت جیسے منظور وبری اور ابی نواس کے محاورات نے بھی ثابت کر دیا کہ توفّی معنی موت کیے لئے موضوع نہیں۔ اور ایک حدیث میں جس کو صاحب تکملہ مجمع البحار نے نقل کیا ہے توفّی بمعنی موت مستعمل نہ ہوئی بلکہ بمعنی اکمال عمر مستعمل ہوئی۔ اور یہ تو ہم بسط کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ بہت کم اور معدودے چند احادیث ہیں جو آنحضرت ﷺ کے الفاظ میں مروی ہوئیں۔ پس اوّل قادیانی صاحب کو لازم ہے کہ امت کے علماء کے قول سے ثابت کریں کہ جن احادیث میں لفظ توفّی مستعمل ہوا وہ آنحضرت ﷺ کے دہن مبارک سے نکلا ہوا لفظ ہے اور یہ کہ ان راویوں نے جو کہ عرب نہ تھے بلکہ عجمی جیسے امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دار قطنی اور حاکم اور بیہقی انہوں نے اپنی احادیث میں ان الفاظ کو بالمعنی روایت نہیں کیا اور سب سے زیادہ تر اہم یہ سوال ہے کہ کیا انہوں نے توفّی کا اطلاق ان احادیث میں ان اشخاص پر نہ کیا جن پر کہ موت کا آنا متحقق الوقوع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو چکا تھا؟ یا ان اشخاص پر کیا جو ابھی زندہ تھے اور مرنے والے تھے مگر قادیانی صاحب یہ کبھی ثابت نہ کر سکیں گے کہ اس کا اطلاق ان احادیث میں ان اشخاص پر ہوا ہے جن پر ابھی موت وارد نہ ہوئی تھی۔ اور عجب ہے کہ قادیانی صاحب نے چالیس ہزار لغت عرب کی تعلیم ہونے پر بھی کوئی ایک جاہلیت کا شعر بھی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش نہ کیا اور لغت کی مشہور کتابیں یعنی تاج العروس اور لسان العرب اور محیط المحیط اور مجمع البحار کیونکر نظر انداز ہو گئیں؟ اور ابونواس اور منظور وبری کے اشعار وہ کیسے بھول گئے؟ اور کیوں الہام الٰہی نے ان کی تائید نہ کی؟ پس اہل بصارت پر ہمارے ان بیانات سے واضح ہے کہ قادیانی صاحب کا استقراء کا دعویٰ بھی ایسا ہی ہیچ و پوچ ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہمہ دانی۔ اور قادیانی صاحب نے علاوہ اس کے اس لطیف نکتہ کا پتہ نہ دیا کہ امام بخاری نے کہاں اور کس موقع پر توجہ دلائی ہے کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ **توفّی** کا لفظ آنحضرت ﷺ کے دہن پاک سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک نکلا ہے اور ہر ایک کے حقیقی معنی قبض روح اور موت تھے۔ ہاں ہمارا استقراء قادیانی صاحب کے بیانات اور دعاوی کو لغو ثابت کر رہا ہے اور علماء امت کا بیان کہ بجز چند احادیث کے کوئی حدیث بھی آنحضرت ﷺ کے لفظ میں مروی ہونا قطعی طور سے ثابت نہیں ان کو جھٹلا رہا ہے۔ کاش کہ قادیانی صاحب اپنی اس درجہ کی کم علمی کو مدنظر رکھ کر ہو ورگریبان کر لیتے اور ان امام بخاری جیسے معظم علماء ملت کی طرف جھوٹی نسبت نہ کرتے۔

امام بخاری کا مذہب کہ عیسیٰ نبی اللہ ابھی نہیں مرے

لیکن اس میں شک نہیں کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں سورۂ مائدہ کی آیت **وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ.** کی تفسیر بصیغۂ استقبال یعنی **يقول وَاِذْ هٰهُنا صِلَةٌ** کے ساتھ کر کے بعد سورۂ آل عمران کے لفظ **متوفیک** کی تفسیر فقط اسی قدر الفاظ میں بیان کر دی ہے کہ **وقال ابن عباس متوفیک ممیتک** مگر اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ثابت نہیں ہوتا کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے کہ اس آیت میں **توفی** کے معنی موت ہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اصحاب روایت کے مد نظر فقط روایت کے اس سلسلہ کو بیان کرنا ہے جو ان کو ملا۔ اور اس روایت کے بیان سے وہ روایت ہرگز اصحاب روایت کا مذہب نہیں بن سکتی جب تک کہ اصحاب روایت خود اس کی نسبت اپنا مذہب ہونا بیان نہ کریں۔ اور اگر ایسا ہی مان لیا جائے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے تو لیجئے امام بخاری نے کتاب الانبیاء میں ایک باب بعنوان باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مرتب کیا ہے جس میں ایک حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً اس طرح نقل کی ہے۔ **قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب. اہ ثم یقول ابوھریرۃ واقرءوا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا. قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم. فینزل عیسٰی بن مریم فیقول امیرھم تعال صلّ لنا فیقول لاان بعضکم علی بعض امیرتکرمہ اللہ ھذہ الامۃ** (احمد و مسلم از جابر۔ مشکوۃ) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بالضرور قریب ہی ابن مریم تم میں بصورت حاکم عادل اتریں گے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ آیت بطریق شہادت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب نہیں مگر یہ کہ وہ ابن مریم علیہ السلام پر ضرور ایمان لائے گا قبل اس کے کہ ابن مریم علیہ السلام فوت ہو جائے اور قیامت کے دن ان پر گواہی دے گا۔ اور دوسری حدیث یوں نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم علیہما السلام تم میں اترے گا اور امام تمہارا تمہیں میں سے ہوگا۔ اور احمد اور مسلم نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم اترے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گا اوران کا امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا کہ آ ہمارے لئے نماز میں امامت کر۔ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا۔ نہیں! تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہیں اور یہ فقط اس امت کی بزرگی اور حرمت کے باعث کہیں گے۔ پس اس باب کا عنوان اور معنون ہر دو صاف بتلا رہے ہیں کہ امام بخاری کا مذہب صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت نہیں ہوئے اور وہ دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب کہ عیسیٰ ابھی زندہ موجود ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما **ان رهطامن اليهود سبوه وامه فدعا عليهم فمسخهم قردة وخنازير فاجمعت اليهود على قتله فاخبره الله بانه يرفعه الى السماء ويطهره من صحبة اليهود** (صحیح نسائی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) **قال ابن عباس سيدرک اناس من اهل الكتاب عيسى حين يبعث فيومنون به.** (فتح البیان) اور ابن عباس کا قول فقط حسب منصب روایت نقل کر دیا ہے کیونکہ دوسری کتب صحاح جیسے صحیح نسائی اور اس کے علاوہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ سے اپنی تراجم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ اور شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور کی جلد دوم صفحہ ۳۶ میں بسند صحیح کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ نبی اللہ پر جبکہ اس کی تکذیب کرنے والے زیادہ ہوگئے وحی بھیجی **انی متوفیک و رافعک الیّ وانی سابعثک علی الاعور الدجال فتقتله ثم تعيش بعد ذلک اربعا وعشرين سنة ثم اميتک ميتة الحی.** ۱۵. یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور عنقریب دجال اعور کی طرف بھیجوں گا پھر تو اس کو قتل کر کے چوبیس (۲۴) برس تک زندہ رہے گا اور پھر تجھے اسی طرح موت دوں گا جس طرح زندہ لوگ مرتے ہیں۔

مطر وراق کا قول کہ متوفیک کے معنی موت نہیں

اور مطر وراق نے کہا کہ **متوفیک** میں وفات موت نہیں ہے۔ اور ہم دعویٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ کے لئے لفظ **متوفیک** میں موت مقصود نہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایک باب کتاب الانبیاء بعنوان باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مرتب کر کے اس کی شہادت میں دو احادیث آنحضرت ﷺ کی معنون فرمائیں جن سے نہ فقط ان کا نزول ثابت ہوتا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات بوجہ اتم اور اس بارہ میں آیت قرآنی کی تفسیر اس کو اولوالعزم صحابی کے قول و استنباط سے معلوم ہوتی ہے۔ جس کا داماں آنحضرت ﷺ نے علوم نبوت سے لبالب کر دیا۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنی طرف سے اس لفظ کے معنی میں تو تعرض نہ کیا بلکہ اس سے زیادہ تر اہم اور موہم الفاظ کی تفسیر کی طرف توجہ فرمائی جن کو قادیانی صاحب نے بوجہ خود غرضی سباق سے آنکھ بند کر کے اپنی دستاویز بنالی اور کہا کہ "منجملہ افادات بخاری جس کا ہمیں شکر کرنا چاہیے ایک یہ ہے کہ انہوں نے مسیح بن مریم علیہما السلام کے وفات کے بارے میں ایک قطعی فیصلہ ایسا دے دیا ہے کہ جس سے بڑھ کر متصور نہیں اور وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اسی غرض سے آیت کریمہ **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم** کو کتاب التفسیر میں لایا تا کہ لوگوں پر ظاہر کرے کہ **توفیتنی** کے لفظ کی صحیح تفسیر وہی ہے جس کی طرف آنحضرت ﷺ اشارہ فرماتے ہیں یعنی مار دیا اور وفات دے دی۔ اور حدیث یہ ہے۔ "**عن ابن عبّاس یجاء برجال من امّتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصّالح و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم**" (بخاری صفحہ ۶۶۵)

پس اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے اور مسیح ابن مریم علیہما السلام کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دے کر وہی لفظ **فلما توفیتنی** اپنے حق میں استعمال فرمایا جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنے حق میں کہا اور ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کا مزار شریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجود ہے اور اس سے بکلی منکشف ہو گیا کہ دونوں برابر طور پر اثر آیت فلما توفیتنی سے متاثر ہیں۔ (انتہی ملخصاً از الہ صفحہ ۸۸۹)"۔

امام بخاری کا مذہب کہ اذقال اللّٰہ میں اذ حرف صلہ ہے اور ماضی بھی مستقبل ہے

پس امام بخاری نے ایسے ہی ایہام اور ابہام کے دفع کرنے کے لئے اس حدیث کے قبل اپنا مذہب بیان کر دیا کہ اس آیت کریمہ میں جو مسیح ابن مریم کے حق میں اتری لفظ واذ قال اللّٰہ بمعنی یقول ہے اور لفظ اذ صلہ یعنی زائدہ ہے۔ غرضہ ان لفظة قال فی قوله و اذ قال اللّٰہ یاعیسٰی ابن مریم ءانت قلت بمعنی یقول لان اللّٰہ تعالٰی انما یقول ھذا القول فی یوم القیامة توبیخاً للنصارٰی قوله اذ ھنا صلة ای زائدة لان اذ للماضی وھھنا المراد به المستقبل (قسطلانی) یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قوت اجتہادیہ سے اپنا مذہب اس آیت کریمہ اور اس قصہ حدیث کے متعلق بیان کر دیا ہے کہ یہ سارا قضیہ اور کل سوال و جواب قیامت کے دن ہوگا اور کلمۂ اذ نے یہاں معنی ماضی میں اپنا کوئی مخالف اثر نہ کیا جیسے کہ قادیانی صاحب نے اپنے متعدد رسائل میں زعم کر لیا ہے کہ یہاں ماضی کا صیغہ کلمۂ اذ کے آنے سے معنی مضیت میں منصوص ہو گیا اور جس نے کہ یہاں ماضی کو بمعنی مضارع کہا اس کو ظالمین اور کاذبین میں سے ہونے کی نسبت اپنے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۳۵ میں کی۔ فان الصیغة تدل علی الزمان الماضی و الصرف ھھنا کالقاضی ثم ان کنت لاترضی بحکم الصرف وتجعل الماضی استقبالاً بتبدیل الحرف فھذا ظلم منک و من امثالک وتکون فی ھذا ایضا من الکاذبین۔ پس ان کے زعم فاسد میں ان کے مستند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کاذب اور اظلم ہوں گے جنہوں نے اپنی کتاب بخاری میں تصریح کر دی کہ یہ سارا واقعہ قیامت کے دن ہوگا اور ماضی یہاں بمعنی مستقبل ہے اور لفظ اذ صلہ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لفظ اذا اور ماضی بمعنی مستقبل کی نحوی تحقیقات

بیضاوی اور متن متین میں ہے۔ **ولایراد بالزیادة عدم الافادة مؤكدات ومحسنات كمحسنات البديع والسّر ان مفادها ليس معناها** (متن متین) **ولا لغنى بالمزيد اللغو الضائع فان القران كله هدى بل مالم يوضع لمعنى يراد منه وانما وضعت لان تذكر مع غيرها فيفيد له وثاقة وقوّة وهو زيادة فى الهدى غير قادح فيه** (بیضاوی) کلام اللہ میں حروف زیادۃ کا آنا اس معنی سے نہیں کہ وہ اپنے معنی کے افادہ میں قاصر ہیں بلکہ وہ محسنات بدیع کی طرح مؤکدات اور محسنات ہیں اور ان کے نہ ہونے سے معنی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور سرّ اس میں یہ ہے کہ ان کا مفاد درحقیقت ان کے اپنے معنی نہیں بلکہ ان کی وضع اس لئے ہے کہ غیر کے ساتھ مذکور ہونے سے اس کے معنی میں وثاقت اور قوت پیدا کر دیں۔ اور اگر چہ کلمہ اذا کی طرح کلمۂ اذ نے بھی کلام اللہ کی دوسری آیات جیسے **ولوترى اذ فزوا يعنى اذا فزعوا.** اور جیسے قول راجز

ثم جزاک الله عنى اذ جزا — جنات عدن فى السمٰوٰت العلى

میں بقول خازن معنی استقبال کا افادہ کیا لیکن اس کا سر اور اس کا اصل اصول قواعد نحو کے مطابق جیسے کہ متن متین وغیرہ میں ہے۔ **الماضى بمعنى المستقبل اذا اخبربه عن مستقبل مع قصد القطع بوقوعه كقوله تعالى ونادى اصحاب الجنّة وسيق الذين** (متن متین وشرحہ للمدقق) جب کسی ایسے امر مستقبل کا اخبار منظور ہو جس کے آئندہ وقوع کے لئے افادۂ قطع مقصود ہو تو وہ امر صیغۂ ماضی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ اور اگر زیادہ تر وثاقت اور قوت کے ساتھ اس معنی کا افادہ مقصود ہو تو کلمۂ اذ کی طرح حرف مؤکد اس کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ اسی وجہ سے سورۂ مائدہ کی اس آیت میں صیغۂ ماضی حرف اذ کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ اور اس امر کی دلیل کہ یہ واقعہ قیامت کے دن وقوع میں آئے گا خود اسی آیت کے بعد اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فلما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے

چنانچہ شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ درمنثور میں اس آیت کے متعلق قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ اخرج عبدالرزاق وابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادة فی قوله أانت قلت للناس الاٰیۃ متی یکون ذلک قال یوم القیامة الاتری انه یقول هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم۔ (درمنثور) کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا؟ تو کہا کہ قیامت کے دن۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ خدا خود فرماتا ہے کہ یہ تمام باتیں اسی دن ہوں گی جس میں سچوں کو سچائی نفع دے گی یعنی قیامت کے دن۔ اور اسی معنی کے اصح ہونے کی نسبت امام فخر الدین رازی اور زمخشری نے اپنی تفسیر میں صراحت کی۔ یوم یجمع اللّٰه الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب o اذ قال اللّٰه یاعیسٰی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک بدل من یوم یجمع وهو علی طریقة ونادی اصحاب الجنة۔ (بیضاوی، کشاف) اور کہا کہ واذقال اللّٰه یاعیسٰی ابن مریم کا عطف اذقال اللّٰه یاعیسٰی ابن مریم اذکر نعمتی علیک پر ہے جو بقول بیضاوی وکشاف یوم یجمع کا بدل اور بطریق نادی اصحاب الجنة بمعنی مستقبل ہے۔ پس اس آیت کا مقدم اور مؤخر دونوں اس معنی کے لئے مؤکد ہیں کہ ان تمام جواب وسوال کا وقوع قیامت کے دن ہوگا نہ کہ اس کے قبل ہو چکا جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے اور اسی بنائے فاسد پر انہوں نے بخاری کی حدیث ابن عباس میں آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد یعنی عیسٰی علیہ السلام کا قول بلفظ ماضی حکایت فرمانے سے یہ اعتقاد کرلیا کہ آنحضرت ﷺ اور عیسٰی بن مریم علیہما السلام دونوں برابر طور پر اثر توفی سے متاثر ہوگئے ہیں اور یہ کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں توفی کی تفسیر ماردیا اور وفات دے دی ارشاد فرمائی جس سے بکلی منکشف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو گیا کہ مسیح ابن مریم بھی وفات پا گئے اور آنحضرت ﷺ بھی وفات پا گئے۔ حالانکہ خود یہی حدیث بتارہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اس حدیث کے ارشاد کے وقت زندہ موجود اور اثر توفی سے محفوظ تھے اور یہ حدیث اور مذکور آیتِ فرقانی دونوں بتلا رہی ہیں کہ اس توفی کے ساتھ دونوں حضرات کے اعتذار اور اقرار کا زمان و مکان قیامت کا دن ہوگا جیسے کہ قبل ازیں مدلل بیان کر دیا گیا ہے۔

پس اس حدیث میں کوئی دلالت نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خبر دی ہو کہ وہ مر چکے یا مرنے کے بعد قبل از روز قیامت ان سے یہ سوال و جواب ہو چکا اور وہ اپنی توفی موت کا اعتذار بارگاہ رب العزت میں کر چکے۔ پس اگر قادیانی صاحب اپنے دعاوی کا ثبوت اس حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیں تو ہم نہایت انصاف اور سچائی کے ساتھ قبول کرنے کے لئے آمادہ ہیں لیکن افسوس کہ ان کے موجودہ دعاوی کے استنباط سے قرآن و حدیث کے الفاظ تبری کا اظہار فرما رہے ہیں۔

ہاں لفظ توفی کے مشترک اطلاق نے ان کو لغزش دے دی اور انہوں نے اس لفظ کے جنسی معنی کی تنویع دونوں حضرات کے حالات خاصہ کے ساتھ نہ کی جیسے کہ سورۂ زمر کی آیت **اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمّی** میں اگرچہ مختلف النوع انفس پر ایک ہی طور توفی کا اطلاق ہوا لیکن نفوس مائیہ اور نائمہ نے اپنی اپنی توفی کو جدا جدا کر کے ثابت کر دیا کہ موت والے نفوس کی توفی اور ہے اور سونے والے نفوس کی توفی اور ہے۔

نزول عیسیٰ علامت قیامت ہے

اسی طرح اس حدیث میں اگرچہ آنحضرت ﷺ نے ایک ہی طور پر اپنے اور عیسیٰ بن مریم پر توفی کا اطلاق کیا۔ لیکن ان کے حالات خاصہ نے توفی کی تنویع کر دی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چونکہ احادیث متواتر بالمعنی سے حضرت عیسٰی کی حیات ثابت ہے جیسے کہ اس کا بیان کسی قدر ہوا اور ہوگا۔ لہٰذا ان کی توفی بہ ہیئت شخصی اپنے حقیقی معنی رفع اور بلندی پر چڑھنے اور طول عمر کی مستلزم ہوئی اور اگر ہم اس آیت کریمہ میں مجازاً وہ معنی توفی مراد لیں جو مستلزم موت ہے تو یہی آیت کریمہ اپنے مقدم اور مؤخر اور سیاق وسباق کے لحاظ سے سفارش کر رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے وقت ابھی عیسٰی علیہ السلام پر موت وارد نہیں ہوئی اور ان کی موت کسی دوسرے وقت پر مقدر ہے۔ جیسے کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۷۰ میں بحوالہ خصائص ابی نعیم خود ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں۔ **وفی حدیث ابن عباس عن امه لماولد عبدالله ای ابن عباس قال رسول الله ﷺ اذهبی بابی الخلفاء فاخبر بذلک العباس فاتاه فذکر له فقال هو ما اخبرت هذا ابوالخلفاء حتی یکون منهم من یصلی بعیسٰی غراه فی الخصائص لابی نعیم** (ازالۃ الخفاص ۲۷۰) فرمایا انہوں نے کہ جب ابن عباس تولد ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ابوالخلفاء ہے یعنی کل خلیفوں کا باپ ہے۔ چنانچہ اسی کی اولاد میں سے وہ خلیفہ ہوگا جو عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ اور جیسے کہ یہی افادہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی تفسیر میں ہے۔ جو فرمایا **یاعیسٰی انی متوفیک ورافعک مقدم ومؤخر یقول انی رافعک الیّ ثم متوفیک قابضک بعد النّزول** اور جیسے کہ شیخ سیوطی نے اتقان کے باب ۴۴ قرآن کے مقدّم ومؤخر میں قتادہ سے بیان کیا۔ اور اس کے مؤید امام رازی کا چوتھا قول ہے جس میں بیان ہے کہ واو عاطفہ ترتیب کا افادہ نہیں دیتا اور ایسا بہت سی آیات قرآنی میں ہے جیسے **لولا کلمة سبقت من ربّک لکان لزاما واجل مسمی. قال قتادة هذا من تقادیم الکلام یقول لولا کلمة واجل مسمی لکان لزاما.** اور خود قواعد کلام عرب میں بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صراحت ہے کہ واؤ عاطفہ ترتیب کا افادہ نہیں دیتا۔ چنانچہ ایک ہی واقعہ کے متعلق قرآن کریم کا سجدہ دو جگہ فرمانا۔ وادخلوا الباب سجّداً وقولوا حطّة اور دوسری جگہ فرمانا وقولوا حطّة وادخلوا الباب سُجّداً اس ترتیب کو باطل کرتا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے جیسے کہ ہماری شرح متن متین میں مبسوط ہے۔ اور خود حق تعالیٰ نے سورۂ زخرف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علامت ساعت قیامت مقرر فرمایا ہے۔ جیسے کہ ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدّون ο وقالوا ءالهتنا خیرام هو ماضربوه لک الا جدلا بل هم قوم خصمون ο ان هو الا عبد انعمنا علیه وجعلناه مثلا لبنی اسرائیل ο ولونشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض یخلفون ο وانه لعلم للساعة فلا تمترنّ بها واتبعون هذا صراط مستقیم ο ولا یصدّنکم الشیطان انه لکم عدوّ مبین ο ای ان عیسی شرط من اشراطها تعلم به وقرء ابن عبّاس لعلم وهو العلامة. (کبیر) یہی مفاد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قراءت کا ہے۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلة اسریٰ بی ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ قال فتذاکروا امر الساعة قال فردّوا امرهم الی ابراهیم فقال لا علم لی بها فردوا امرهم الی موسیٰ فقال لاعلم لی بها فردّوا امرهم الی عیسیٰ فقال عیسیٰ وما وجبتها فلایعلم بها احد الا اللّٰه عزّوجل وفیما عهد الی ربی ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیهلکه اللّٰه اذا رانی (الحدیث)۔ قال وفیه عهد الی ربی عزّوجل ان ذٰلک اذاکان کذٰلک فان الساعة کالحامل المتم لایدری اهلها متی تفجاء هم بولادتها لیلا ونهارا. (احمد، ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، بیہقی، در منثور، ابن کثیر) اور باعتبار ظہور مرجع کے بجز عیسیٰ علیہ السلام کے اِنَّهُ کی ضمیر کسی دوسری طرف راجع کرنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلاف سیاق آیت ہے اور یہ معنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفاد ہے جس کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں شب اسریٰ میں حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملا اور ان کے درمیان امر ساعت کا ذکر آیا اور سب نے اس امر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم بنایا اور انہوں نے لاعلمی بیان کی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی لاعلمی ظاہر فرمائی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قیامت کا ٹھیک وقت تو بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا لیکن جو عہد کہ میرے رب نے مجھ سے کیا ہے اس میں ایک یہ ہے کہ دجّال خروج کرے گا اور میرے ساتھ دو چھڑی رہیں گی۔ پس جبکہ دجّال مجھ کو دیکھے گا تو سیسے کی طرح پگھلے گا اور پھر اس کو ہلاک کرے گا۔ اور اسی میں ہے کہ رب تعالیٰ نے مجھ سے یہ بھی عہد کیا کہ جب ایسا ہوگا تو اس وقت ساعت کا وقت اس مثال پر ہوگا جیسے کوئی حاملہ عورت جس کے وضع حمل کے دن پورے ہو گئے ہوں لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس وقت ناگہاں رات دن میں بچہ جنتی ہے۔

اور حاکم نے مستدرک میں اسی حدیث کے اخیر میں کہا۔ **فذکر من خروج الدجّال فاھبط فاقتله** اور حاکم نے اس کا اسناد صحیح کہا۔

انجیل سے عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ثبوت

اور انجیل کے صحاح ۱۴ میں ہے۔ **لا اترککم یتامٰی اٰتی الیکم بعد قلیل واما انتم فترونني الی اناحی۔** (انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۶ء صحاح ۱۴ الجواب الفصیح خیر الدین آفندی ۸۰۔۸۹) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا کہ میں تم کو یتیم نہیں چھوڑوں گا اور عنقریب تمہاری طرف آؤں گا اور تم مجھے دیکھو گے کہ میں زندہ ہوں۔ خیر الدین آفندی جواب فصیح میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہمارے نبی ﷺ کے قول کے بالکل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطابق ہے جوفرمایا کہ ابن مریم تم میں بصورت حکم وعادل نزول کرے گا۔اور درمنثور جلد دوم صفحہ ۳۶ میں قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسٰی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة۔(درمنثور) میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہود سے کہ تحقیق عیسٰی نہیں مرا اور وہ قیامت کے قبل تمہاری طرف واپس آنے والا ہے۔

بقول بخاری وغیرہ عیسٰی علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے

اخرج البخاری فی تاریخه والطبرانی عن عبداللّٰہ بن سلام قال یدفن عیسٰی بن مریم مع رسول اللّٰہ وصاحبیه فیکون قبره رابعاً. اور خود بخاری نے اپنی تاریخ میں طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ عیسٰی ابن مریم آنحضرت ﷺ اور صاحبین کے ساتھ دفن کیا جائے گا اور عیسٰی علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی۔

اور ترمذی نے بطریق حسن محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ اخرج الترمذی وحسنه عن محمد بن یوسف بن عبداللّٰہ بن سلام عن ابیه عن جده قال مکتوب فی التورٰة صفة محمد ﷺ وعیسٰی علیہ السلام بن مریم یدفن معه. قال ابومودود وقد بقی فی البیت موضع قبر. (درمنثور،مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۵) کہ تورات میں محمد مصطفٰی ﷺ کی صفت اور یہ کہ عیسٰی بن مریم ان کے ساتھ دفن کیا جائے گا لکھا ہوا ہے۔ اور ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل عیسٰی بن مریم الی الارض فیزوّج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما رواه ابن الجوزی فی کتاب الوفاء مشکوٰۃ. ای فی مقبرتی و عبر عنها بالقبر لقرب قبره بقبره

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فكانهما فی قبرواحد (زرقانی) وفی الاصابة عیسٰی بن مریم بنت عمران رسول اللّٰه وكلمة القاها الٰی مریم ذكره الذهبی فی التجرید مستدركا علٰی من قبله فقال رأی النبی ﷺ لیلة الاسری وسلم علیه فهو نبی وصحابی وهواخرمن یموت من الصحابة وهوالذی عول علیه الذهبی بل ذهب الیه جمع من العلماء وكان اجتماعه به قرات فی غیرلیلة الاسراء روی ابن عساكر عن انس قلنا یارسول اللّٰه رایناک صافحت شیئا ولا نراه قال ذاک اخی عیسٰی ابن مریم انتظرته حتی قضٰی طوافه فسلمت علیه وروی ابن عدی عن انس بینا نحن مع النبی ﷺ اذ رأینا بردا ویدا فقلنا یارسول اللّٰه ما هذا البرد الذی رأینا والید قال قد رأیتموه قلنا نعم قال ذاک عیسٰی بن مریم صلی علی (زرقانی) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف اترے گا پھر نکاح کرے گا اور صاحب اولا د ہوگا اور پینتالیس برس تک زمین پر رہے گا پھر وفات پائے گا اور میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن ہوگا اور میں اور وہ ایک ہی مقبرہ سے ابی بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان قیامت کے دن اٹھیں گے۔

امام ذہبی کا مذہب کہ عیسیٰ ابھی زندہ ہے اور وہی سب سے پچھلا اور معمر صحابی ہے

اور زرقانی میں اصابہ سے منقول ہے کہ امام ذہبی نے تجرید میں ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے عیسیٰ بن مریم بنت عمران رسول اللہ ﷺ سے شب اسراء میں ملاقات فرمائی اور سلام کہا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہیں اور صحابی اور صحابہ میں سے وہی ایک صحابی ہے جو سب سے پیچھے وفات پائے گا اور اسی پر ذہبی کا اعتماد ہے بلکہ یہی قول علماء کی ایک جماعت کثیرہ کا ہے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ شب اسریٰ کے سوا بھی کئی دفعہ آنحضرت ﷺ سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا اجتماع ہوا۔ چنانچہ ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ہم نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ! ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے کسی سے مصافحہ کیا ہے لیکن جس سے آپ نے مصافحہ کیا ہے اس کو ہم نہیں دیکھتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ میں اس کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ اس نے طواف ختم کرلیا۔ اور میں نے اس کو سلام کہا اور نیز ابن عدی نے انس سے روایت کی ہے کہ ہم بہت سے صحابہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے کہ ناگہاں ایک چادر اور ایک ہاتھ دیکھا اور ہم نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ چادر اور ہاتھ کیسا ہے جو ہم نے دیکھا؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے دیکھا؟ ہم نے کہا ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم تھا جس نے مجھ پر درود کہا۔

شب معراج میں عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسد عنصری کے ساتھ مرئی ہوئے

اور فتوحات مکیہ باب ۳۶۷ بقیہ جلد ۳ صفحہ ۴۴۷ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی حدیث معراج میں لکھتے ہیں۔ **فاستفتح جبریل السماء الثانية كما فعل فی الاوّل وقال وقيل له فلما دخل اذا بعيسى** علیہ السلام **بجسده عينه فانه لم يمت الى الأن بل رفعه الله الى هذه السماء واسكنه بها وحكمه فيها وهو شيخنا الاوّل الذی رجعنا على يديه وله بنا عناية عظيمة لا يغفل عنا ساعة واحدة وارجوان ادركه فی نزوله ان شاء الله تعالىٰ.** (فتوحات مکیہ) جب آنحضرت ﷺ دوسرے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ نے ان کے بعینہ جسد میں دیکھا۔ کیونکہ وہ ابھی تک نہیں مرے بلکہ ان کو اس آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا اور اسی آسمان میں ان کو سکونت اور حکومت عطا کی۔ پھر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہمارا پہلا پیر ہے جن کے ہاتھ پر ہم نے بیعت کی اور ہمارے حال پر ان کو اتنی بڑی عنایت ہے کہ ایک ساعت بھی ہم سے غافل نہیں۔ اور میرا مدعا ہے کہ میں نزول کے وقت ان کو پالوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں

روی ابن جریر وابن ابی حاتم عن ربیع قال ان النصاریٰ اتوا النبی ﷺ فخاصموہ فی عیسیٰ بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبھتان فقال لھم النبی ﷺ الستم تعلمون انہ لایکون ولد الا وھو یشبہ اباہ قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء. (الحدیث) اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے روایت کی کہ نصاریٰ نبی ﷺ کے پاس آ کر عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کے متعلق بحث کرنے لگے کہ اس کا باپ کون ہے؟ اور اللہ تعالیٰ پر کذب اور بہتان باندھنے لگے۔ اس وقت نبی ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ کوئی فرزند ایسا نہیں جو اپنے باپ سے مشابہ نہ ہو؟ نصاریٰ نے کہا۔ بیشک! پھر فرمایا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے جس پر موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آنے والی ہے۔ سو اس حدیث ابن عباس میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمادیا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ابھی مرے نہیں بلکہ آئندہ مرنے والے ہیں۔

ابن عباس کا قول کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان سے اترے گا

اور اسی طرح اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے اپنی المسانید میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے۔ **روی اسحٰق بن بشر وابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ فعند ذلک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم علیھما السلام من السماء** (الحدیث) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبکہ دجال مسلط ہوگا اور مومن بیت المقدس میں جمع ہوں گے تو میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بروایت حاکم علی رضی اللہ عنہ اسی شب کو قتل ہوئے جس شب میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے

روی الحاکم عن حریث بن مخشی ان علیًا قتل صبیحة احدی و عشرین من رمضان سمعت الحسن بن علی وھی یقول قتل لیلة انزل القران ولیلة اسری بعیسٰی ولیلة قبض موسٰی۔ اور حاکم نے حریث بن مخشی سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ اکیسویں رمضان کی صبح کو قتل کئے گئے اور میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ اسی رات قتل ہوئے جس رات کہ آسمانوں سے قرآن کا نزول ہوا اور جس رات عیسیٰ علیہ السلام کو اسراء ہوئی اور جس رات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کی گئی۔

امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ مالکیہ وغیرہ کا مذہب کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترے گا

وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عیسٰی علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامه علی ماوردت به الاخبار الصحیحة حق کائن. (فقہ اکبر) اور امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ دجال کا نکلنا اور یاجوج وماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دوسری علامات جو اخبار صحیحہ میں ہیں سب کا ہونا برحق ہے۔ اور یہی مذہب کل ائمہ شوافع کا ہے جیسے کہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے اور یہی مذہب ائمہ مالکیہ کا ہے جیسے کہ شیخ الاسلام احمد نفراوی المالکی نے فواکہ دوانی میں تصریح کر دی کہ اشراط ساعت سے ہے آسمانوں سے عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا۔ اھ

علامہ زرقانی مالکی کا نزول عیسیٰ کے اثبات میں بحث بسیط کرنا

اور جیسے کہ علامہ زرقانی مالکی نے شرح مواہب قسطلانی میں نہایت بسط اور کثرت افادات کے ساتھ اس کے متعلق بحث کی جس کو ہم اس موقع پر ذیل میں نقل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے ہیں جس سے قادیانی صاحب کے شبہات اور اوہام کا ازالہ بوجہ اتم ہوتا ہے۔

(فاذانزل سیّدنا عیسٰی علیہ السلام فانه یحکم بشریعة نبینا ﷺ بالهام او اطلاع علی الروح المحمدی ﷺ او بماشاء الله) من استنباط لها من الکتاب والسنّة ونحو ذٰلک وقد سئل السیوطی بای طریق تصل احکام شریعتنا الی عیسٰی علیہ السلام فاجاب بان الانبیاء کانوا یعلمون فی زمانهم بجمیع شرائع من قبلهم ومن بعدهم بالوحی من الله علی لسان جبریل علیہ السلام وبالتنبیه علی بعد ذٰلک فی الکتاب الذی انزل علیهم وبان عیسٰی ینظر فی القراٰن فیفهم منه جمیع احکام هذه الملّة من غیر احتیاج الی مراجعة الاحادیث کما فهم النبی ﷺ ذٰلک من القراٰن فانه قد انطوی علی جمیع احکام الشریعة وفهمها نبینا بفهمه الذی اختص به ثم شرحها لامته فی السنّة وافهام الامّة تقصر عن ادراک ما ادرکه صاحب النبوّة وعیسٰی نبی فلابعد ان یفهم من القراٰن کفهم النبی ﷺ وبان عیسٰی معدود فی الصّحابة لانه اجتمع بالنبی ﷺ غیر مرّة فلا مانع ان تلقی منه احکام شریعته المخالفة لشریعة الانجیل لعلمه بانه سینزل فی امّته ویحکم فیهم بشرعه فاخذ عنه بلاواسطة والی هذا اشارجماعة من العلماء قال ورأیت عبارة للسبکی تصلها انّما یحکم عیسٰی بشریعة نبینا بالقراٰن والسنة فترجح ان اخذه السنة بطریق المشافهة بلاواسطة وبانه اذا نزل یجتمع بالنبی ﷺ فی الارض کماصرح به فی احادیث فلامانع ان یاخذ عنه ما احتاج الیه من احکام شریعته واستدل السیوطی لکل واحد من هذه الاربع بمایطول ذکره وذکر انه اعترض علیه فی الجواب الاوّل بلزوم ان القراٰن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

مضمن فی الکتب السابقه فاجاب بانه لامانع من ذلک فقد دلت الاحادیث علی ثبوت هذا اللازم وقال تعالٰی وانّه لتنزیل ربّ العلمین الی قوله وانه لفی زبر الاوّلین ثم ساق ادلة ذلک فی نحو ورقة ثم قال ان السائل نفسه ساله ثانیاً هل ثبت ان عیسٰی ینزل علیه الوحی بعد نزوله فاجاب نعم روی مسلم وغیره اثناء حدیث اوحی اللّٰه الی عیسی انی قد اخرجت عباداً من عبادی لا ید لک بقتالهم فحرزعبادی الی الطور ویبعث اللّٰه یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون فیمر اوائلهم علی بحرة طبریة فیشربون ما فیها ویمر اخرهم فیقولون لقد کان بهذه مرة ماءٌ ویحصر نبی اللّٰه عیسٰی علیه الصلوۃ والسلام واصحابه ثم یهبط نبی اللّٰه عیسٰی واصحابه الی الارض.اه فهذا صریح فی انه یوحی الیه بعد نزوله والذی تقطع به ان الجائ الیه جبریل لانه السفیربین اللّٰه وبین انبیائه کماصرحت الاثار بذلک وساقها ثم قال وقد زعم ان عیسٰی اذانزل لایوحی الیه حقیقة بل وحی الهام وهو ساقط مهمل لمنابذته لحدیث مسلم وغیره ولان ما توهمه من تعذر الوحی الحقیقی فاسد لانه نبی فایّ مانع من نزول الوحی الیه فان تخیل انه ذهب منه وصف النبوة فهو قول یقارب الکفر لان النبوة لاتذهب ابداً ولا بعد موته وان تخیل اختصاص الوحی بزمن دون زمن فهو قول لا دلیل علیه ویبطله ثبوت الدلیل علٰی خلافه انتهی (فیاخذ عنه ماشرع اللّٰه له ان یحکم به فی امّته فلایحکم بشیئ من تحریم وتحلیل الا بما کان یحکم نبینا ﷺ ولا یحکم بشریعة التی انزلت علیه فی اوان رسالته ودوننا فهو تابع لنبینا ﷺ وقد نبه علٰی ذلک الترمذی الحکیم فی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كتاب ختم الاولياء واعرب عنه صاحب عنقاء مغرب وكذا الشيخ سعد الدين التفتازانی فی شرح عقائد النسفی وصحيح انه يصلی بالناس ويؤمّهم ويقتدی به المهدی لانه افضل منه فامامته اولی. انتهی) كذا جزم به اعتماد علی تعليله وورد مايشهد له فی بعض الاثار وعورض بحديث الصحيحين عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم ولمسلم ايضاً كيف بكم اذا نزل ابن مريم فيقال صل بنا فيقول لا ان بعضكم علی بعضٍ امراء تكرمةً لهذه الامّة ولاحمد من حديث جابر فاذاهم بعيسی فيقال تقدم فيقول ليتقدّم امامكم فليصل بكم ولابن ماجه فی حديث ابی امامة وكلهم ای المسلمين ببيت المقدّس وامامهم رجل صالح قد تقدم ليصلی بهم اذ نزل عيسٰی فرجع الامام ينكص ليتقدم عيسٰی فيقف عيسٰی بين كتفيه ثم يقول تقدم فانها لک اقيمت وروی ابونعيم عن ابی سعيد مرفوعاً منا الذی يصلی عيسٰی بن مريم خلفه ای من اهل البيت وجمع بان عيسٰی يقتدی بالمهدی اوّلا ليظهر انه نزل تابعاً لنبينا حاكما بشرعه ثم بعد ذلک يقتدی المهدی به علی اصل القاعدة من اقتداء المفضول بالفاضل قال ابن الجوزی لوتقدم عيسٰی اماماً لوقع فی النفس اشكال ويقبل ا تراه تقدم نائبا او مبتدءا شرعا فيصلی ماموما لئلا يتدنس بغبار الشبهة وجه قوله لانبیّ بعدی وفی صلوة عيسٰی خلف رجل من هذه الامّة مع كونه فی اخرالزمان وقرب قيام الساعة دلالة للصحيح من الاقوال ان الارض لاتخلوا عن قائم للّٰه بحجة وقيل معنی وامامكم منكم انه يحكم بالقران لا بالانجيل كما فی روايته

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

لمسلم وامامکم منکم قال ابن ابی ذئب معناه وامامکم بکتاب ربّکم وعلیه لم یتبیّن ان عیسیٰ اذانزل یکون اماما اوماموماً لکن لینکر علیه روایته احمد ومسلم فانها صریحتان لایقبلان هذا التاویل وقال ابوالحسن الاتری فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار ان المهدی من هذه الامّة وان عیسی یصلّی خلفه ذکر ذلک رداً لحدیث ابن ماجة عن انس ولامهدی الا عیسیٰ (فهو ﷺ وان کان خلیفة فی الامّة المحمدیة فهورسول ونبی کریم علی حاله لاکمایظن بعض الناس انّه یاتی واحداً من هذه الامّة) بدون نبوّة ورسالة وجهل انهما لایزولان بالموت کما تقدم فکیف بمن هوحی (نعم هو واحد من هذه الامّة) مع بقائه علی نبوّته ورسالته (لماذکر من وجوب اتباعه لنبیّنا ﷺ والحکم بشریعته فان قلت قد ورد فی صحیح مسلم) والبخاری ایضاً (قوله ﷺ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما ای حاکماً (مقسطا) ولفظ البخاری حکماً عدلا وفی مسلم عن ابی هریرة مرفوعاً ینزل عیسیٰ بن مریم علی المنارة البیضاء شرقی دمشق وفی الصحیحین عنه رفعه ینزل عیسی فیقتل الدجال (فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر) فیبطل دین النصرانیة لکن فی الطبرانی الاوسط باسناد لاباس به عن ابی هریرة ویقتل الخنزیر والقردة (ویضع الجزیة) وفی روایته ویضع الحرب وبقیة الحدیث فی الصحیحین ویفیض المال حتی لایقبله احد حتی تکون السّجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة اقرءوا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا. قال الحافظ والمعنی ان الدین یصیر واحدا فلا یبقی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

احد من اهل الذمّة يؤد الجزية وقيل معناه يكثر المال فلا يبقى من يمكن صرف مال الجزية له فيترک الجزية استغناءا عنها وقال عياض يحتمل ان المراد بوضعها تقريرها على الكفار من غيرمحاباة وتكون كثرة المال بسبب ذٰلک وتعقبه النووی (وان الصواب فی معناه انه لايقبل الجزية ولايقبل الا الاسلام اوالقتل) ان امتنعوا منه قال الحافظ ويؤيّده رواية احمد من وجه اٰخر وتكون الدعوى واحدة (وهذا خلاف ماهو حكم الشرع اليوم فان الكتابی اذا بذل الجزية وجب قبولها ولم يجز قتله ولا اكراهه عی الاسلام واذاكان كذٰلک فكيف يكون عيسٰی علیہ السلام حاكماً بشريعة نبيّنا صلی اللہ علیہ وسلم. فالجواب انه لا خلاف انما ينزل حاكماً بهذه الشريعة المحمدية صلی اللہ علیہ وسلم) لحديث عبدالله بن مغفل ينزل عيسٰی بن مريم مصدقا بمحمد على ملته رواه الطبرانی (ولا ينزل نبی برسالة مستقلة وشريعة ناسخة بل هو حاكم من حكّام هذه الامّة واماحكم الجزية ومايتعلّق بها فليس حكما مستمرا الى يوم القيامة بل هو مقيّد بما قبل نزول عيسٰی وقد اخبرنبينا صلی اللہ علیہ وسلم وليس عيسٰی هوالناسخ بل نبيّنا صلی اللہ علیہ وسلم هوالمبين للنسخ) بقوله ويضع الجزية (فدل على ان الامتناع فی ذٰلک الوقت من قبول الجزية وهو شرع نبيّنا صلی اللہ علیہ وسلم اشار اليه النووی فی شرح مسلم فان قلت ما لمعنى فی تغيير حكم الشرع عند نزول عيسٰی علیہ السلام فی قبول الجزية فاجاب ابن بطال) ابوالحسن علی فی شرح البخاری (بانا انما قبلناها نحن لاحتياجنا الى المال وليس يحتاج عيسٰی علیہ السلام عند خروجه) ای ظهوره ونزوله من السماء الى الارض (الى مال لانه يفيض فی ايّامه المال حتى

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لایقبله احد فلا یقبل الا القتل اوالایمان باللّٰه وحده. انتہی واجاب الشیخ ولی الدین بن العراقی بان قبول الجزیة من الیهود والنصاری بشبهته ما بایدیهم من التورٰة والانجیل وتعلّقهم بزعمهم بشرع قدیم فاذانزل عیسٰی علیہ السلام زالت تلک الشبهة بحصول معاینته فصاروا کعبدة الاوثان فی انقطاع شبهتهم وانکشاف امرهم فعوملوا معاملتهم فی انه لایقبل منهم الا الاسلام والحکم یزول بزوال علّته قال وهذا معنی حسن مناسب لم ار من تعرض له قال وهذا اولٰی ممّا ذکره ابن بطال انتہی) وفی الفتح قال العلماء الحکمة فی نزول عیسٰی دون غیره من الانبیاء الرد علی الیهود فی زعمهم انهم قتلوه فبین اللّٰه کذبهم وانه الذی یقتلهم اونزوله لدنو اجله لیدفن فی الارض اذ لیس لمخلوق من التراب ان یموت فی غیرها وقیل انه دعا اللّٰه لما رای صفة محمد ﷺ وامته ان یجعله منهم فاستجاب اللّٰه دعائه وابقاه حتی ینزل فی اخرالزمان مجدّد والامر الاسلام فیوافق خروج الدجال فیقتله والاوّل اوجه. وفی مسلم عن ابن عمروانه یمکث فی الارض بعد نزوله سبع سنین وروی ابونعیم بن حماد فی کتاب الفتن من حدیث ابن عبّاس ان عیسٰی اذ ذاک یتزوّج فی الارض ویقیم بها تسع عشرة سنة وباسناد فیه مبهم عن ابی هریرة یقیم بها اربعین سنة وروی احمد وابوداوٗد بسند صحیح عن ابی هریرة مرفوعاً ینزل عیسٰی علیہ السلام وعلیه ثوبان ممصران فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویدعوالناس الی الاسلام ویهلک اللّٰه فی زمانه الملل کلّها الا الاسلام وتقع الامنة فی الارض حتی ترقع الاسود مع الابل وتلعب الصبیان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالحیّات فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی ویصلّی علیه المسلمون انتہی. قال ابن کثیر لیشکل علیه خبر مسلم انه یمکث فی الارض سبع سنین اللھم الا ان تحمل ھذہ السبع علی مدّة اقامته بعد نزوله تکون مضافة الی مکثه فیھا قبل رفعه الی السماء وکان عمرہ اذ ذاک ثلاثا وثلاثین سنة علی المشھور قال فی مرقاة الصعود وقد اقمت سنین اجمع بذلک ثم رأیت البیھقی قال فی کتاب البعث والنشور ھکذا فی ھذالحدیث ان عیسٰی یمکث فی الارض اربعین سنة وفی مسلم من حدیث عبداللّٰه بن عمرو فی قصّة الدجال فیبعث اللّٰه عیسٰی ابن مریم فیطلب فیھلکه ثم یلبث الناس بعدہ سبع سنین لیس بین اثنین عداوة وقال البیھقی ویحتمل ان قوله ثم یلبث الناس بعدہ ای بعد موته فلا یکون مخالفا للاول انتہی. فترجح عندی ھذا التاویل من وجوہ احدھا ان حدیث مسلم لیس نصا فی الاخبار عن مدّة لبث عیسٰی وخبر ابی داؤد نصٌ فیھا. والثانی ان ثم توید ھذا التاویل لانھا للتراخی والثالث قوله یلبث الناس بعدہ فیتجه ان الضمیر فیه لعیسٰی لانه اقرب مذکور والرابع انه لم یرد فی ذلک سوی ھذا الحدیث الواحد المحتمل ولاثانی له وورد مکث عیسٰی اربعین سنة فی عدة احادیث من طرق مختلفة فحدیث ابی داؤد ھذا ھو صحیح فھذہ الاحادیث المتعدّدة الصریحة اولی من ذلک الحدیث الواحد المحتمل انتہی ویؤیّدہ ان حدیث رفعه وھو ابن ثلاث وثلاثین انما یروی عن النصاری فعند الحاکم عن وھب ابن منبه قال ان النصاری تزعم فذکر الحدیث الی ان قال وانه رفع وھو ابن ثلاث وثلاثین وفیه عبدالمنعم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

بن ادریس کذبوہ ولوصح فھو عن النصاریٰ کماتری والثابت فی الاحادیث النبویّة انه رفع وھو ابن مائة وعشرین روی الطبرانی والحاکم فی المستدرک عن عائشة ان النبی ﷺ قال فی مرضه الذی توفی فیه لفاطمة ان جبریل کان یعارضنی القران فی کل عام مرّة وانه عارضنی بالقران العام مرّتین واخبرنی انه لم یکن نبی الاعاش نصف الّذی قبله واخبرنی ان عیسٰی بن مریم عاش عشرین ومائة سنة ولاارانی الاذاھبا علی راس الستین ورجاله ثقات وله طرق وذکر ابن عساکر ان وفاة عیسٰی تکون بالمدینة فیصلی علیه ھنالک ویدفن بالحجرة النبویّة وقال الحافظ فی موضع اخر رفع عیسٰی وھو حی علی الصحیح ولم یثبت رفع ادریس وھو حی من طریق مرفوعة قویة. انتھی. (زرقانی صفحہ۲۰۴و۲۰۵)

پس جس وقت کہ ہمارے سردار عیسٰی علیہ السلام آسمانوں سے اتریں گے تو ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے پھر شریعت محمدی ﷺ کے احکام کا استفاضہ ان کو بذریعہ الہام ہو یا بذریعہ روح محمدی ﷺ یا کسی اور طریقہ سے جو اللہ چاہے گا یعنی کتاب وسنت سے بطریق استنباط یا مثل اس کے کسی دوسرے طریقہ سے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو شریعت محمدی ﷺ کے احکام کس طرح پہنچیں گے؟

چنانچہ شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ عیسٰی علیہ السلام کو ہمارے شریعت کے احکام کس طرح پہنچیں گے؟ تو انہوں نے

۱......جواب دیا کہ کل انبیاء اپنے اپنے زمانوں میں اپنے ماقبل اور مابعد انبیاء علیہم السلام کی کل شرائع کو جبریل علیہ السلام کی زبانی بطریق وحی اور اپنی اپنی منزلہ کتابوں میں بطریق تنبیہ جانتے ہیں۔

۲......اور حضرت عیسٰی علیہ السلام قرآن کریم میں نظر اور غور کرنے سے احادیث رسول اللہ ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کی طرف رجوع کرنے کے بغیر اس ملت کے احکام سمجھ لیں گے جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم سے احکام ملّت استنباط فرمائے۔ کیونکہ قرآن کریم شریعت کے کل احکام پر حاوی ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے قرآن کریم سے احکام شریعت کا استنباط اپنے اس خداداد فہم اور عقل کے ساتھ کیا جو انہیں کے ساتھ مختص ہوا۔ اور پھر احکام مُستنبط کو احادیث میں مشرّح فرمایا اور اُمت کے افہام اس شے کے ادراک سے قاصر ہیں جو صاحب نبوّت ادراک کرتا ہے اور چونکہ عیسٰی علیہ السلام بھی ایک نبی اللہ ہیں اس لئے بعید نہیں کہ قرآن کریم سے اسی طرح احکام ملّت کا ادراک کریں جس طرح کہ ہمارے نبی ﷺ نے ادراک کیا۔

۳...... اور عیسٰی علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں معدود ہیں۔ کیونکہ کئی بار آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کو اجتماع ہوا۔ پس کوئی مانع نہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے شریعت محمدیہ کے ان احکام کی تلقی کی ہو جو شریعت انجیل کے مخالف ہوں کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ عنقریب اُمت محمدیہ ﷺ میں اترنے والے ہیں اور ان میں انہیں کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ لہٰذا عیسٰی علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے بلاواسطہ ان احکام کی تلقی کی اور اسی معنی کی طرف علماء کی ایک جماعت نے اشارہ کیا۔ شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے امام سبکی رضی اللہ عنہ کی عبارت دیکھی جس میں انہوں نے تصیص کی ہے کہ عیسٰی علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق قرآن وسنت کے ساتھ حکم کریں گے جس سے اس معنی کو ترجیح ہوتی ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ اور بلاواسطہ سنّت کی تلقی کی۔

۴...... اور عیسٰی علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو ان کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ زمین پر اجتماع اور مصاحبت ہوگی جیسے کہ یہ معنی کئی حدیثوں میں صراحت کئے گئے ہیں پس کوئی مانع نہیں کہ عیسٰی علیہ السلام ضرورت کے وقت آنحضرت ﷺ سے احکام شریعت کی تلقی کر لیں

اور شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں وجوہات کے اثبات میں مدلل طور سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استدلال کیا جس کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے اور بیان کیا کہ جواب اوّل کی نسبت کسی نے ان پر اعتراض کیا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن کریم پر کتب سابقہ مشتمل ہیں اور شیخ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی مانع نہیں کیونکہ احادیث نبویہ سے اس معنی کا ثبوت ملتا ہے اور خود خدا قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا زبر اولین میں ہے۔ پھر ایک ورق میں اس کے ادلہ بیان کئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی اترنا

اور کہا کہ اسی سائل نے پھر دوسری دفعہ پوچھا کہ کیا یہ ثابت ہے کہ اترنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہوگا؟ اس کے جواب میں کہا ہاں۔ کیونکہ مسلم وغیرہ نے نواس بن سمعان کی حدیث کے درمیان روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندوں میں سے ایسے بندے نکالے ہیں کہ جن کے قتال کی تجھے طاقت نہیں۔ پس میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف لے جا اور اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو نکالے گا جو ہر بلند اور سخت زمین سے دوڑتے آئیں گے اور ان کے پیشرو بحیرہ طبریہ پر گذریں گے اور اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور ان کے پس رو جب اس تالاب پر گذریں گے تو کہیں گے کہ کسی وقت اس تالاب میں پانی ہوگا۔ اور عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب سمیت طور کے غار میں محصور رہیں گے اور یاجوج و ماجوج کے نابود ہونے کے بعد عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب کے ساتھ زمین کی طرف اتریں گے۔ پس یہ حدیث صریح بیان کر رہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی اترے گی اور یہ امر قطعی ہے کہ وحی لانے والا جبریل علیہ السلام ہی ہے کیونکہ اللہ اور انبیاء اللہ کے درمیان وہی سفیر ہے جیسے کہ آثار میں مصرح ہے اور شیخ نے بالتفصیل ان کو لکھا۔

عیسیٰ علیہ السلام پر وحی حقیقی ہوگی کیونکہ وہ نبی ہیں

پھر شیخ نے کہا کہ بعض کا زعم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب اترے گا تو وحی حقیقی اس کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف نہ اترے گی بلکہ اس کو وحی مجازی ہوگی یعنی الہام۔ حالانکہ یہ بالکل باطل اور مہمل ہے کیونکہ مسلم وغیرہ کی حدیث اس کو رد کر رہی ہے اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی اس کے نزدیک متعذر ہے دراصل وہ خود فاسد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں وحی حقیقی کے نزول میں کون مانع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعد نزول سلب نبوّت ہونے کا اعتقاد کرنا کفر ہے

پس اگر اس خیال سے کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے وصف نبوت جاتا رہا ہے تو یہ ایسا قول ہے جو کفر تک پہنچا دیتا ہے کیونکہ کبھی کسی نبی کی نبوّت نہیں جاتی نہ مرنے کے قبل اور نہ مرنے کے بعد۔ اور اگر اس خیال سے کہے کہ وحی حقیقی نبی کے ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے تو یہ ایسا قول ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور اس کو اس کے خلاف دلائل کا ثبوت باطل کرتا ہے۔ انتہی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی جدید شریعت نہ لائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ ﷺ پر عمل کریں گے

الحاصل عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے ان شرائع کی تلقی فرمائیں گے جن کا حکم امت محمدیہ ﷺ میں اللہ کو منظور ہوگا اور کسی شے کی تحریم اور تحلیل کے متعلق کوئی جدید حکم بجز حکم نبی ﷺ نہ کریں گے اور نہ اپنی شریعت متقدمہ کے مطابق حکم کریں گے کیونکہ وہ ہر امر میں ہمارے نبی ﷺ کے تابع رہیں گے۔ چنانچہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب ختم الاولیاء میں تنبیہ کردی ہے اور صاحب عنقاء مغرب نے اس کی صراحت کی اور اسی طرح شیخ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں اور اس نے اس امر کی تصحیح کی کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے اور مہدی ان کا اقتدا کریں گے کیونکہ وہ افضل ہے لہٰذا اسی کی امامت اولیٰ ہے۔ انتہی

حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی امامت مہدی موعود کرے گا اور امامکم منکم کی تفسیر

اگر چہ اس تعلیل پر اعتماد کرنے سے یقین کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت کریں گے اور بعض آثار بھی اس کے شاہد ہیں لیکن صحیحین کی حدیث اس کی معارض ہے جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ کہا اس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم تم میں اترے گا اور امام تمہارا تمہیں میں سے ہوگا۔ اور نیز مسلم کی دوسری حدیث کہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم علیہما السلام تم میں اترے گا اور امام تمہارا تمہیں میں سے ہوگا۔ اور نیز مسلم کی دوسری حدیث کہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم علیہما السلام تم میں اترے گا اور اس کو کہا جائے گا کہ ہماری امامت کرواور وہ از روئے تکریم امت محمدیہ ﷺ کہے گا نہیں۔ تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہیں۔ اور نیز احمد کی حدیث جو جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ناگہاں عیسیٰ کا ان میں اترنا ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ آگے ہو۔ وہ کہے گا کہ تمہارا ہی امام تمہارے آگے ہونا چاہیے اور وہی تمہاری نماز پڑھائے۔ اور نیز ابن ماجہ کی حدیث جو ابو امامہ سے مروی ہے کہ سب لوگ بیت المقدس میں جمع ہوں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا جو نماز پڑھانے کے لئے ان کے آگے ہوگا اس وقت ناگہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا ہوگا اور امام پچھلے پاؤں لوٹنے لگے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے ہو جائے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان کھڑا ہو کر کہے گا کہ آگے ہو اس نماز کی اقامت تیرے ہی لئے کہی گئی ہے۔ اور نیز ابونعیم کی حدیث جو ابوسعید سے مرفوعا مروی ہے کہ وہ شخص ہم میں سے ہی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نماز پڑھیں گے یعنی وہ شخص اہل بیت نبی ﷺ میں سے ہے۔

امامت مہدی رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ علیہ السلام میں جو احادیث کا تعارض ہے اس میں مطابقت

اس تعارض کے دفع کرنے کے لئے اس طرح تطبیق کی گئی ہے کہ ابتداء میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مہدی کا اقتدا کریں گے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام بصورت تابع اور حاکم بشریعت نبی ﷺ اترے ہیں۔ پھر اس کے بعد مہدی رضی اللہ عنہ ان کا اقتدا کریں گے تاکہ اصل قاعدۂ اقتداء سے انحراف نہ ہو۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

www.alahazratnetwork.org

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسے کہ قبل اس کے بیان ہوا کہ اس پر ہمارے نبی کا اتباع اور اس کی شریعت کے مطابق حکم کرنا واجب ہے۔ پس اگر تو کہے کہ صحیح مسلم اور بخاری دونوں میں وارد ہے کہ ضرور عنقریب ابن مریم تم میں بصورت حاکم مقسط اور عادل نازل ہوگا اور نیز مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے کہ دمشق کے مشرقی منارہ بیضاء پر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول ہوگا اور صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اترے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ اور پہلی روایت کے بعد ہے کہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا یعنی دین نصرانیہ کو باطل کرے گا۔

وضع جزیہ کے متعلق بحث

اور طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ سے باسناد لاباس بہ ہے کہ خنزیر اور بندر کو قتل کرے گا اور جزیہ اٹھادے گا۔ اور ایک روایت میں لڑائی اٹھادے گا اور صحیحین میں بقیہ حدیث ہے کہ مال بہادے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے رہے کہ اگر تم اس کا ثبوت چاہتے ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو کہ کوئی اہل کتاب نہیں جو عیسیٰ پر ایمان نہ لائے گا قبل اس کے کہ عیسیٰ مرے اور عیسیٰ ان پر قیامت کے دن شہادت دے گا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کہ یہ معنی ہیں کہ اس وقت ایک ہی دین ہوجائے گا۔ اور دنیا کے تختہ پر کوئی اہل ذمہ باقی نہ رہے گا جو جزیہ ادا کرے۔ اور بعض نے اس کے معنی یوں کہے ہیں کہ مال اس قدر زیادہ ہوجائے گا کہ کوئی مصرف جزیہ کا باقی نہ رہے گا پس بوجہ استغناء جزیہ کا لینا ترک کردیا جائے گا۔ اور قاضی عیاض کا قول ہے کہ محتمل ہے کہ وضع سے مراد تقرر ہو یعنی عیسیٰ کفار پر بلا محابہ جزیہ معین فرمائے گا اور مال کی کثرت اسی سبب سے ہوگی۔ لیکن امام نووی نے اس قول کا پیچھا کرکے اس کو رد کردیا پس اس کے صحیح معنی یہی ہیں کہ عیسیٰ نہ جزیہ قبول کرے گا اور نہ اسلام کے سوائے کوئی دوسری چیز اور اگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تو قتل کرے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

وضع جزیہ کے صحیح معنی

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس معنی کی مؤید امام احمد کی روایت ہے جو دوسرے طریق سے ہے اور دونوں کا دعویٰ واحد ہے اور یہ اگرچہ ہماری شریعت کے موجودہ حکم کے برخلاف ہے کیونکہ کتابی جبکہ جزیہ دینا قبول کرے تو اس کا قبول کر لینا واجب ہے اور قتل جائز نہیں اور نہ اسلام پر زبردستی مجبور کرنا اور ایسی صورت میں عیسیٰ علیہ السلام خلاف حکم موجودہ کرنے میں حاکم شریعت نبی کیونکر رہ سکتے ہیں؟ پس اس کا جواب یہی ہے کہ بلاشک وہ شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق حکم کریں گے جیسے کہ حدیث عبداللہ بن مغفل میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم محمد ﷺ کے مصدق اور ان کی ملت پر نازل ہوں گے جس کو طبرانی نے روایت کیا اور یہ بالکل مقرر ہے کہ کوئی نبی رسالت مستقلہ اور شریعت ناسخہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ اترے گا بلکہ اسی امت کے حکام کی طرح ایک حاکم ہوگا لیکن حکم جزیہ اور اس کے متعلق امر کوئی استمراری حکم نہیں جو قیامت تک ہوگا بلکہ یہ حکم نزول عیسیٰ کے ماقبل تک محدود اور مقید ہے۔

پس عیسیٰ اس حکم کا ناسخ نہیں بلکہ خود ہمارے نبی ﷺ ہیں جنہوں نے اس کے ناسخ کا وقت بیان فرما دیا کہ عیسیٰ جزیہ اٹھا دے گا۔ پس معلوم ہو گیا کہ اس وقت جزیہ کا قبول نہ کیا جانا ہمارے ہی نبی ﷺ کی شریعت کے حکم کے مطابق ہے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم میں اس معنی کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ پس اگر تو کہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت قبول جزیہ کے ایک حکم شرعی کے بدل دینے میں کیا حکمت ہے تو اس کا جواب ابن بطال ابوالحسن علی نے شرح بخاری میں یوں دیا ہے کہ ہم نے اس وقت جزیہ لینا اس لئے قبول کیا ہے کہ ہم مال کے محتاج ہیں اور عیسیٰ کو آسمانوں سے نزول کے وقت مال کی حاجت نہ رہے گی اور ان کے زمانہ میں مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ پس عیسیٰ بجز ایمان خدائے واحد یا قتل کے قبول نہ کرے گا۔ انتہی اور شیخ ولی الدین ابن العراقی نے یوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب دیا ہے کہ اس وقت یہود اور نصاریٰ سے جزیہ اس لئے قبول کیا گیا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں توریت اور انجیل کے ہونے اور ان کے زعم میں شرع قدیم کے ساتھ متمسک ہونے کا شبہہ ہے پس جس وقت کہ عیسیٰ علیہ السلام اترے گا اس وقت حصول معائنہ سے یہ شبہہ دور ہو جائے گا اور ان کی حالت وثن پرستوں کی سی ہو جائے گی اور انہیں کی طرح ان کے ساتھ بھی معاملہ کیا جائے گا اور بجز اسلام کے ان سے کوئی شے قبول نہ کی جائے گی اور حکم کا زوال اس کی علت کے زوال سے ہوتا ہے۔ اور کہا کہ یہ اچھی اور مناسب وجہ ہے جس پر میں نے کسی کو معترض نہ دیکھا اور ابن بطال کے جواب سے بہتر ہے۔ انتہی

عیسیٰ نبی اللہ کے آسمانوں سے اترنے کے اسرار

اور فتح الباری میں ہے کہ علماء کہتے ہیں علی الخصوص عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں حکمت یہی ہے کہ

۱...... یہود کو اپنے اس زعم میں ندامت اور حسرت ہو کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ پس عیسیٰ کے نزول سے اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا کہ وہ اپنے زعم میں جھوٹے ہیں بلکہ وہ خود عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوں گے۔ یا

۲...... اجل نزدیک ہو جانے سے تاکہ زمین میں دفن کئے جائیں اس لئے کہ جو شے کہ مٹی سے مخلوق ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ مٹی کے سوائے کسی اور جگہ مرے۔ اور

۳...... بعض کا قول ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے محمد اور امت محمدیہ ﷺ کی صفت دیکھی تو اللہ سے دعا مانگی کہ اے خدا! مجھے بھی اُمت محمدیہ ﷺ میں سے کر۔ پس اس کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی اور اس کو زندہ رکھا تاکہ آخر زمانہ میں امر اسلام کا مجدّد ہو کر اترے اس وقت دجال کو پائے گا اور اس کو قتل کرے گا۔ لیکن وجہ اوّل بہت مناسب ہے۔ اور مسلم میں ابن عمر سے ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد سات برس تک زمین میں اقامت کرے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیام میں اختلاف کی توجیہہ

اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ نزول کے بعد زمین میں نکاح کرے گا اور انیس (۱۹) برس تک اقامت کرے گا۔ اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسناد مبہم سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام چالیس (۴۰) برس تک اقامت کرے گا۔ جس کو احمد نے روایت کیا اور ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ ابی ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دو زرد رنگ کپڑے اوڑھے ہوئے اتریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھادیں گے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے اور اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا کل ملتیں نابود کردے گا اور زمین میں ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ مل کر چریں گے اور خرد سال بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے پھر چالیس (۴۰) برس تک زمین میں اقامت کریں گے پھر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ انتہیٰ

ابن کثیر کہتا ہے۔ کہ مسلم کی حدیث اس کی معارض ہے جس میں مذکور ہے کہ عیسیٰ زمین میں سات برس تک اقامت کرے گا۔ ہاں اس صورت میں معارض نہیں جب کہ یہ سات برس نزول کے بعد مدّت اقامت پر محمول ہوں اور قبل از رفع مدت مکث کے ساتھ منضم کئے جائیں جو کہ بقول مشہور تینتیس برس ہیں۔ چنانچہ شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مرقات الصعود میں لکھتے ہیں کہ میں کئی سال تک ان احادیث میں اسی طرح تطبیق کرتا رہا۔ پھر بیہقی کی کتاب ''البعث والنشور'' میں دیکھا کہ اس نے بھی اسی طرح اس حدیث کی نسبت کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس تک اقامت کریں گے اور قصہ دجّال کے متعلق مسلم میں عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا تاکہ دجال کی تلاش کرکے اس کو ہلاک کرے۔ پھر اس کے بعد سات برس تک لوگ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح مل کر رہیں گے کہ کسی اثنین میں باہم عداوت نہ ہوگی۔ بیہقی نے کہا محتمل ہے کہ بعدہ سے مراد بعد موتہ ہو جو اوّل کے مخالف نہیں۔ انتہی یہ تاویل میرے نزدیک کئی وجوہ سے راجح ہے۔ اوّل اس لئے کہ مسلم کی حدیث مدت لبث عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت نص نہیں اور ابوداؤد کی حدیث اس معنی میں نص صریح ہے۔ دوم یہ کہ کلمہ ثم اس تاویل کا مؤید ہے اس لئے کہ وہ تراخی کا افادہ کرتا ہے۔ سوم اس لئے کہ بعدہ کی ضمیر انسب ہے کہ عیسیٰ کی طرف راجع ہو اس لئے کہ قریب تر مرجع مذکور عیسیٰ ہی ہے۔ چہارم اس لئے کہ اس باب میں اس حدیث محتمل کے سوائے کوئی دوسری حدیث وارد نہیں ہوئی حالانکہ چالیس (۴۰) برس کی مدت اقامت کی حدیثوں میں مختلف طریقوں سے مذکور ہے پس ابوداؤد کی حدیث ہی صحیح ہے۔ اور یہ متعدد اور صریح حدیثیں مسلم کی واحد اور محتمل حدیث سے اولیٰ ہیں۔ انتہی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس عمر میں مرفوع ہوئے؟

اور حدیث رفع کہ عیسیٰ علیہ السلام تینتیس برس کی عمر میں مرفوع ہوئے۔ اس کا نصاریٰ سے مروی ہونا اسی معنی کا مؤید ہے۔ چنانچہ حاکم کے نزدیک وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ اس نے کہا نصاریٰ کا زعم ہے کہ عیسیٰ تینتیس برس کی عمر میں مرفوع ہوا اور اس کے راویوں میں عبدالمنعم بن ادریس ہے جو متہم بالکذب ہے اور اگر صحیح بھی فرض کی جائے تو وہ نصاریٰ کا زعم ہے کیونکہ جو امر کہ احادیث نبویہ میں ثابت ہے وہ یہ ہے کہ عیسیٰ ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی عمر میں مرفوع ہوا۔ چنانچہ طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے مرض موت میں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جبریل ہر سال ایک دفعہ میرے ساتھ قرآن کا تکرار کیا کرتا تھا اور اس سال اس نے دو دفعہ دور کیا ہے اور اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف زمانہ زندہ رہا اور عیسیٰ ابن

لے اس کی تردید ان شاء اللہ عنقریب آتی ہے۔ ۱۲

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مریم ایک سو بیس (۱۲۰) برس زندہ رہا اور بجز اس کے نہیں کہ میں ساٹھ (۶۰) برس کے سرے پر رخصت ہونے والا ہوں۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور کئی طریق سے مروی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ منورہ میں ہوگا

اور ابن عساکر کا بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگی اور وہیں اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور حجرۂ نبوی میں دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ توریت میں محمد ﷺ کی صفت اور عیسیٰ بن مریم کا ان کے ساتھ دفن کیا جانا لکھا ہوا ہے۔ اور حافظ علیہ الرحمۃ نے دوسری جگہ تصریح کر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اٹھائے گئے اور کہا کہ یہی صحیح ہے۔ لیکن حضرت ادریس علیہ السلام کا زندہ اٹھایا جانا بطریق مرفوع اور قوی ثابت نہیں ہوا۔ انتہی ملخصا

ان صحابہ اور تابعین اور ائمہ کے نام جن کا مذہب ہے کہ عیسیٰ زندہ ہے اور وہ آسمان سے اترے گا

پس ہمارے ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ کل محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اصحاب روایت و درایت اور صحابہ کرام جیسے حضرت عمر اور ابن عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت علی اور عبداللہ ابن مسعود اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن سلام اور ربیع اور انس اور کعب اور حضرت ابوبکر الصدیق جیسے کہ ان کا قول اپنے مقام پر آئے گا اور جابر اور ثوبان اور حضرت عائشہ اور تمیم داری رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور بیہقی اور طبرانی اور عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ اور حاکم اور ابن جریر اور ابن حبان اور امام احمد اور ابن ابی حاتم اور عبدالرزاق اور قتادہ اور سعید بن منصور اور ابن عساکر اور اسحٰق بن بشر اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ اور بزاز اور شرح السنۃ اور ابونعیم اور شیخ سیوطی اور علامہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی اور قسطلانی اور امام ابوحنیفہ اور کل ائمہ شوافع اور مالکیہ اور صوفیہ اور تابعین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسے ابن سیرین اور شوکانی اور ابن قیم وغیرہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور قبل از قیامت آسمانوں سے اتریں گے۔

اور شیخ سیوطی نے کتاب الاعلام میں تصریح کر دی کہ **انه يحكم بشرع نبيّنا ووردت به الاحاديث وانعقد عليه الاجماع** (کتاب الاعلام للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ) **وقد تواترت الاحاديث بنزول عيسىٰ جسماً اوضح ذٰلك الشوكاني فى مؤلف مستقل يتضمن ذكر ماورد فى المنتظر والدجال والمسيح وغيره فى غيره وصح الطبرى هذا القول ووردت بذٰلك الاحاديث المتواترة.** (فتح البیان) عیسیٰ نبی اللہ جو بعد از نزول آسمانوں سے ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کرے گا۔ اس پر اجماع اُمت ہے جیسے کہ ہم نے اوپر بعض کی عبارات بعینہا نقل کر دی ہیں۔

قادیانی کا جھوٹا دعویٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مر جانے پر اجماع اُمت ہے

پس نہایت تعجب اور حیرت کی بات ہے جو قادیانی صاحب نے اپنے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۱۱ سے صفحہ ۱۵۱ تک متعدد مقامات میں تصریح کر دی۔ **وكذٰلك ذهب اليه كثير من الاكابر والائمة وماجاء لفظ رجوع المسيح فى بناء خيرالبريّة** (ص ۱۱۱) **وماجاء لفظ النزول من السماء فى الحديث** (ص ۱۲۹) **ولاجل ذٰلك ذهب الائمة الاتقياء الى موت عيسىٰ وقالوا انه مات ولحق الموتى كما هو مذهب مالك وابن حزم والامام البخارى وغيرذٰلك من اكابرالمحدثين وعليه اتفق جميع اكابر المعتزلين وبعض كرام الاولياء واعلم ان الاجماع ليس على حياته بل نحن احق ان ندعى الاجماع على مماته** (ص ۱۳۲) **وان الصحابة والتابعين و الائمة الاتون بعدهم ذهبوا الى موت عيسىٰ ثم لايمكن لاحد ان ياتى باثر من الصحابة او حديث من خيرالبرية فى تفسير لفظ التوفى بغير**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنی الامانة ابدا ولوماتوا بالحسرة (ص۱۳۳) **اماتری کیف تنحتوا من عند انفسهم نزولالمسیح من السماء ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیرالانبیاء ولافی کلم الاولین** (ص۱۲۸) **ولاتجدون لفظ الرجوع فی کلم سیّد الرسل وافضل الانبیاء ألهتم بهذا اوتنحتون لفظ الرجوع من عند انفسکم کالخائنین** (ص۱۵۱ الکتوب قادیانی) اکثر اکابر امت اور ائمہ مسیح کے مرجانے کے قائل ہیں اور اس کی حیات پر اجماع نہیں بلکہ اس کی موت پر اجماع ہے۔ اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ تبع تابعین اس کی موت کے قائل ہیں اور یہی مذہب مالک اور ابن حزم اور امام بخاری وغیرہ اکابر محدثین کا ہے اور اسی پر اتفاق اکابر معتزلہ اور بعض اولیاء کرام کا ہے اور رجوع کا لفظ کسی حدیث نبوی میں نہیں آیا اور آسمان سے نزول کا لفظ بھی نہ کسی حدیث میں آیا اور نہ متقدمین کے ملفوظات اور کلمات میں۔ کیا تم ان الفاظ کو خائنوں کی طرح اپنے دل سے تراشتے ہو؟ اور تم ہرگز ان الفاظ کو رسول کریم اور متقدمین کے کلام میں یاتوفی کے لفظ کو غیر معنی موت میں نہ پاسکو گے اگرچہ حسرت اور ندامت کے ساتھ مرنا چاہو۔

احادیث میں نزول، رجوع، رفع الی السماء، ہبوط نبی اللہ، آئندہ مرے گا، صحابی رسول اللہ حج کرے گا، رسول اللہ ﷺ کی قبر پر ٹھہرے گا، رسول اللہ ﷺ اس کے سلام کا جواب دیں گے

حالانکہ خود ابن عباس کی حدیث میں آسمان سے نزول ہونے کا لفظ موجود ہے اور اسی طرح فقہ اکبر میں امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے قول میں آسمان سے نزول کا لفظ موجود ہے۔ اور درمنثور میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ **راجع الیکم** مذکور ہے اور صحیح نسائی میں **رفع الی السماء** کا لفظ بروایت ابن عباس اور ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث میں جس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ **لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً واماماً**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقسطاً فليسلكن فجّ الروحاء حاجّا اومعتمرا وليتقفن على قبرى ليسلمنّ عليّ ولاردّن عليه. (از ابی ہریرہ) لفظ ليهبطن عيسٰى بن مريم حكماً عدلاً واقع ہے جو بلندی سے پستی کی طرف اترنے کے لئے مخصوص ہے۔ اور ربیع کی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمادیا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر آئندہ موت آئے گی۔ اور مسلم کی حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وصف نبی اللہ مذکور ہے۔ اور علامہ ذہبی نے تصریح کردی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ نبی بھی ہے اور صحابی بھی۔ کیونکہ شب اسراء میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا۔ اور علامہ زرقانی مالکی اور ابن حجر وغیرہ نے ابن عساکر کی حدیث سے ثابت کردکھایا ہے کہ عیسیٰ نے شب اسراء کے علاوہ کئی بار آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ مصافحہ اور ملاقات کی اور صحابہ کرام نے ان کو بچشم خود دیکھا۔

زریت بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار عیسیٰ میں اب تک کوہ حلوان میں زندہ موجود ہونا

بلکہ زریت بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام نے جو اب تک کوہ حلوان میں زندہ موجود ہیں انہوں نے نضلہ بن معاویہ کو آسمان سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی اطلاع دی۔ ازالۃ الخفا مکاشفات امیر المومنین عمر بن الخطاب میں بروایت ابن عباس ہے۔ وروى (اى ابن عبّاس) ان عمر رضی الله عنه كتب الى سعد بن ابى وقاص وهو بالقادسية يقول له وجّه نضلة بن معاوية الا نصارى الى حلوان العراق ليغيروا على ضواحيها فبعث سعد نضلة فى ثلث مائة فارس فخرجوا حتى اتوا حلوان العراق فاغاروا على ضواحيها واصابوا غنيمة وسبيا فاقبلوا ليسوقونها حتى ارهقهم العصر وكادت الشمس تغرب فالجاء نضلة والسبى والغنيمة الى صفح جبل ثم قام فاذّن فقال الله اكبر الله اكبر فاذا مجيب من الجبل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

يجيبهٔ كبرت كبيرا يانضلة ثم قال اشهد ان لا اله الا اللّٰه قال كلمة الاخلاص يانضلة ثم قال اشهد ان محمدا رسول اللّٰه قال هو الذى بشّرنا به عيسٰى بن مريم على راس امته تقوم الساعه فقال حيّ على الصلوٰة فقال طوبى لمن مشٰى اليها وواظب عليها قال حى على الفلاح قال افلح من اجاب قال اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر لا اله الا اللّٰه قال اخلصت كلمة الاخلاص كله يانضلة حرّم اللّٰه بها جسدک على النار. فلما فرغ من اذانه قاموا فقالوا من انت يرحمک اللّٰه امَلکٌ انت اَم من الجنّ اوطائف من عباد اللّٰه قد اسمعتنا صوتک فارنا صورتک فان الوفد وفد رسول اللّٰه ﷺ ووفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال فانفلق الجبل عن هامته كالرحا ابيض الراس واللحية عليه طمران من صوف قال السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته فقالوا وعليک السلام و رحمة اللّٰه وبركاته من انت يرحمک اللّٰه قال زُرَيت بن برثملا وصى العبد الصالح عيسٰى بن مريم اسكننى هذا الجبل ودعالى بطول البقاء الى حين نزوله من السماء فاقرءوا عمر منى السلام وقولوا ياعمر سدد و قارب فقد دنا الامر و اخبروه بهذا الخصال التى اخبركم بها ياعمراذاظهرت هذه الخصال فى امة محمد ﷺ. فالهرب الهرب اذااستغنى الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتسبوا الى غيرمناسبهم وانتموا الى غير مواليهم ولم يرحم كبيرهم صغيرهم ولم يوقّر صغيرهم كبيرهم وترک المعروف فلم يوم به وترک المنكر فلم ينه عنه وتعلّم عالمهم العلم ليجلب به الدنانير والدراهم وكان المطرقيظا والولد غيظاً وطولوا المنارات وفضضوا المصاحب وزخرفوا المساجد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واظهروا الرشاوشید والبناء واتبعوا الهوی وباعوا الدین بالدنیا وقطعت الارحام وبیع الحکم واکلوا الربوا فصارالغنی عزا وخرج الرجل من بیته فقام الیہ من هو خیر منه فسلموا علیه ورکب النساء السروج ثم غاب عنهم فلم یروه فکتب نضلة بذٰلک الی سعد وکتب سعد بذٰلک الی عمر فکتب الیہ عمر سرانت ومن معک من المهاجرین والانصار حتی تنزلوا بهذا الجبل فان تقیته فاقرءه منی السلام فخرج سعدٌ فی اربعة الاف من المهاجرین والانصار حتی نزلوا ذٰلک الجبل ومکث اربعین یوماً ینادی بالصلوٰة فلایجدون جوابا ولایسمعون خطابا (ازالۃ الخفاء مکاشفات امیر المومنین عمر ﷺ) عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جو قادسیہ میں حاکم تھا لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف روانہ کرتا کہ اس کے اطراف سے اموال غارت حاصل کریں۔ چنانچہ سعد نے نضلہ کو تین سوسوار کی معیت میں بھیجا یہاں تک کہ حلوان عراق میں آئے اور اس کے اطراف واکناف میں لوٹ کے بہت سی غنیمت اور قیدی لا رہے تھے کہ ان کو عصر کے وقت نے تنگی کی اور قریب تھا کہ آفتاب غروب ہوجائے اس وقت نضلہ نے قیدیوں اور غنیمت کو کوہ حلوان کے ایک طرف پناہ دی اور کھڑے ہوکر اذان کہنی شروع کی اور جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو ناگہاں ایک مجیب نے پہاڑ میں سے اجابت کے ساتھ کہا کہ اے نضلہ تو نے خداوند بزرگ کی تکبیر کہی ہے۔ پھر نضلہ نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ تو مجیب نے جواب دیا کہ اے نضلہ یہ کلمۂ اخلاص ہے۔ پھر نضلہ نے کہا اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ تو مجیب نے کہا کہ یہ وہی ہے کہ جس کی بشارت ہم کو عیسٰی بن مریم علیہما السلام نے دی اور جس کی اُمت کے سرے پر قیامت قائم ہوگی۔ پھر نضلہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ تو مجیب نے کہا اس کے لئے خوشی ہے جو نماز کی طرف قدم اٹھائے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس پر مواظبت کرے۔ پھر نضلہ نے کہا **حی علی الفلاح**۔تو مجیب نے کہا اس کیلئے فلاحیت ہے جو اس کی اجابت کرے۔ پھر نضلہ نے کہا **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ** تو مجیب نے جواب دیا اے نضلہ تو نے تو کلمہ اخلاص اچھی طرح کہا۔ اللہ نے تیرا جسم آگ پر حرام کر دیا ہے۔ پس جبکہ نضلہ اذان کہنے سے فارغ ہو گیا تو سب لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ کیا تو فرشتہ ہے یا جن یا اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ ہے؟ تو نے ہم کو اپنی آواز سنائی ہے پس ہم کو اپنی صورت بھی دکھا کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ ﷺ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا ہے۔ پس اسی وقت چکی کے پاٹ کی طرح اس شخص کا سر پہاڑ کے شگاف سے ظاہر ہو گیا جس کے سر اور ریش کے بال سفید اور اس پر پشم کے دو پرانے کپڑے تھے اور اس نے ہم کو خطاب کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور سب نے اس کا جواب وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر پوچھا خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں زریت بن برثملا خدا کے عبد صالح عیسیٰ علیہ السلام کا وصی ہوں اس نے مجھے اس پہاڑ میں ساکن کیا ہے اور آسمان سے نزول کے وقت تک طول بقا کی دعا میرے لئے کی ہے۔ پس میری طرف سے عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہہ دو اور کہو کہ اے عمر استوار اور قریب ہو جا کیونکہ امر معبود نزدیک ہو گیا ہے۔ اور ان بہت سی خصائل کی اطلاع دینے کے لئے امر کیا جو اس حدیث میں حاشیہ پر مذکور ہیں۔ اور اس کے بعد غائب ہو گیا اور وہ اس کو نہ دیکھ سکے۔ پھر نضلہ نے یہ سارا واقعہ سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں سعد کو لکھا کہ تو اپنے ساتھ مہاجرین اور انصار کی معیت میں اس پہاڑ پر جا اور اگر زریت بن برثملا سے ملے تو میری طرف سے اس کو سلام کہہ دے۔ چنانچہ سعد حکم کے مطابق چار ہزار مہاجرین اور انصار کی معیت میں اس پہاڑ پر گیا اور چالیس دن تک وہاں نماز کی ندا کرتا رہا لیکن ان کو کوئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب یا خطاب نہ سنائی دیا۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث نے کئی امور سے اطلاع دے دی۔ اوّل وصی عیسیٰ کا اس قدر زمانہ دراز تک بغیر اکل وشرب کے زندہ رہنا۔ دوئم عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی بشارت دینا۔ سوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ چار ہزار صحابہ مہاجرین وانصار عیسیٰ نبی اللہ کے نزول پر ایمان لانا حتیٰ کہ نضلہ اور تین سو (۳۰۰) سوار کی رؤیت وصی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کرکے اپنا سلام وصی عیسیٰ کی طرف بھیجنا۔ کیا اس کے بعد کوئی شخص جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے رسول اللہ کے صحابہ کی طرف خیانت کی نسبت کرسکتا ہے؟ جیسے کہ قادیانی صاحب نے کی۔ اور مسیح کی حیات اور رجوع کے قائل کو مکتوب عربی کے صفحہ ۱۴۹ میں محجوب اور مجہول اور کور دل اور ظالم کہا جس سے یہ چار ہزار صحابہ مہاجرین وانصار بھی باہر نہیں ہوسکتے۔

حضرت سلمان فارسی نے وصی عیسیٰ کو دیکھا

بخاری جلد اوّل کے صفحہ اخیر کے حاشیہ پر کرمانی اور قسطلانی سے اور اکمال میں ہے۔

کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے وصی عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور حضرت سلمان فارسی نے بقولے دوسو پچاس (۲۵۰) برس اور بقول تین سو پچاس برس (۳۵۰) عمر پائی۔ اور ہجرت کے چھتیسویں سال مدائن میں وفات پائی۔ حضرات القدس میں ہے۔ ''وبروایت اکثر سہ وپنجاہ سال بودہ است در ۳۶ھ از ہجرت در مدائن رحلت نمودہ وحضرت امیر کرم اللہ وجہہ در یک شب از مدینہ بمدائن رفتہ سلمان را غسل دادہ در ہماں شب بمدینہ سکینہ مراجعت فرمودہ است''۔

خلاف قول قادیانی صاحب معتزلہ کے نزدیک حیات عیسیٰ علیہ السلام

اور ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں توفی غیر معنی موت کے لئے سورۂ زمر میں منصوص فرمائے۔ اور یہ دعویٰ کہ کل اکابرِ معتزلہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر موت وارد ہوگئی اس کو علام زمخشری معتزلی کا قول جو تفسیر کشاف میں ہے، رد کرتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آیت متوفی کے تحت میں اس طرح لکھا ہے۔ انی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

متوفیک ای مستوفی اجلک ومعناہ انی عاصمک من ان تقتلک الکفار ومؤخرک الی اجل کتبتہ لک وممیتک حتف انفک لاقتلا بایدیھم ورافعک الیّ الی سمای ومقرملائکتی (کشاف) میں تیری اجل پوری کروں گا یعنی میں تجھ کو کفار کے ہاتھوں سے بچالوں گا اور تجھ کو اس اجل اور زمانہ تک مہلت اور وقفہ دوں گا جو تیرے لئے میں نے لکھ دیا ہے اور تجھ کو اپنی موت سے ماروں گا اور تجھ کو اپنے آسمان اور اپنے ملائکہ کے مقر کی طرف اٹھاؤں گا۔

ہاں تفسیروں میں مفسرین نے یہ نصاریٰ کا قول ذکر کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع کے قبل سات ساعت تک مرے رہے۔ قبل اماتہ اللّٰہ سبع ساعات ثم رفع اللّٰہ الی السماء والیہ ذھب النصاری۔ (بیضاوی) اور وہب کا قول ہے۔ وقال وھب توفی اللّٰہ عیسیٰ ثلاث ساعات من النھار ثم احیاہ ثم رفعہ اللّٰہ الیہ وقال محمد بن اسحٰق ان النصاری یزعمون ان اللّٰہ توفاہ سبع ساعات من النھار ثم احیاہ ورفعہ الیہ (معالم، ابن کثیر) کہ تین دن تک مرے رہے۔ پھر خدا نے ان کو زندہ کر کے آسمان کی طرف اٹھالیا اور جیسے کہ اسی قسم کا مفاد اس حدیث کا ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس (۱۲۰) برس تک زندہ رہے اور ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ساٹھ (۶۰) برس کے سرے پر جانے والا ہوں۔ پہلے قول کو سب نے نصاریٰ کی طرف منسوب کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک سو بیس برس کی عمر میں مرفوع ہونا غلط ہے

اور حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ذکر کر کے حافظ حجر عسقلانی نے خود غیر معتبر ٹھہرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ زندہ اٹھایا گیا۔ اور ابن عساکر کی حدیث اس کے بعد نقل کر کے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں فوت ہوں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رکاکت

بلکہ خود اس حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ کی رکاکت اس کی سخافت اور موضوعیت کی شاہد ہے۔ کیونکہ اگر کتب سیر و تواریخ پر بنظر استقرا نظر ڈالی جائے تو کبھی یہ قضیہ ثابت نہ ہوگا کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عجالہ نافعہ میں حدیث کے وضع اور کذب راوی کی علامات میں سے اول علامت وضع یہ لکھتے ہیں۔ کہ راوی تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے۔ اور قطع نظر اس کے بیضاوی وغیرہ نے تصریح کردی ہے کہ زمانہ فترت رسل میں عیسیٰ کے بعد چار نبی گذرے۔ چنانچہ علامہ خیر الدین آفندی نے جواب فصیح میں ان کے اثبات میں متعدد احادیث پیش کیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کردی کہ زمانہ فترت میں کسی ایسے نبی کا وجود ممتنع نہیں جو رسول اخیر کی شریعت کی طرف دعوت دے۔

حضرت محمد ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) برس ہونا ہی صحیح ہے

عن عائشة ان النبی ﷺ توفی وھوابن ثلث وستین قال ابن شھاب واخبرنی سعید بن المسیب مثله (بخاری ص۵۰۱) **واخرج مسلم من وجه اخر عن انس ﷺ عاش ثلاث وستین و ھو موافق لحدیث عائشة الماضی قریباً وبه قال الجمھور** (فتح الباری حاشیہ بخاری ص۵۰۲) اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تریسٹھ (۶۳) برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور یہ مذہب جمہور کا ہے اور یہی صحیح ہے۔ پس کوئی وجہ وجیہہ نہیں کہ حاکم کی اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کی گئی ہے اور کہا گیا ہے۔ **وروی عن ابن عباس توفی وھوابن خمس وستین بادخال سنتی الولادة والوفاة وقیل ابن ستین کما روی عن انس بالغاء الکسر قال فی المرقاة**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والصحیح ثلث وستون (حاشیہ بخاری ص ۴۶۱) ہر نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت ﷺ ساٹھ برس کے سرے پر وفات پا گئے۔

حالانکہ چار ہزار صحابی سے زیادہ صحابہ اور چاروں مذاہب کے ائمہ کا یہ مذہب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اٹھائے گئے اور وہی عیسیٰ دوبارہ آسمان سے نزول فرمانے والے ہیں۔ اور قرآن وسنت نے ان کا نزول علامت ساعت ہونا بیان فرمایا۔

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به کے متعلق احادیث

بلکہ حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آیت **وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته** میں مراد خروج عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہے اور کہا کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موت عيسى والله انه لحى الأن عندالله ولكن اذانزل أمنوا به اجمعون (ابن کثیر از حسن بصری) ابن کثیر نے حسن بصری سے روایت کی کہ کل اہل کتاب عیسیٰ پر قبل از موت عیسیٰ علیہ السلام ایمان لائیں گے اور خدا کی قسم وہ ابھی زندہ اللہ کے پاس ہے اور جب اترے گا سب اس پر ایمان لائیں گے۔

توفّی کے معنی بقول مظہری رفع الی السماء

اور ابن جریر نے بھی اسی قول کی صحت پر فتویٰ دیا۔ **والظاهر عندى ان المراد بالتوفى هوالرفع الى السماء يشهد به الوجدان بعد ملاحظة قوله تعالٰى وماقتلوه وماصلبوه ولولا نفى الموت عنه لما كان من نفى القتل فائدة اذ الغرض من القتل الموت.** تفسیر مظہری کے صفحہ ۳۸۷ میں ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ توفّی کے معنی رفع بلا موت ہے اور اس معنی کیلئے ہر شخص کا وجدان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیت **وماقتلوہ وماصلبوہ** کے ملاحظہ کے بعد شہادت دیتا ہے اور اگر اس سے موت کی نفی مقصود نہ ہوتی تو نفی قتل سے کیا فائدہ کیونکہ قتل کا مفاد بھی تو موت ہی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں

اور حضرت شاہ ولی اللہ فوز الکبیر میں لکھتے ہیں۔ ''ونیز از ضلالت ایشاں یعنی نصاریٰ یکے آنست کہ جزم میکنند کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مقتول شدہ است وفی الواقع در قصہ عیسٰی اشتباہے واقع شدہ بود رفع بر آسمان را قتل گمان کردند و کابراً عن کابر ہماں غلط را روایت نمودند۔ خدائے تعالیٰ در قرآن شریف ازالہ شبہہ فرمود کہ **ماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبّہ لھم۔** انتہی اور مظہری میں ہے کہ **بل رفعہ اللّٰہ الیہ ردّوا انکار لقتلہ واثبات لرفعہ۔** بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہی ایک آیت عیسٰی علیہ السلام کے رفع جسم پر نص منصوص ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ قتل اور صلب اجسام سے تعلق رکھتا ہے۔ پس اس آیت میں جس جسم کے قتل اور صلب کی نفی کی گئی ہے اسی کی طرف رفع کی اضافت بھی کی گئی ہے۔

عیسٰی علیہ السلام زمانہ کہولت کے بعد مریں گے

ویکلم الناس فی المھد وکھلا فیہ اشارۃ الٰی انہ یعمر ولایموت حتی یکھل والی ان سنہ لایتجاوز الکھولۃ قال الحسن بن فضل وکھلا یعنی بعد نزولہ من السماء فانہ رفع الی السماء قبل سن الکھولۃ وقال اھل التاریخ حملت مریم بعیسٰی ولھا ثلاث عشر سنۃ وولدت عیسٰی بمضی خمسین وستین سنۃ من غلبۃ الاسکندر علی ارض بابل واوحی اللّٰہ الی عیسٰی وھوابن ثلاث وثلثین سنۃ وکانت نبوّتہ ثلاث سنین وعاشت مریم بعد رفعہ ست سنۃ۔ (مظہری، درمنثور خرج حاکم من وہب) آیت **لیکلم الناس فی المھد وکھلا** کے متعلق مظہری میں ہے کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام معمر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں گے اور سن کہولت کے قبل نہ مریں گے اور نیز اس طرف اشارہ ہے کہ ان کا سن شریف زمانۂ کہولت سے تجاوز نہ کرے گا۔ حسن بن فضل کا قول ہے کہ کھلا سے مراد نزول آسمان سے بعد کا زمانہ ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام سن کہولت کے قبل آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اور درمنثور میں اہل تاریخ کا قول ہے کہ مریم علیہا السلام تیرہ برس کی سن میں حاملہ ہوئیں اور عیسیٰ کے تولد کا زمانہ وہ ہے جبکہ اسکندر کو بابل کے فتح کیے ہوئے ابھی پینسٹھ برس گذرے تھے اور تینتیس برس کی عمر میں عیسیٰ پر وحی کا نزول ہوا۔ اور تین برس تک انہوں نے دعوت نبوت کی اور آسمان کی طرف رفع کے بعد مریم علیہا السلام چھ سال تک زندہ رہیں۔

اور معالم التنزیل میں مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول و کھلا قال مجاھد معناہ حلیما والعرب یمدح الکھولۃ لانہ الحالۃ الوسطی فی استحکام العقل وجودۃ الرای والتجربۃ فان قبل ذلک یقل التجربۃ۔ (معالم) اگرچہ یہ ہے کہ کہل کے معنی حلیم ہیں لیکن مراد زمانہ کہولت ہے۔ کیونکہ عرب کہولت کے ساتھ مدح اس لئے کرتے ہیں کہ وہی زمانہ استحکام عقل اور جودت رائے اور تجربہ کے حق میں حالت وسطی ہے۔ کیونکہ قبل اس زمانہ کے تجربہ ناقص رہتا ہے اور خود اشعار عرب میں کہل کا لفظ زمانہ کہولت کے معنی میں مستعمل ہوا۔ چنانچہ رضی میں ہے۔

اذا المرء اعتیہ المروۃ ناشیا ۔۔۔ فمطلبھا کھلا علیہ شدید

والمراد ان المرء اذالم یکتسب المجد المؤثل بطلب العلوم والاعمال الصالحۃ ومنعۃ المفاخرۃ و الماثر الدنیویۃ فی اوان الشباب فطلب تلک المنازل فی حال الکھولۃ شدید علیہ۔ (متن متین ص ۴۸) اور قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ مائدہ میں آیت تکلم الناس فی المھد و کھلا کے متعلق لکھتے ہیں۔ اذ قال اللہ یاعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک بدل من یوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يجمع اذ ايدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد و کهلا. ای کائنا فی المهد وکهلا والمعنی تکلمهم فی الطفولة والکهولة علی سواء والمعنی الحاق حاله فی الطفولة بحال الکهولة فی کمال العقل والتکلم وبه استدل علی انه سینزل فانه رفع قبل ان اکتهل (بیضاوی سورۂ مائدہ) کہ قیامت کے متعلق لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ اپنے امتنان نعمت جتلاتے وقت کہے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم تو ان نعمتوں کو یاد کر جو تجھے اور تیری ماں کو عطا ہوئیں جبکہ تجھے میں نے روح القدس کے ساتھ تائید دی اور تو زمانہ مہد میں اور زمانہ کہولت میں بلاتفاوت لوگوں سے باتیں کرتا تھا۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت طفولت کو باعتبار کمال عقل حالت کہولت کے ساتھ لاحق فرمادیا اور اسی سے استدلال کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عنقریب آسمانوں سے اتریں گے کیونکہ وہ زمانہ کہولت کے قبل اٹھائے گئے۔ پس یہ آیت بحوائے خود حسب بیان مظہری و بیضاوی وغیرہ صاف دلالت کررہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی عمر زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کرے گی۔ اور وہ قبل از کہولت آسمانوں کی طرف اُٹھائے گئے جیسے کہ یہی مذہب کل ائمہ کا ہے اور نیز حدیث عائشہ کے منطوق کو باطل کررہی ہے جس میں بیان ہے کہ عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی ہوئی کیونکہ یہ عمر سن کہولت سے تجاوز کرکے شیخوخیت میں محسوب ہے۔

عیسیٰ بن مریم کے فوت ہوجانے پر امام بخاری کے اقوال سے قادیانی کا استدلال اور اس کا ابطال

اور ان تمام بیانات سے جو طریق دوئم میں مذکور ہوئے قادیانی صاحب کے وہ سارے افتراء اور کل جعلسازیاں تار عنکبوت کی طرح نیست و نابود ہوجاتی ہیں جو انہوں نے مکتوب عربی اور ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی میں متعدد صفحات کے اندر امام بخاری اور دیگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ وائمہ کے اقوال کے متعلق کیں اور نادانوں کو فریب میں لانے کے لئے لکھا کہ امام بخاری نے قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور فوت شدہ بندوں میں جاملا اور معراج کے متعلق احادیث جو پانچ دفعہ امام بخاری نے مختلف اغراض کے لحاظ سے لکھی ہیں ان سے استدلال کیا کہ امام بخاری نے متفرق طرق اور متفرق راویوں کے ذریعہ سے یہ ثابت کردیا ہے کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اموات میں جاملا اور خدائے تعالیٰ کے بزرگ نبی جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں ان میں داخل ہوگیا۔ حالانکہ امام بخاری نے اسی ایک غرض کے اثبات کے لئے متعدد مقامات میں ان احادیث کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ ہر ہر غرض کے لئے اس نے جدا جدا عنوان لکھ دیا۔ چنانچہ انہوں نے بخاری کے صفحہ ۵۰ میں باب **کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء** کا عنوان مرتب کرکے اس کے تحت اس حدیث کو اس غرض سے لکھا کہ صلوٰۃ کی فرضیت کی کیفیت بیان کریں۔ اور صفحہ ۴۵۵ **باب ذکر الملائکۃ** مرتب کرکے اس حدیث کو اس کے تحت اس غرض کے لئے لکھا تاکہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ملائکہ کرام کا وجود اور ان کا آسمانوں سے زمین پر بنفوس اشخاص خود اترنا ثابت کریں جس کا قادیانی صاحب توضیح المرام کے متعدد صفحات میں انکار کرکے لکھتے ہیں کہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ بداہت باطل بھی ہے اور ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزاروں لوگوں کی جانیں نکالتا ہے جو مختلف بلاد وامصار میں رہتے ہیں اس کے لئے اس طریق سے یہ مہلت اتنی مشقت کے بعد کافی نہیں ہوسکتی۔ اور جبریل کے نزول کی اصل کیفیت صرف اثراندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیے۔ اور وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے ہیڈ کوارٹر نہایت روشن نیر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اس کے عکس سے تصویر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انبیاء کے دل میں منقوش ہو جاتی ہے اور ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر وہی ڈالتا رہا لیکن ان دونوں وحیوں میں فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا فرق ہے۔ (دیکھو توضیح المرام صفحہ ۲۱، ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۸۵ وغیرہ) اور امام بخاری نے صفحہ ۴۷۱ میں باب **ذکر ادریس وقول اللہ** عزوجل **ورفعناہ مکانا علیا** مرتب کرکے اس کے تحت میں اس حدیث کو اس غرض سے لکھا ہے تاکہ ظاہر کریں کہ الیاس اور ادریس دو جدا جدا نبی ہیں اور وہ جو قادیانی صاحب نے شاید ابن عباس کی **ویذکر عن ابن مسعود وابن عبّاس ان الیاس ھوادریس بخاری واسنادہ ضعیف ولھذا لم یجزم بہ البخاری.** (فح) ضعیف حدیث کے لحاظ سے توضیح مرام کے صفحہ ۳ میں حضرت ادریس کی نسبت بائبل کے حوالہ سے زعم کیا ہے کہ یوحنا یا ایلیا تینوں اسماء کا درحقیقت ایک ہی مسمّٰی ہے اور وہ بالکل باطل اور دور از تحقیق ہے۔ کیونکہ ادریس مکان علیا میں اٹھایا گیا اور آسمانوں میں بحدیث رسول شب معراج میں آنحضرت ﷺ سے ملا۔ اور صفحہ ۵۴۸ میں **باب المعراج** مرتب کرکے اس کے تحت میں اس حدیث کو اس غرض سے لکھا تاکہ قادیانی اور اس کے امثال کے اس خیال باطل کو رد کریں جو معراج نبوی ﷺ کو ایک خواب یا کشف خیال کرتے ہیں اور جو ترتیب کہ اس حدیث مالک بن صعصعہ میں ذکر کی گئی ہے وہی ان کا مذہب ہے۔ اور صفحہ ۱۱۲۰ میں باب **قول اللہ وکلّم اللہ موسیٰ تکلیما** مرتب کرکے اس کے تحت اس حدیث کو اس غرض سے لکھا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس شرف مکالمت کو ظاہر کریں جس کے باعث حالت نزول نبوی کے وقت چھٹے آسمان سے عروج کرکے ساتویں آسمان میں آنحضرت ﷺ کا استقبال کیا اور فرضیت صلوٰۃ کے متعلق تخفیف کے لئے آنحضرت ﷺ کو روک لیا۔

اور اسی طرح قادیانی صاحب کا بالکل افتراء ہے جو انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ پر باندھا کہ انہوں نے آیت **فلمّا توفیتنی** کو کتاب التفسیر میں اس لئے لکھا تاکہ آنحضرت ﷺ کے قول سے ثابت کریں کہ آپ نے **توفّی** کے معنی ماردیا اور وفات دے دی افادہ فرمایا اور اسی غرض سے یہ حدیث بخاری کے متعدد صفحات یعنی صفحہ ۶۶۵، ۶۹۳، ۴۷۳، ۴۹۰ میں ذکر کی گئی۔ حالانکہ امام بخاری نے برخلاف زعم قادیانی صاحب ہر ہر مقام میں عنوان مرتب کرکے اس کے ذکر کرنے کے منشاء اور اپنے مذہب سے آگاہ کردیا۔ پس بخاری کے صفحہ ۴۷۳ میں اس حدیث کو انہوں نے بعنوان **باب قول اللّٰہ عزوجل واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا** اس افادہ کیلئے لکھا تاکہ خلّت ابراہیم کی عظمت کا اظہار ہو۔ اور صفحہ ۴۹۰ میں **باب قول اللّٰہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم** مرتب کرکے اس غرض سے لکھا تاکہ اس باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اخبارات مستفیضہ کا افادہ کریں۔

دجّال اور عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ میں فرق

چنانچہ انہوں نے اسی باب کے ضمن میں عبداللّٰہ بن عمر کی حدیث **عن نافع قال قال عبداللّٰہ ذکر النبی ﷺ یوماً بین ظھرانی الناس المسیح الدجال فقال ان اللّٰہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافۃ وارانی اللیل عندالکعبۃ فی المنام فاذا رجل ادم کاحسن ماتری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر راسہ ماءً واضعاً یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح ابن مریم ثم رایتہ رجلا وراءہ جعدا قططا اعور عین الیمنی کاشبہ من رأیت بابن قطن واضعاً یدیہ علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح الدّجال۔** ذکر کرکے افادہ فرمایا کہ ایک روز رسول اللّٰہ ﷺ نے صحابہ کے سامنے مسیح الدجال کا ذکر فرما کر کہا کہ اس کی سیدھی آنکھ کانی ہے گویا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی آنکھ ایک انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلا ہوا ہے۔ اور آج کی رات میں نے اپنے کو کعبہ کے پاس نیند میں دیکھا اور ناگہاں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی گندم گوں ہے جیسے کہ ایک خوبصورت آدمی گندمی رنگ کا تو دیکھتا ہے۔ کاندھوں کے اوپر کانوں کے نیچے اس کے سیدھے بال سر سے پانی ٹپکاتے ہوئے دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کے گرد طواف کر رہا ہے۔ پس میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر اس کے پیچھے ایک مرد نہایت سخت مرغول (اور حبشیوں کی طرح) مجعود[1] اور گھونگھریالے بالوں والا سیدھی آنکھ کا کانا دیکھا جو ایک آدمی کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ابن قطن سے بہت مشابہ بیت اللہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کہا مسیح الدجال ہے۔ اور اس کے ماقبل مجاہد از ابن عمر کی حدیث میں جو درحقیقت مجاہد عن ابن عباس سے مروی ہے۔ لکھا **فاما عیسٰی احمر جعد عریض الصدر** کہ عیسٰی احمر اور جعد اور فراخ سینہ والا ہے۔ اور اس کے بعد حدیث زہری میں لکھا۔ **حدثنا احمد بن محمد المکی قال سمعت ابراھیم بن سعد حدثنی الزھری عن سالم عن ابیہ قال لاواللہ ماقال النبی ﷺ لعیسٰی احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل ادم سبط الشعر یھادی بین رجلین ینطف رأسہ**

[1] جعد، موے کہ دروے دوتا وپیچش باشد ونرم در ہا نباشد ضد بسط رجل موے میانہ نہ سبط ونہ قطط۔ **قد رجلھا ای سرجھا ومنشطھا وھو استعارۃ من نضارۃ وجمال.** سبط موے نرم فروہشتہ۔ قطط موے سخت دوتا پیچیدہ مثل موے سیاہان وحبشیاں کہ آنرا چنگلہ گویند وسخت جعد وفی الصراح جعد وقطط جعد مرغول وقطط سخت مرغول وکسیکہ درموے وے بسیار پیچ وخم باشد مانند حبشیاں، جعد ورجل، گھونگریالے، میانہ، نہ دراز، جعد وسبط گھونگریالے نرم، سیدھے لٹکے بال، رجل وسبط کنگھی کئے ہوئے لٹکے ہوئے بال۔ وآنحضرت ﷺ نہ سبط بودنہ قطط جعد بین بین بود کہ آنرا ہم رجل وہم جعد گویند وعیسٰی نہ جعد بودنہ قطط بود۔ بلکہ ہم رجل بود وہم سبط۔ جعد کہ در وصف عیسٰی وارد شدہ۔ **قال کرمانی والمراد بہ جعودۃ الجسم وھی اجتماعہ واکتنازہ لاجعودۃ الشعر۔**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ماءًا و یھراق راسه ماءًا فقلت من هذا قالوا ابن مریم فذهبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الراس اعور عینه الیمنی کان عینه عنبة طافة فقلت من هذا قالوا هذا الدجال واقرب الناس به شبها ابن قطن قال الزهری رجل من خزاعة هلک فی الجاهلیة۔ سالم نے حلف کے ساتھ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی صفت احمر نبی ﷺ نے بیان نہیں فرمائی بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ میں نے سوئے ہوئے دیکھا کہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں کہ ناگہاں ایک گندمی رنگ کا آدمی سبط یعنی لٹکے ہوئے بالوں کا دو آدمیوں کے درمیان جھکتا ہوا جا رہا ہے اور اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا ابن مریم۔ پھر میں نے ادھر اُدھر دیکھا تو ناگہاں ایک سرخ رنگ جسیم گھونگریالے بالوں والا سیدھی آنکھ کا کانا ظاہر ہوا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہی دجّال ہے، جو ابن قطن سے بہت ملتا جلتا ہے۔ پس اس باب کی احادیث میں علی رغم قادیانی صاحب جو انہوں نے ازالہ کی جلد اوّل میں اپنی ایک طویل نظم میں کہا کہ ۔

ایں مقدم نہ جائے شکوک است والتباس   سید جدا کند ز مسیحائے احمرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است   زانساں کہ آمدست در اخبار سرورم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم   عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم   حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

امام بخاری نے اس بات کو بھی ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام برنگ احمر نہیں اور نہ ان کے بال جعد قطط یعنی حبشیوں کی طرح گھونگریالے ہیں بلکہ رجل و سبط یعنی موئے میانہ عیسیٰ کنگھی کئے ہوئے چھوٹے ہوئے ہیں۔ اور کرمانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے متعلق تصریح کر دی ہے۔ فان قلت قد سبق انفا ان عیسٰی کان جعدا قلت المراد منه جعودة الجسم وهی اجتماعه واکتنازہ لاجعودة الشعر وقوله یقطر ای

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالماء الذی رجلها به لقرب ترجیله۔ (کرمانی) کہ اس میں جعد سے مراد جعودت جسم ہے نہ جعودت بال۔ اور امام بخاری نے یہ بھی تصریح کردی ہے کہ احمر کی صفت مسیح دجال کی ہے اور سخت گھونگریالے بال بھی دجال ہی کے ہوں گے۔ پس قادیانی صاحب کا یہ بھی ایک افتراء ہے جو انہوں نے ازالہ کے صفحہ ۹۰۰ میں امام بخاری کی نسبت کیا کہ انہوں نے آنے والے مسیح اور اصل مسیح ابن مریم کے حلیہ میں جا بجا التزام کامل کے ساتھ فرق ڈال دیا ہے کہ اصلی مسیح کو احمر بیان کیا ہے اور آنے والے مسیح کو گندم گوں بیان کیا ہے۔ حالانکہ امام بخاری نے اصل مسیح اور آنے والے مسیح کے درمیان کوئی تفریق نہ کی اور اسی طرح ام ہانی کی حدیث معراج نے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ **اما عیسٰی ففوق الربعة ودون الطویل عریض الصدر طاهر الدم جعد الشعر تعلوه صهبة کانه عروة بن مسعود الثقفی۔** اور صہبہ سنہری اور سفیدی کو بولتے ہیں یعنی گندمی رنگ جیسے کہ یہ معنی بخاری کی مذکورہ حدیث میں لفظ رجل الشعر سے نکلتے ہیں۔ کیونکہ رجل ان بالوں کو بولتے ہیں جو میانہ ہوں یعنی نہ تو بالکل ہی سبط اور نہ بالکل ہی قطط اور یہ بجز اس کے نہیں کہ جعد کی صفت ان پر صادق آتی ہے۔ بلکہ مسیح جو آنے والا ہے انہوں نے اس باب کے عنوان سے بیان کردیا کہ یہ مسیح وہی مسیح ہے جس کو قرآن کریم نے ابن مریم کہا اور جو اس باب کے عنوان میں مذکور ہے۔ اور اسی معنی کے افادہ کے لئے انہوں نے اس باب کے بعد باب نزول ابن مریم علیہ السلام مرتب فرمایا اور اس کے ضمن میں اوّل وہ حدیث رسول اللہ ﷺ بیان فرمائی جس کی شہادت میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جن کا دامن آنحضرت ﷺ نے علوم نبوت سے لبالب کردیا۔ فرماتے ہیں کہ اگر تم کو اصلی ابن مریم علیہ السلام کے نزول میں شک ہو تو قرآن کریم کی اس آیت کو پڑھو جس میں بیان ہے کہ کوئی اہل کتاب نہیں جو عیسٰیؑ پر اس کے مرنے کے قبل ایمان نہ لائے گا اور ظاہر ہے کہ اس آیت میں عیسٰی علیہ السلام سے مراد ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حقیقی عیسٰی بن مریم سے لی ہے نہ کوئی معنوی یا مجازی عیسٰی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر قادیانی صاحب کا یہ ایک دوسرا افتراء ہے جو امام بخاری کی نسبت لفظ **امامکم منکم** کے متعلق کیا کہ آنے والا ہم ہی میں سے ایک امام ہے جو اصلی عیسیٰ کا مغائر ہے اور اس کا مثیل ہے حالانکہ ابن ماجہ اور مسلم اور ابو نعیم کی دوسری حدیثیں اس امام کی تفسیر کر رہی ہیں کہ اس حدیث میں عیسیٰ سے مراد اصلی عیسیٰ ابن مریم ہے اور امام سے مراد ایک دوسرا شخص ہے۔ جس کا اقتدا نزول کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام کریں گے تاکہ قادیانی جیسے مریض القلوب کو یہ شائبہ وشبہ نہ ہو کہ آیا عیسیٰ آنحضرت ﷺ کا نائب ہو کر آیا ہے یا نبی ہو کر آنحضرت ﷺ کی شریعت کے علاوہ اپنی قدیم شریعت لایا ہے۔

لانبی بعدی

حالانکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ **لانبی بعدی** یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں، جو جدید نبوت کے ساتھ مبعوث ہو۔ اور فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اس کو چارہ نہ تھا۔ معہذا امام بخاری خود اپنی تاریخ میں تحریر فرما چکے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آنحضرت ﷺ اور صاحبین کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ کے مقبرہ میں چوتھی قبر کی جگہ جہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے

قال ابومودود وقدبقی فی البیت موضع قبر رواہ الترمذی ای حجرۃ عائشۃ موضع قبر فقیل بینہ ﷺ وبین الصدیقین وھوالاقرب الی الادب وقیل بعد عمر وھوالاظھرفقد قال الشیخ الجزری وکذا اخبرنا غیرواحد ممن دخل الحجرۃ ورأی القبور الثلاثۃ علی ھذہ الصفۃ النبی ﷺ مقدم وابوبکر متاخر عنہ راسہ تجاہ ظھر النبی ﷺ وراس عمر کذلک من ابی بکرتجاہ رجلی النبی ﷺ وبقی موضع قبر واحد الی جنب عمر وقد جاء ان عیسٰی علیہ السلام بعد لبثہ فی الارض یحج ویعود فیموت بین مکۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

والمدینۃ فیحمل الی المدینۃ فیدفن فی الحجرۃ الشریفۃ الی جانب فیبقی ہذان الصحابیان الکریمان مصحوبین بین الدین النبیین العظیمین علیھما الصلوۃ والسلام ورضی اللہ عنھما الی یوم القیام (مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ ص ۵۱۵) چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ شیخ جزری اور دوسرے اشخاص سے جو حُجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ منہا میں گئے۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے اس طریق پر مقابر ثلاثہ دیکھیں کہ اوّل آنحضرت ﷺ کی قبر شریف ہے اور آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک کے مقابل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر انور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پُشت اور آنحضرت ﷺ کے پاؤں مبارک کے مقابل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر سکونت کے بعد حج کر کے جب واپس ہوں گے تو مکّہ اور مدینہ کے درمیان فوت ہوں گے اور ان کی نعش مبارک مدینہ منورہ میں اٹھا کر حجرۂ شریفہ میں ایک جانب دفن کی جائے گی اور یہ ہر دو صحابی اور ہر دو اولو العزم انبیاء علیہما السلام کے مابین قیامت تک رہیں گے۔ سبحان اللہ یہ کیا فضائل ہیں جو بہ برکت اتباع خاتم النبیین ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہ ہو سکے۔

قادیانی صاحب کا مکّہ اور مدینہ میں جانے سے خائف ہونا جیسے کہ دجال خائف ہوگا

مگر کمبخت قادیانی صاحب کی شورہ بختی دیکھو کہ وہ کیونکر باوجود دعوی عیسویت اور دعویٰ مثیل مسیح ہونے کے اس سعادت سے محروم اور مرجوم کئے گئے ہیں جو مرزا حسین کامی سفیر کے مقدمہ میں ایک الہامی اشتہار کے ذریعہ جو اخبار چودہویں صدی مطبوعہ ۱۵ رجون ۱۸۹۷ء میں شائع ہوا اپنی خوفناک حالت بیان کررہے ہیں۔ کہ کیا میں اسلام بول میں امن کے ساتھ اس دعویٰ کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں اور یہ کہ تلوار چلانے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کی سب روایتیں جھوٹ ہیں؟ کیا یہ سن کر اس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کریں گے؟ اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کرے گا کہ ان کی مرضی کو مقدم رکھا جائے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ؟ سو ہم گورنمنٹ برطانیہ کے دلی شکر گذار ہیں کیونکہ اس کے زیر سایہ آرام جو ہم نے پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔ ہرگز نہیں پا سکتے۔ انتہی (ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۹ و اشتہار مذکور)

پس اس اشتہار سے ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت کے زیر سایہ رہنے اور اسلام بول اور عرب اور مکہ مدینہ کو بذات خود جانے سے کس قدر خائف ہیں۔ اور ازالہ کے صفحہ ۵۴ میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ ”جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے“۔

پس آنحضرت ﷺ کا ارشاد بالکل سچ ہے جو فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہوگا۔ اگرچہ ناصیہ مدینہ میں کسی وقت اس کا رعب اور اثر ہو جائے گا جیسے کہ قادیانی صاحب کے عربی اشتہارات اور تالیفات کی اشاعت سے ظاہر ہے کہ انہوں نے دور دور تک اشاعت اسلام کی آڑ میں ان کو شائع کیا اور سچ ہے جو آنحضرت ﷺ نے اپنی رؤیا میں دیکھا

فيه اشعار بان احدا لا يستغني من هذا الجناب ولايفتح لهم غرض الا من هذا الباب وقال التوربشتي ان الدجال في صورته الكريهة التي سيظهر عليها يدور حول الدين يبغي العوج والفساد. (مرقات حاشیہ مشکوۃ ص ۴۷۶ باب العلامات)

کہ دجال ایک شخص کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا ہے یعنی آنحضرت ﷺ نے اس سے آگاہ فرمایا کہ کوئی بھی اس جناب سے مستغنی نہیں ہے عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہو یا دجال مسیح۔ اور ان کی غرض اس باب کے سوا حاصل ہونی ممکن نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام ہدایت کا راستہ دکھلاوے گا تو بھی دین کے پیرایہ میں اور گرو دجال ضلالت اور غوائیت کی طرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھکائے گا تو بھی دین کی آڑ میں۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف صحیح ترمذی کی حدیث صحیح میں اشارہ ہے۔ **سیکون فی اُمتی ثلاثون کذّابون کلھم یزعم انه نبی و اناخاتم النبیین لانبی بعدی وفی روایة دجّالون کلھم یزعم انه رسول اللّٰه** (ترمذی از ثوبان و ابو ہریرۃ متفق علیہ) کہ عنقریب میری اُمت میں تیس (۳۰) دجال کے قریب ہوں گے جن کا یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں ہی خاتم النّبیین ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر یہ ایک طرفہ بھید ہے جو قادیانی صاحب نے ازالہ کے صفحہ ۵۳۳ میں لکھا۔ کہ ''میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی''۔ اور صفحہ ۶۷۳ وغیرہ میں لکھا کہ آیت **وَاَرْسَلَ رَسُوْلَه** درحقیقت اسی مسیح قادیانی سے متعلق ہے اور **مبشّرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد** میں بھی اسی مثیل کی طرف اشارہ ہے۔

....

طریق سوم

(محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا جو دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے)

خاتم النبیین کے معنی بقول قادیانی صاحب

آیت کریمہ خاتم النّبیین **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین** (سورۂ احزاب) صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہیں آئے گا۔ اور یہ امر خود مستلزم اس بات کا ہے کہ وہ مرگیا اور یہ خیال کہ پھر وہ موت کے بعد زندہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو گیا مخالف کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ زندہ بھی ہو گیا تاہم اس کی رسالت جو اس کے لئے لازم غیر منفک ہے اس کے دنیا میں آنے سے روکتی ہے۔ آہ (ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴)

عالم تکوین میں کوئی نبی جدید محمد ﷺ کے بعد پیدا نہیں ہو گا

قادیانی صاحب نے اوّل تو خاتم النبیین کے معنی سمجھنے میں ایسی سراسر غلطی کی جو کوئی ادنیٰ سمجھدار شخص بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس آیت مبارک سے صرف اسی قدر ظاہر ہے کہ سلسلۂ انبیاء عالم تکوین میں ہمارے نبی ﷺ پر ختم ہو گیا۔ اور کوئی جدید نبی مخلوق ہونے والا نہیں جیسے کہ پہلے ہوتے رہے۔ پس اگر عیسیٰ علیہ السلام کا بعد آنحضرت ﷺ نزول فرمانا معہود ہوا ہے تو اس لئے کہ وہ مختوم ہیں نہ کہ خاتم۔ اور خود آنحضرت ﷺ کی صحابیت سے مشرف ہوئے۔ اسی واسطے بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ آیت خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ **اخر من نبی ہیں** یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی گئی۔ اور بعد حضرت ﷺ کے کسی کو نبوت ملنا آنحضرت ﷺ سے ختم و منقطع ہو گیا۔ اور اسی معنی کی نسبت آنحضرت ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی سلسلۂ تکوین میں مقدر رہوتا تو بالضرور عمر ہوتا۔ **لو کان بعدی نبی لکان عمر** رضی اللہ عنہ۔ لیکن جو نبی کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے نبوت پا چکے ہیں اگر آنحضرت ﷺ کے بعد تک زندہ بوصف نبوت رہیں تو اس میں کوئی محذور نہیں۔ ہاں محذور تو اس میں ہے جو قادیانی صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۳ میں لکھا کہ وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی۔

بقول قادیانی باب نبوت من کل الوجوہ مسدود نہ ہوا اور وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی

توضیح المرام ص ۱۸ میں لکھا۔ کہ اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔ اور یہ جزوی نبوت دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ اور کہا کہ **النبی محدث و المحدث نبی** آہ۔ حالانکہ شارع کی طرف سے امت محمدیہ ﷺ میں کوئی فرد بجز عمر رضی اللہ عنہ کے محدث ہونا مقطوع نہیں اور پھر انہیں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب کے استدلال کا پہلا قضیہ تو صحیح ہے کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے۔ لیکن دوسرا قضیہ یعنی ہر محدث نبی ہوتا ہے، بالکل باطل ہے۔ کیونکہ خود قادیانی صاحب کے قول کے مطابق رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی امور کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔ لیکن قادیانی صاحب کا یہ زعم کہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت لازم آتی ہے۔ اور رسالت جو اس کے لئے لازم غیر منفک ہے اس کو دنیا میں آنے سے روکتی ہے۔

عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام کے اترنے میں کوئی مانع نہیں

اس سے ہم کو ہرگز اتفاق نہیں کیونکہ اس زعم کو شیخ سیوطی اور امام سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تحقیق باطل کرتی ہے۔ جس کو علامہ زرقانی نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا۔ اور طحطاوی نے شرح درمختار کے اوائل میں۔ کہ کسی سائل نے ان سے پوچھا کہ کیا یہ ثابت ہے کہ نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا اترنا ہوگا؟ اس کے جواب میں کہا کہ ہاں! کیونکہ مسلم وغیرہ نے نواس بن سمعان کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام پر وحی اتارے گا اور یہ امر قطعی ہے کہ وحی کا لانے والا جبریل ہی ہے کیونکہ اللہ اور اللہ کے نبیوں کے درمیان وہی سفیر ہے جیسے کہ آثار میں اس کی صراحت کی گئی ہے اور کہا کہ یہ جو زعم ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام جب نزول فرمائے گا تو اس پر حقیقی وحی کا نزول نہ ہوگا بلکہ وحی مجازی یعنی الہام ہوگا۔ اس کو مسلم کی حدیث رد کرتی ہے۔

حدیث لا وحی بعدی باطل ہے

اور حدیث **لا وحی بعدی** بالکل باطل اور بے اصل ہے۔ اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی اس کے نزدیک متعذر ہے وہ معنی دراصل خود فاسد اور کاسد ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام جب کہ نبی اللہ ہیں پس وحی حقیقی کے نزول میں کون مانع ہے؟ پس اگر اس خیال سے کہا جائے کہ عیسیٰ سے نزول کے بعد وصف نبوت جاتا رہے گا تو یہ ایسا قول ہے کہ جو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی نبی کی نبوت نہیں جا سکتی نہ مرنے کے قبل اور نہ مرنے کے بعد فکیف کہ وہ تو ابھی زندہ ہیں اور اگر اس خیال سے کہا جائے کہ وحی حقیقی نبی کے ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ تو یہ ایسا قول ہے کہ جس پر کوئی دلیل نہیں اور اس کو اس کے برخلاف دلائل کا ثبوت باطل کرتا ہے۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ جبریل بعد موت آنے حضرت ﷺ کے زمین پر نہ اتریں گے اس کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ وارد ہے **ان الذین قالوا ربّنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزّل علیھم الملائکۃ.** (فتوحات باب ۳۶۴) کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہے اس کی موت کے وقت حاضر ہوتے ہیں اور شب قدر میں اترتے ہیں اور دجال کو مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے سے مانع ہوں گے۔

حدیث لانبی بعدی کے معنی

ہاں حدیث **لانبی بعدی** صحیح ہے لیکن اس کے معنی علماء کے نزدیک یہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی تشریع نہیں آئے گا جو تحریم اور تحلیل کے متعلق کوئی جدید شریعت بجز شریعت نبوی ﷺ کے لائے۔ پس اسی معنی کے متعلق احادیث رسول اللہ ﷺ میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے اور ہمارے نبی ﷺ کے تابع ہو کر رہیں گے۔ جیسے کہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب ختم الاولیاء میں اور صاحب عنقاء مغرب اور علامہ تفتازانی نے تنبیہ کر دی۔ انتہی

بقول قادیانی صاحب، رسول کا مطاع ہونا منصوص ہے لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا مطیع شریعت محمدیہ ﷺ ہونا درست نہیں

لیکن قادیانی صاحب کی کورفہمی ملاحظہ کرنی چاہیے کہ وہ بحوالہ **وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ.** ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۶۹ میں استدلال کر رہے ہیں کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور وہ مطاع ہوتا ہے نہ کہ مطیع۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ حضرت ہارون اور یوشع بن نون باوجود نبی اور رسول ہونے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے کیوں تابع ہوئے؟ اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہود نے کیوں انحراف کیا؟ اور یہ بجز اس کے نہیں کہ انہوں نے انجیل عیسیٰ کو احکام تحلیل اور تحریم سے معرٰی اور عیسیٰ علیہ السلام کو توریت کے احکام کا مطیع پایا اور یہ ظاہر ہے کہ نہ حضرت ہارون اور یوشع بن نون کو نبوت غیر تامہ ملی اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کو۔ اور یہ تینوں نبی اگرچہ احکام تحلیل وتحریم میں شریعت موسیٰ کے تابع اور مطیع ہوئے لیکن اپنی اپنی قوم کے حق میں وہ متبوع اور مطاع ہوئے۔ پس حق تعالیٰ کا یہ ارشاد بالکل سچ ہے کہ ہر صاحب رسالت اللہ کے اذن سے مطاع ہوتا ہے اور یہ معنی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اپنی شریعت قدیمہ پر عمل نہ کریں گے بلکہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے، یہ درحقیقت اس عہد میثاق کا وفا ہے جو حق تعالیٰ نے اپنے انبیاء سے لیا۔

ہر نبی کو محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا عہد میثاق ہے

واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أاقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدینO (سورۃ آل عمران) جو کچھ تم کو میں نے کتاب وحکمت دی اس کی تصدیق کرنے والا ایک رسول آئے گا اگر تم اس کو پاؤ تو ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ اور حق تعالیٰ نے ان سے اقرار کا اعادہ کرا کر فرمایا کہ تم بھولو مت اور میں بھی تمہارے اقرار کا شاہد ہوں۔ حسن بصری اور حضرت علی ابن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنھم کا قول ہے کہ یہاں رسول سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ اور یہی معنی سدی اور قتادہ سے آیت **واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح** میں مروی ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

امام سبکی علیہ الرحمۃ کا قول عہد میثاق کی نسبت

قال السبکی فی الأیۃ انّہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علٰی تقدیر مجیئھم فی زمانہ یکون مرسلا الیھم فتکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن ادم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامموھم کلھم من امتہ ویکون قولہ ﷺ بعثت الی الناس کافّۃ لایختص بہ الناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلھم ایضا وانما اخذ المواثیق الانبیاء لیعلموا انہ المقدم علیھم وانہ نبیھم ورسولھم وفی اخذ المواثیق وھی معنی الاستخلاف ولذٰلک دخلت لام القسم فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ لطیفۃ وھی کانھا ایمان البیعۃ التی توخذ للخلفاء ولعل ایمان الخلفاء اخذت من ھنا فانظر ھذا التعظیم العظیم للنبی ﷺ من ربہ تعالٰی فاذاعرف ھذا فالنبی محمدﷺ نبی الانبیاء ولھذا ظھر ذٰلک فی الأخرۃ جمیع الانبیاء تحت لوائہ وفی الدنیا کذٰلک لیلۃ اسراء صلّٰی بھم ولواتفق مجیئہ فی زمن ادم ونوح وابراھیم وموسٰی وعیسٰی وجب علیھم وعلٰی الامم الایمان بہ ونصرتہ وبذٰلک اخذ اللّٰہ المیثاق علیھم فنبوتہ علیھم ورسالتہ الیھم معنی حاصل وانما امرہ یتوقف علٰی اجتماعھم معہ فتاخر ذٰلک الامر راجع الٰی وجودھم لا الی عدم اتصافھم بمایقتضیہ وفرق بین توقف الفعل قبول المحل وتوقفہ علٰی اھلیۃ الفاعل فھھنا لا توقف من جھۃ الفاعل ولا من جھۃ ذات النبی الشریفۃ وانما ھو من جھۃ وجود العصر المشتمل علیہ فلووجد فی عصرھم لزمھم اتباعہ بلاشک ولھذا یاتی عیسٰی فی اخرالزمان علٰی شریعتہ وھو نبی کریم علٰی حالہ لاکمایظن بعض الناس انہ یاتی واحد من ھذہ الامۃ (ای لیس متصفا بنبوۃ وحذف ھذہ الصفۃ تادبا) نعم ھو واحد من ھذہ الامۃ لما قلنا من اتباعہ للنبی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ وانما يحكم لشريعة نبينا محمد ﷺ بالقران والسنة (واخذه لها من النبى بلاواسطة لانه اجتمع به غيرمرة فلامانع ان القران منه احكام الشريعة المخالفة لشرع الانجيل لعلمه بانه ينزل فى امه ويحكم فيهم بشرعه وكل مافيها من امرونهى فهو متعلق به كما يتعلّق بسائر الامّة وهو نبى كريم علٰى حاله لم ينقص منه شئ وكذلک لوبعث النبى فى زمانه او فى زمان موسٰى و ابراهيم و نوح وادم كانوا مستمرين علٰى نبوتهم ورسالتهم الٰى اممهم والنبى ﷺ نبى عليه ورسول الٰى جميعهم فنبوته و سالته اعم و اشمل واعظم ومتفق مع شرائعهم فى الاصول لانها لاتختلف كما قال اللّٰه تعالٰى شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذى اوحينا اليک وما وصّينا به ابراهيم وموسٰى وعيسٰى ان اقيموا الدين ولاتتفرقوا فيه وقال والانبياء اولاد علات امهاتهم شتى و دينهم واحد وتقدم شريعته فيما عساه يقع الاختلاف فيه من الفروع اما على سبيل التخصيص واما على سبيل النسخ اولا نسخ ولا تخصيص بل تكون شريعة التى فى تلک الاوقات بالنسبة الى اولئک الامم ماجاء ت به انبيائهم وفى هذا الوقت بالنسبة الى هذه الامّة هذه الشريعة والاحكام تختلف باختلاف الاشخاص والاوقات وانما يفترق الحال بين مابعد وجود جسده الشريف وبلوغه الاربعين وماقبل ذلک بالنسبة الى المبعوث اليهم وتاصلهم لسماع كلامه لابالنسبة اليه ولااليهم لوتاهلوقبل ذلک وتعليق الاحكام على الشروط قد يكون بحسب المحل القابل وهو المبعوث اليهم وقبولهم سماع الخطاب والجسد الشريف الذى يخاطبهم بلسانه وهذا كما يوكل الاب رجلا فى تزويج ابنته اذا وجدت كفوا فالتوكيل صحيح وذلک الرجل اهل للوكالة ووكالته ثابتة وقد يحصل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

التوقف ای توقف التصرف علی وجود الکفو ولایوجد الابعد مدۃ وذلک لایقدح فی صحۃ الوکالۃ واھلیۃ التوکیل (انتہی کلام السبکی، زرقانی مقصد سادس) پس امام سبکی آیت اولی الذکر کے متعلق نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر بالفرض آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک کل انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کے زمانہ بعثت میں موجود ہوتے تو وہ آنحضرت ﷺ کی رسالت کے ہی تابع اور مطیع ہوتے پس آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت زمانہ آدم سے قیامت تک تمام مخلوقات پر عام ہے اور انبیاء اور ان کی امتیں سب کے سب آنحضرت ﷺ کی امت ہیں۔ اور یہ ارشاد کہ میں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں بعد کے لوگوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ قبل کے لوگوں کو بھی شامل ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام سے عہد کا لیا جانا اس لئے ہوا تا کہ ان کو معلوم ہو کہ آنحضرت ﷺ ہی ان پر مقدم اور ان کے نبی اور رسول ہیں۔ اور عہد لینے میں جو در اصل معنی استخلاف ہے اور اسی واسطے دونوں فعلوں پر لام قسم داخل ہوا ایک لطیف نکتہ ہے گویا یہ عہد اس بیعت کا عہد ہے جو خلفاء سے لیا جاتا ہے۔ (شاید کہ خلفاء کا عہد یمین سے اخذ کیا گیا ہے)

کل انبیاء در اصل ہمارے رسول اللہ ﷺ کے خلفاء ہیں

پس کل انبیاء در حقیقت آنحضرت ﷺ کے خلفاء ہیں اور آنحضرت ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور اسی وجہ سے قیامت کے دن کل انبیاء آنحضرت ﷺ کے لواء کے تحت میں رہیں گے اور دنیا میں بھی اسراء کی شب ایسا ہی ہوا کہ سب انبیاء کی امامت فرمائی۔ اور اگر آنحضرت ﷺ کو آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے زمانوں میں آنے کا اتفاق ہوتا تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لاتے اور آنحضرت ﷺ کی نصرت کرتے اور اسی کے ساتھ ان سے عہد لیا گیا۔ پس آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت ان کی طرف ایک معنی سے حاصل ہے۔ پس یہ امر باہم اجتماع پر موقوف ہوا اور اس کا تاخر انہیں کے وجود کی طرف راجع ہے نہ یہ کہ وہ اس وصف کے ساتھ متصف نہیں۔ اور ایک فعل کا قابلیت محل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک موقوف ہونا اور ایک کا اہلیت فاعل پر موقوف ہونا دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ لیکن یہاں نہ تو فاعل کی جانب سے توقف ہے اور نہ آنحضرت ﷺ کی ذات شریفہ کی طرف سے بلکہ وجود عصر کی طرف سے ہے جو اس امر پر مشتمل ہے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ ان کے عصر میں پائے جاتے تو سب کو آنحضرت ﷺ کی اتباع بلا شک لازم ہوتی اور اسی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی شریعت پر آئیں گے باوجودیکہ وہ حسب حال نبی کریم ہوں گے نہ جیسے کہ بعض آدمیوں کا گمان ہے کہ وہ ایک امتی ہو کر آئیں گے۔ یعنی یہ کہ وہ صفت نبوت کے ساتھ متصف نہ ہوں گے۔ اور یہ صفت ان سے ازروئے تادیب حذف کی جائے گی۔ نہیں بلکہ وہ اس اعتبار سے امتی ہوں گے کہ دوسری امت کی طرح نبی ﷺ کا اتباع اور قرآن وسنت کے ساتھ حکم کریں گے اور قرآن وسنت انہوں نے آنحضرت ﷺ سے بلا واسطہ تعلیم پایا کیونکہ کئی دفعہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے۔ پس کوئی مانع نہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ان احکام کی تعلیم پائی ہو جو شریعت انجیل کے مخالف ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی امت میں نازل ہونا ان کو معلوم تھا کہ بعد نزول آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ اور افراد امت کی طرح امر ونہی کا تعلق ان سے بھی ہوگا۔ درحالیکہ وہ نبی کریم علیہ السلام ہیں اور اس سے ان کی نبوت میں کوئی نقص عائد نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر آنحضرت ﷺ دوسرے انبیاء کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو وہ باوجود اس کے کہ اپنی نبوت اور رسالت پر مستمر رہتے لیکن آنحضرت ﷺ کی نبوت کے تحت حاکم ہوتے۔ پس نبی ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور ان کی رسالت اعم اور اشمل اور اعظم اور اصول میں ان کی شرائع کے ساتھ متفق ہے کیونکہ اس میں اختلاف ممکن نہیں جیسے کہ خود خدا فرماتا ہے کہ تجھ کو وہ شریعت دی گئی جو نوح علیہ السلام کو وصیت دی گئی اور تجھ کو وحی کی گئی اور جو ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو وصیت کی گئی کہ تم دین کو قائم رکھو اور اس میں اختلاف مت ہونے دو۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء باپ کی طرف سے ایک ہیں لیکن ان کی مائیں جدا جدا اور دین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کا ایک ہی ہے۔ اور بیان ہو چکا ہے کہ فروعات میں اختلاف یا تو بطریق تخصیص ہے یا بطریق نسخ۔ لیکن درحقیت نہ تو نسخ ہے نہ تخصیص بلکہ احکام فروعی کا اختلاف اشخاص اور اوقات کے اختلاف سے ہے اور آنحضرت ﷺ کے جسد شریف کے وجود اور بلوغ اربعین کے بعد اور قبل حالت میں افتراق مبعوث الیہم کی اپنی طرف سے ہے کہ ان میں آنحضرت ﷺ کے کلام مبارک کی سماع کی اہلیت نہ تھی نہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے اور نہ ان کی طرف سے اگر قبل اس کے ان میں اہلیت ہوتی اور احکام کا شروط پر معلق ہونا کبھی باعتبار محل قابل کے ہوتا ہے جو مبعوث الیہ ہیں اور نیز سماع خطاب کی اہلیت پر اور نیز اس جسد شریف پر جو ان کو اپنی زبان کے ساتھ خطاب کرتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی لڑکی کے نکاح کر دینے کے لئے کسی شخص کو بشرط وجود کفو توکیل کرے۔ پس یہ توکیل اگرچہ صحیح ہے اور وہ شخص بھی وکالت کی اہلیت رکھتا ہے اور وکالت بھی ثابت ہے۔ لیکن کبھی اس کے تصرّف اور اجراء میں توقف وجود کفو تک ہوتا ہے اور وہ ایک مدّت کے بعد دستیاب ہوتی ہے۔ مگر اس توقف سے وکالت کی صحت اور توکیل کی اہلیت میں کوئی مانع نہیں۔ انتہی

محی الدین ابن العربی کا قول کہ کل انبیاء ہمارے رسول اللہ ﷺ کے حجاب اور نواب ہیں

اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کا خلاصہ حضرت محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ جلد اوّل باب ۳۲ صفحہ ۳۱۷ میں آیت **اذقال موسٰی لفتاہ** کے تحت میں لکھتے ہیں۔ **وکان موسٰی علیہ السلام فی ذلک الوقت حاجب الباب فانہ الشارع فی تلک الامّۃ ورسولہا ولکل امۃ باب خاص الٰہی شارعہم ہو حاجب ذلک الباب الذی یدخلون منہ علی اللہ** عزوجل **ومحمد ﷺ ہو حاجب الحجاب لعموم رسالتہ دون سائر الانبیاء فہم حجبۃ** علیہ الصلوٰۃ والسلام **من ادم الی اخرنبی ورسول وانما**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قلنا هم حجبة لقوله ﷺ ادم فمن دونه تحت لوائی فهم نوابه فی عالم الخلق وهو روح مجرّد عارف بذلک قبل نشاة جسمه قیل متی کنت نبیا فقال کنت نبیا وادم بین الماء والطین ای لم یوجد ادم بعد فلهذا کانوا نوابه الی ان وصل زمان ظهور جسده المظهر ﷺ فلم یبق حکم لنائب من نوابه ولم یبق احد من سائر الحجاب الالٰهیین وهم الرسل والانبیاء علیهم السلام الاعنت وجوهم لقیومیة مقامه فکان حاجب الحجاب فقرر من شرعهم ماشاء باذن سیّده ومرسله ورفع من شرعهم ماامر برفعه ونسخه وربما قال من لاعلم له بهذا الامر ان موسٰی علیہ السلام کان مستقلا مثل محمد بشرعه فقال رسول الله ﷺ لوکان موسٰی حیاما وسعه الااتباعی وصدق علیہ السلام. حضرت موسٰی علیہ السلام اپنے وقت میں حاجب باب نبوت ورسالت تھے کیونکہ وہی اپنی امت کے شارع اور رسول تھے اور ہر اُمت کے لئے ایک خاص باب الٰہی ہے جس سے اللہ کے حضور میں داخل ہوتی ہیں اور اس کا باب کا حاجب وہی ہوتا ہے جو ان کا شارع ہوتا ہے اور محمد ﷺ تمام حاجبوں کے حاجب اور سردار ہیں۔ کیونکہ انہیں کی رسالت عام ہے نہ دوسرے کسی نبی کی۔ پس دوسرے نبی آدم سے عیسٰی علیہم السلام تک سب کے سب آنحضرت ﷺ کے حجاب ہیں اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کی ماسوا سارے انبیاء آنحضرت ﷺ کے تحت لواء ہیں۔ پس کل انبیاء عالم خلق میں آنحضرت ﷺ کے نُواب ہیں اور نشاء جسم شریف کے قبل بحالت روح مجرد آنحضرت ﷺ نے اس معنی کو معلوم کرلیا۔ چنانچہ کسی نے پوچھا کہ تجھ کو کب نبوت ملی؟ ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابھی پانی اور کیچڑ کے درمیان تھا۔ یعنی ابھی آدم علیہ السلام کے جسم کے ساتھ روح نے تعلق نہ پکڑا تھا۔ پس اسی وجہ سے کل انبیاء آنحضرت ﷺ کے جسد مطہر کے ظہور تک آنحضرت ﷺ کے نواب رہے اور ظہور کے بعد کسی نواب کا حکم باقی نہ رہا اور کوئی حجاب الٰہی میں سے باقی نہ رہا۔ مگر یہ کہ ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے منہ آنحضرت ﷺ کی قیومیت مقام کے سامنے جھک گئے اور آنحضرت ﷺ نے اپنے سردار اور بھیجنے والے کے اذن سے جو چاہا ان کے شرائع میں سے قائم رکھا اور جس کے رفع کا امر ہوا اس کو اٹھا دیا اور بسا اوقات جس کو کہ اس معرفت سے حصہ نہ ملا اس نے کہہ دیا کہ موسیٰ علیہ السلام محمد ﷺ کی طرح اپنی شریعت میں مستقل تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے تسلی فرما دی کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ رہتا تو اس کو میری اتباع بغیر چارہ نہ تھا۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ انتہیٰ

شیخ شرف الدین بوصیری صاحب قصیدہ بردہ کا قول

اور اسی کی شرح ہے وہ جو شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ میں کہا۔

فاق النبیین فی خلق و فی خلق ولم یدانوہ فی علم ولا کرم
وکلّھم من رسول اللّٰہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم
و واقفون لدیہ عند حدّھم من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم
منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم
اعی الوری فھم معناہ فلیس یری للقرب والبعد فیہ غیر منفحم
کالشمس تظھر للعینین من بعد صغیرۃ وتکل الطرف من امم
وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ قوم نیام تسلّوا عنہ بالحلم
فمبلغ العلم فیہ انہ بشر و انہ خیر خلق اللّٰہ کلھم
و کل ای اتی الرسل الکرام بھا فانما اتصلت من نورہ بھم
فانہ شمس فضل ھم کواکبھا یظھرن انوارھا للناس فی الظلم
حتی اذاطلعت فی الکون عم ھدا ھا العالمین واحیت سائر الامم
بہتر پیغمبران در خلق و در خلق آمدہ کس چواو نامدنہ درعلم ونہ در وصف وکرم
جملگی را از رسول اللہ بودے التماس یک کف از دریائے علم وشربتے زآب کرم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزد او استادہ جملہ ہر یکے بر حد خود | نقطہ از علم دارندیا نصیبے از حکم
او منزہ از شریک اندر محاسن آمدہ | جوہر حسن محمد ﷺ پارہ نامد در رقم
عاقلاں اند فہم معنی محمد ﷺ عاجزاند | اہل عالم جملہ در وصفش کشید ستندرم
مثل خورشید است شانش کان لودکو چک از دور | در برابر چشمہائے مرد مان را از امم
چوں بدانندش حقیقت اہل دنیا چوں بوند | مست خواب ودیدنش در خواب دانند مغتنم
غایت معلوم مردم آنکہ سید آدمی است | بہترین خلق باشد آں رسول محترم
ہر چہ آوردند مجموع رسل از معجزات | آں ز نور مصطفیٰ آمد بایشاں لاجرم
او بود خورشید فضل ودیگراں اختر گاں | روشنی سیارگاں پیدا شود اندر ظلم
چونکہ ظاہر گشت خورشیدش ہدایت گشت عام | جملہ عالم راو زندہ ساخت مجموع امم

پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب ابھی حقیقت نبوت آنحضرت ﷺ اور معنی خاتم النبیین کی معرفت سے کس قدر جاہل اور ذاہل ہیں جو انہوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کو ان کی رسالت کا منافی سمجھا۔ حالانکہ ان کا نزول ان کی اپنی رسالت کے لئے مکمل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کو ہمارے رسول ﷺ کی اطاعت سے ترقی درجہ حاصل ہوگی

اسی جا ئے سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب ۲۰۹ جلد اول میں تحریر فرمایا۔ ''چوں حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید و تقویت دین او علیہا الصلوات والسلام خواہد نمود۔'' آہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول کہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے اتریں گے

قال ابوبکر ۔ الصدیق رضی اللہ عنہ ینزل عیسٰی من السّماء الرابع الی الارض

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لاجل تلک الولایۃ (بحرالمعانی) چنانچہ یہ معنی محمد بن نصیرالدین جعفر مکی نے بحرالمعانی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کئے کہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے زمین کی طرف اسی ولایت کے حاصل کرنے کے لئے اتریں گے۔

قادیانی صاحب کا امام ربانی پر افتراء

مگر زیادہ تر حیرت قادیانی صاحب کے اس افتراء اور دھوکہ بازی پر ہے جو انہوں نے ازالہ کے صفحہ ۵۴۵، ۵۸۱ وغیرہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت زعم کیا کہ مسیح موعود درحقیقت مسیح ابن مریم نہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے جیسے کہ مکتوب پنجاہ و پنجم میں لکھا۔ حالانکہ اسی مکتوب میں وہ بوجہ اتم عیسیٰ نبی اللہ کے آسمانوں سے نزول کا اثبات اور مخالفین کی تردید فرمارہے ہیں۔ چنانچہ اس مکتوب کی عبارت ہم نے قبل اس کے نقل کردی ہے جس میں لکھا ہے۔ ''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت ایں شریعت خواہد نمود نسخ ایں شریعت مجوز نیست نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اور از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب وسنت دانند مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ بہ برکت ورع وتقویٰ وبدولت متابعت وسنت درجۂ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران درفہم آن عاجز اند۔'' مگر قادیانی صاحب کی اس قدر بے باکی قابل غور ہے کہ جو مکتوب کا حوالہ اور صفحہ کا نشان دے کر یہ دھوکہ دے رہے ہیں۔ سچ ہے۔

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

....

طریق چہارم

قادیانی صاحب نے ازالہ کے متعدد صفحات میں اول ان عمومات الفاظ سے استدلال کیا جو کئی ایک آیات واحادیث میں مذکور ہیں۔ لیکن انہوں نے ان الفاظ کو حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے مارنے کے لئے منصوص بنائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

قدخلت

اول: **تلک امۃ قد خلت**۔ یعنی اس وقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے ہیں یہ ایک گروہ تھا جو فوت ہوگیا۔ **قالوا نعبد الٰھک و الٰہ اٰبائک ابراھیم و اسمٰعیل واسحٰق الٰھا واحدا ونحن لہ مسلمون تلک اُمۃ قدخلت** (پارہ اول)۔

حالانکہ قادیانی کا یہ استدلال دوطرح سے باطل ہے۔ اوّل **تلک** کا مشارٌ الیہ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام ہے جیسے کہ سیاق آیت سے ظاہر ہے۔ دوم **خلت** کے معنی لُغت عرب میں ہرگز موت کے نہیں آئے۔ جلالین میں ہے۔ **قد خلت سلفت** یعنی گذر گئے۔ **وما محمد الا رسول قدخلت من قبلہ الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علٰی اعقابکم** (سورۂ آل عمران)

وما محمد الا رسول قدخلت من قبلہ الرسل

دوم: یعنی محمد ﷺ سے پہلے سب نبی فوت ہوگئے ہیں۔

حالانکہ یہ استدلال بھی دوطریق سے باطل ہے۔ اوّل **خلا** کے معنی موت نہیں۔ دوم **الرسل** سے وہ رُسل مراد ہیں جن پر قتل اور موت وارد ہوئی۔ جیسے کہ مابعد آیت اس پر دلالت کرتا ہے۔ اور قرآن نے تخصیص فرمادی کہ عیسیٰ پر قتل وصلب وارد نہ ہوئی اور سنت متواترہ نے ثابت کردیا کہ ان کی توفی رفع کے ساتھ بحالت حیات ہوئی اور وہ اب تک زندہ ہیں بلکہ سورۂ مائدہ کی آیت نے جو عنقریب آئے گی اس نے قطعاً افادہ دیا کہ ابھی عیسیٰ مرے نہیں۔

کسی بشر کے لئے خلد نہیں

سوم: **وماجعلنا لبشر من قبلک الخلد**۔ یعنی تجھ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ اور ایک حالت پر رہنے والا نہیں بنایا۔ پس کیا اگر تو مرگیا تو یہ لوگ باقی رہ جائیں گے۔ حالانکہ یہ آیت ہمیشہ زندہ رہنے کی نفی کرتی ہے، نہ کہ ایک مدّت معینہ تک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندہ رہنے کی اور کوئی قائل نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ زندہ رہیں گے اور ان پر فنا نہ آئے گی۔

عیسیٰ کی نماز و زکوٰۃ

چہارم: **واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیًا.** اگر وہ زندہ ہیں تو نماز عیسائیوں کی طرح پڑھتے ہوں گے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہوں گے اور یہی ملاں ملا نے ان سے زکوٰۃ لیتے ہوں گے۔

مگر قادیانی صاحب نے یہ نہ بتایا کہ حالت مہد میں جبکہ عیسیٰ نے لوگوں کو یہ کہا تھا تو کیا وہ اس وقت بھی نمازیں پڑھا کرتے تھے؟ اور زکوتیں دیا کرتے تھے اور اس کا مصرف کون تھا؟ آیا قادیانی صاحب کے اجداد، یا ان غریب ملاؤں کے افراد؟ مگر ان کو معلوم نہیں ہے کہ حضرت مسیح تو اس دنیا میں بھی ایسے مفلس بے رہے کہ ان کو کبھی بھی زکوٰۃ کے ادا کرنے کی اہلیت حاصل نہ ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد کہ آج کا کوئی ایسا نہیں جو سو برس اس پر گذریں

پنجم: **عن جابر قال سمعت النبی ﷺ قبل ان یموت بشهر تسئلونی عن الساعة وانما علمها عند اللّٰه واقسم باللّٰه ما علی الارض من نفس منفوسة یاتی علیها مائة سنة وهی حیّة یومئذ** (رواہ مسلم) **وعن ابی سعید عن النبی ﷺ قال لایاتی مائة سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم.** (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۸۰ بحوالہ ازالہ) حدیث جابر جو مشکوٰۃ میں مسلم سے ہے کہ حضرت نے ایک ماہ قبل فوت ہونے کے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ روئے زمین پر کوئی ایسا نفس نہیں جو پیدا ہو گیا ہو اور موجود ہو اور پھر آج سے سو برس اس پر گذریں اور وہ زندہ رہے۔

قادیانی صاحب کی تحریف

قادیانی صاحب نے اوّل تو ان احادیث کے نقل کرنے میں سخت تحریف بیہودانہ سے کام لیا یعنی پہلی حدیث جو حاشیہ پر لکھی گئی ہے۔ ازالہ کے صفحہ ۶۲۴ میں اس کو نقل کیا۔ اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لفظ وہی **حیّۃ** کے بعد **یومئذ** کا لفظ ترک کر دیا۔ اور دوسری حدیث جواز الہ کے صفحہ ۴۸۱ میں نقل کی گئی ہے اس کے آخر لفظ **منفوسۃ** کے بعد لفظ **الیوم** کو حذف کر دیا جو صاف دلالت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فقط ان نفوس کے سو (۱۰۰) برس کے بعد تک زندہ نہ رہنے کی اطلاع دی جو اس دن متولد ہوئے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے یہ قول ارشاد فرمانے کے دن جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے قبل بقدر ایک ماہ واقع ہوا تھا۔ کیونکہ دوسری حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ **یومئذ** اور **الیوم** کا تعلق دونوں جگہ **منفوسۃ** کے ساتھ ہے جیسے کہ حواشی مشکوۃ میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور نیز صاف لکھا گیا ہے۔ **منفوسۃ ای مولودۃ من النفاس بمعنی الولادۃ قال الاشرف معناہ مایبقی نفس مولودۃ الیوم مائۃ سنۃ اراد بہ موت الصحابۃ ھذا علی الغالب و الا فقد عاش فبعض الصحابۃ اکثر من مائۃ سنۃ.** (مرقات) **وقیل نفست بمعنی حملت کمافی حدیث شعبی.فی ازالۃ الخفا صـ۲۰۹ حین نفست بعیسٰی ای حملت.** **منفوسۃ** کا اشتقاق نفاس سے ہے جو بمعنی ولادت ہے۔ یعنی **مولودۃ الیوم** پس صحیح معنی اس حدیث مبارک کے یہ ہیں کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی نفس روئے زمین پر نہیں جو آج کے دن پیدا ہوا اور وہ سو برس گذرنے تک زندہ رہے۔ اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا بالکل سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے وقت سے سو (۱۰۰) برس کے گذرنے کے قبل اس وقت کے پیدا شدہ صحابہ سب کے سب فوت ہو گئے۔

عیسٰی اور وصی عیسٰی دجال وغیرہ کا اس حدیث سے استثناء

پس اس حدیث نے کئی طریق سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو مارنے سے انکار کر دیا ہے۔ اوّل اس لئے کہ وہ آسمانوں پر ہیں اور حدیث مبارک میں زمین پر ہونے کی قید ہے۔ دوم یہ کہ ان کا تولد آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے پہلے ہو چکا تھا۔ سوئم اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے کہ اس حدیث مبارک میں منفوسۃ کا لفظ ہے جو نفاس سے مشتق ہے اور یہ معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما ماں کے رحم میں اس قدر وقفہ نہ دیا گیا جو خونِ نفاس ان کا تعلق یہ ہوتا۔ اور نیز منفوسۃ الیوم کی قید نے ان دوسرے اشخاص کی موت سے انکار کر دیا جن کا قبل از یں زندہ ہونا تو اتر آثار سے ثابت ہے۔ جیسے زریت بن برثملا وصی عیسیٰ کا کوہ حلوان کے پاٹ کے اندر دنیا کے حوادث سے محفوظ تا نزول عیسیٰ زندہ رہنا اور اسی طرح دجال معہود کا جس کو تمیم الداری نے بچشم خود دیکھا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی جیسے کہ اوائل کتاب میں اس حدیث کے الفاظ نقل کر دیے گئے۔

ابن صیاد کا استثناء

اور اسی طرح جن صحابہ نے کہ ابن صیاد ہی کو دجال معہود ہونا یقین کیا اور کہا کہ وہی وقت معہود پر خروج کرے گا۔ وروی ابو داؤد فی سننہ باسناد صحیح عن جابر رضی اللہ عنہ قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرۃ وھذا یبطل روایت من روی انہ مات بالمدینۃ وصلی علیہ طیبی قال النووی وامرہ مشتبہ فی انہ ھل ھو المسیح الدجال ام غیرہ ولاشک انہ دجال من الدجاجلۃ قالوا و ظاھر الاحادیث انہ ﷺ لم یوح الیہ بانہ المسیح الدجال ولا غیرہ وانما اوحی الیہ بصفات الدجال وکان لابن صیاد قرائن محتملۃ فلذلک کان ﷺ لایقطع بانہ الدجال ولاغیرہ ولھذا قال لعمر رضی اللہ عنہ ان یکن ھو فلن تسلط علیہ واما الاحتجاج بانہ مسلم وقد دخل مکۃ والمدینۃ فلا دلالۃ فیہ لان النبی انما اخبرعن صفات وقت فتنۃ وخروجہ فی الارض. ۱۵ (مجمع حاشیہ مشکوۃ ص ۴۷۸) اس کی نسبت حاشیۂ مشکوۃ صفحہ ۴۷۸ میں ہے کہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں بسند صحیح جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد واقعہ حرہ کے دن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی آنکھوں سے گم کر دیا۔ طیبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس شخص کی روایت کو باطل کرتی ہے جس نے کہا کہ ابن صیاد مدینہ میں مر گیا اس پر نماز پڑھی گئی جیسے کہ قادیانی صاحب کا بھی یہی زعم ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں کہ اگرچہ ابن صیاد کا امر مشکل ہے لیکن علماء نے تصریح کر دی ہے کہ ان کل احادیث کا ظاہر یہی بتلا رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ وحی نہ ہوئی تھی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یا وہ دجال نہیں بلکہ دجال کی صفات کی نسبت وحی ہوئی۔ اور چونکہ ابن صیاد میں وہ قرائن موجود تھے اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہ وہی ہے تو تجھے قدرت نہیں کہ تو اس پر غالب آئے اور اس کے اقرار اسلام اور مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے میں کوئی دلالت نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تو وقت خروج کی صفات سے اطلاع دی ہے۔ (انتہی کلام نووی)

ابن صیاد اور دجال میں فرق

مگر یاد رہے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث قطعی الافادہ ہے کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اور۔ جس کی آنحضرت ﷺ نے خود قطعی طور سے تصدیق فرمائی جیسے کہ اول کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح سو (۱۰۰) برس کی حدیث نے ان نفوس کے مارنے سے قطعی انکار کر دیا ہے جو ہوا یا پانی میں ہیں۔ اور اسی طرح اصحاب کہف کے مارنے سے جو کوئی سو برس سے پہلے ہی زندہ کہف جبل میں بحکم قرآن سو رہے ہیں۔

جس طرح حضرت مریم بوجہ موت کھانے سے روکی گئیں
اسی طرح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

ششم: ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام. (پ۶ ع۱۰) یعنی مسیح صرف رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں اور ماں اس کی صدیقہ ہے جب وہ دونوں زندہ تھے طعام کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت بھی صریح نص حضرت مسیح کی موت پر ہے اور مریم علیہا السلام کی طرح ان کی موت بھی ماننی پڑی۔ کیونکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

دونوں کانا کے لفظ کے تحت میں ہیں۔ اور جس طرح حضرت مریم علیہا السلام بوجہ موت کھانے سے روکی گئیں اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام اور بمقتضائے **ماجعلناھم جسدا لایاکلون الطعام.** جب تک یہ جسم خاکی زندہ رہتا ہے طعام کھانا اس کے لئے ضروری ہے اور اس سے قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ زندہ نہیں ہیں۔ (ازالہ صفحہ ۶۰۳)

حضرت مریم پر عیسیٰ علیہ السلام کو قیاس کرنا غلط ہے

ہم قبل ازیں ثابت کر چکے ہیں کہ **خلت** کے معنی **مضت** ہیں، موت نہیں۔ اور آیت کا سیاق اس معنی کا شاہد ہے کہ حق تعالیٰ کا منشاء اس آیت کے ارشاد سے صرف یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول ہے اور ماں ان کی دوسری عورتوں کی طرح رسول کی تصدیق کرنے والی اور دونوں کھانے پینے کی طرف اور انسانوں کی طرح محتاج تھے پس ایسے اشخاص الوہیت کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہیں؟ ہاں ان کی ماں بیشک فوت ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے دنیا کے کھانے سے روکی گئی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے کہ چونکہ مریم علیہا السلام فوت ہو گئیں ہیں اس لئے عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو گئے۔ کیونکہ دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے مولوی نور الدین کہے کہ غلام مرتضیٰ اور غلام احمد طعام کھاتے تھے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ غلام مرتضیٰ جو بوجہ فوت ہونے کے کھانے سے رک گیا ہے اس کا فرزند غلام احمد جو اب زندہ ہے اس کا مر جانا یا طعام کھانے سے روکا جانا ثابت ہو۔ یا بوجہ طعام نہ کھانے کے اس کا مر جانا بھی ثابت ہو کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اکثر اشخاص بغیر طعام کھانے کے سینکڑوں برس سے زندہ ہیں اور زندہ رہے جیسے اصحاب کہف اور زریت بن برثملا۔

حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ جمال اللہ رضی اللہ عنہ کا بدعائے حضرت تا زمان عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہونا

اور جیسے کہ نثر الجواہر ترجمہ انہار المفاخر مصنفہ ۱۲۵۱ھ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ کے صفحہ ۲۷۱

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں حضرت صبغۃ اللہ بن محمد غوث بن ناصر الدین محمد شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ابوالمعالی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے تحفۃ القادریہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ حافظ عبدالرزاق فرزند محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند جن کا نام شیخ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہے وہ اس زمانہ میں موجود اور اپنے دادا سے صورت میں بہت مشابہہ اور بسطام کے جنگلوں میں اکثر رہا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ انسان کامل کو اس کی وفات اور حیات میں اختیار ہے۔ آپ کی عمر کتنی دراز ہوگی؟ فرمایا معلوم نہیں مگر میں لڑکا تھا جو میرے دادا حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے مجھے گود میں لے کر کہا کہ اے جمال اللہ میری طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کو میرا اسلام پہنچانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا حضرت کا سلام مجھ پر امانت ہے سو ان کو پہنچاؤں گا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبداللہ قادری حیدرآبادی جو بہت بزرگ اور صاحب کرامات تھے وہ ایک سال تک بسطام کے جنگلوں میں ان کی ملاقات کے منتظر رہے اور آخرکار ان سے ملاقات کی۔ انتہی

اور ایسا ہی مائی صفوراں رحمۃ اللہ علیہا کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے عم شریف سے بعد غدر تین بار ملاقات کی اور فرمایا کہ ”شمارا دیگر خوشخبری میدہم کہ من خود بلاواسطہ سید جمال اللہ صاحب را دیدہ ام پس دریں صورت در بشارت طوبیٰ لمن رآنی دوواسطہ باشد“۔ اور خود مشکوٰۃ میں اسماء بنت یزید کی حدیث میں ہے۔ کہ خروج دجال کے وقت تین سال تک جو بارش نہ ہونے سے طعام کا ملنا موقوف ہوجائے گا اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت ایمان والوں کو ملائکہ آسمان کی طرح تسبیح وتقدیس بجائے طعام کفایت کرے گی۔ اور اگر ایسا ہی ہے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے کہ ایسے دو شخصوں کے لئے ایک غالب وصف حیات کے ساتھ متصف کرنا جن میں سے ایک کا مرجانا ثابت ہو دوسرے کی موت کا مستلزم ہے تو ہم معارضہ کے طور پر سورۂ مائدہ کی اس آیت کریمہ کو پیش کریں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس معنیٰ کا قرآنی اور قطعی ثبوت کہ ابھی تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کے مارنے کا ارادہ نہیں کیا

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامّہ ومن فی الارض جمیعا۔

(سورہ مائدہ) جبکہ نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے تو اس وقت ارشاد ہوا کہ اے محمد! ان سے کہہ دے کہ اگر خدا مسیح ابن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے ساتھ اس کی ماں اور کل زمین والوں کے تو کون روک سکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے مارنے کا ابھی خداوند مالک الملک نے ارادہ بھی نہیں کیا۔ اور اگر قادیانی صاحب کے مذکورہ اُصول کو تسلیم کر لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کی ماں یعنی حضرت مریم بھی ابھی تک نہیں مری ہیں۔ حالانکہ مریم کا مر جانا قطعی ہے جس طرح کہ الفاظ **ان اراد ان یھلک المسیح** کا مفاد بھی قطعی ہے کہ مسیح ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے بیضاوی وغیرہ نے اس آیت مبارک کے ساتھ ردّ نصاریٰ کے وقت یوں استدلال کیا ہے کہ مسیح کا سائر ممکنات کی طرح قابل فنا ہونا یہ آیت بتلا رہی ہے اور جو قابل فنا ہو وہ قابل الوہیت نہیں۔ **احتج بذلک علی فساد قولھم وتقریرہ ان المسیح قابل للفناء کسائر الممکنات ومن کان کذلک فھو بمعزل عن الالوھیۃ** (ملخصاً بیضاوی، مائدہ) پس اگر یہ شبہ ہو کہ **اُمّہٗ** کا عطف بواو عاطفہ مسیح ابن مریم پر ہے اور معطوف علیہ اور معطوف دونوں برابر طور سے اپنے عامل یعنی **ان اراد ان یھلک** کے اثر سے متاثر ہونے چاہئیں اور چونکہ معطوف یقیناً متاثر نہیں لہٰذا معطوف علیہ کا بھی اپنے عامل سے متاثر ہونا مفید قطع نہیں۔ کیونکہ قاعدہ مقررہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک ہی حکم رکھتے ہیں لہٰذا ہم اس شبہ کے جواب میں کہیں گے کہ یہ واؤ حرف عاطف نہیں بلکہ یہ واؤ در حقیقت وہ حرف رابطہ ہے جو مفعول معہ اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معمول فعل کے مابین فقط نسبت مصاحبت پر دلالت کرتا ہے نہ کہ حرف عاطف کی طرح مفعول معہ کی طرف وصول فعل کے لئے واسطہ ہے۔ اور کتب نحو میں ثابت ہے۔ **وتبین ان کونه الی المفعول معه شریکا فی الفعل لیس منطوق الکلام یؤیده قولهم سروالطریق وکنت وزیداً قائما وتجویز صدر الافاضل وقوعه جملة ثم الحق ان الواو برابطة دالّة علی نسبته المصاحبة لاواسطة فی وصول الفعل الیه والغرض لمن ایتانه بعد الواو لیس الا التنصیص عند المخاطب وذا لایحصل الا بان یکون المفعول معه مصاحبا بمعمول الفعل الذی بحیث لو ارید عطفه لم یجز من حیث المعنی ومن ثم جوزوا مفعولا معه فیما کان المعمول مفعولا به مع کونه منصوبا لفظا ان لم یجز العطف من حیث المعنی کما فی قوله تعالٰی اجمعوا امرکم وشرکائکم اذ الاجماع لایتعدی الی الاعیان فلا یقال اجمعت زیدا کما صرح الرضی وغیره اوجاز لکن لایکون بعده منصوبا سواء کان ذٰلک المعمول فاعلا او مفعولا به هذا والتفصیل فی شرحنا** (للمتن المتین) کہ مفعول معہ کا شریک فعل ہونا منطوق کلام نہیں جیسے **سروالطریق** جو بلانزاع مفعول معہ کی صورتوں میں سے ہے اس میں طریق مشارک مخاطب نہیں اور محققین نحات نے تصریح کردی ہے کہ منصوب لفظی جس کا عطف اپنی مصحوب منصوب پر باعتبار معنی کے صحیح نہ ہوسکے وہ بلاشبہ مفعول معہ ہے۔ جیسے آیت[1] **اجمعوا امرکم وشرکائکم** پس چونکہ اجماع کا لفظ اعیان کی طرف متعدی نہیں ہوتا لہٰذا متعین ہوا کہ **شرکائکم** کا عطف **امرکم** پر نہیں۔ بلکہ وہ مفعول معہ ہے اور واؤ بمعنی مع ہے جیسے کہ یہی قول رضی کا ہے۔

---

[1] **ای فاعزموا علیه مع شرکائکم ویؤیده القراءة بالرفع عطفا علی الضمیر المتصل وجاز من غیر ان یوکد للفصل.** (بیضاوی، سورۂ یونس)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس آیت مذکورہ بالا میں چونکہ **اُمّہ** کا عطف باعتبار معنی کے صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس لئے متعین ہوا کہ وہ ایسا مفعول معہ ہے جو اپنے مصحوب کے فعل میں شریک نہیں۔ پس یہ آیت مبارک نہایت وضاحت کے ساتھ دلالت کررہی ہے کہ عیسیٰ بن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی۔ اور یہ یقین ہے کہ یہ آیت مبارک اس افادہ میں ایسی قطعی الدلالت ہے کہ اس میں سر مو تاویل کی گنجائش قادیانی صاحب کے لئے نہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام پیر فرتوت ہونے کے باعث اب دنیا میں کارآمد نہیں

ھفتم: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں تو اس کی پیدائش کو الٹا دیتے ہیں۔ **ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق** یعنی انسانیت کی طاقتیں اور قوتیں اس سے دور ہو جاتی ہیں، عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اگر مسیح کا اس وقت تک زندہ رہنا فرض کر لیا جائے تو کچھ شک نہیں کہ پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے اور اس کام کے ہرگز لائق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کر سکیں اور ایسی حالت میں ان کا دنیا میں تشریف لانا سراسر تکلیف ہے۔ (ازالہ صفحہ ۲۰) اور یہ حالت خود موت کو چاہتی ہے اور یقینی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ مدت سے وہ مر گئے ہوں گے۔ (ازالہ)

قادیانی صاحب کے اس حقارت اور خفت آمیز استدلال کو حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کی ہزار ہزار برس کی عمریں بلا فتور عقل و طاقت باطل کرتی ہیں اور جمیع محدثین کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت سلمان فارسی دو سو پچاس برس اور بقول بعض تین سو پچاس برس عقل و ہوش کے ساتھ زندہ رہے۔

خدا کی عبادت کرنے والوں اور حفاظ قرآن کی عمر میں برکت ہوتی ہے

اور سر اس میں یہ ہے کہ نفوس قدسیہ جن کو تسبیح و تقدیس کا تغذیہ ہوتا ہے انکی قوت قدسیہ ہمارے عقل و فہم سے بالاتر ہوتی ہے۔ سچ ہے

کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتح البیان میں اس آیت کے تحت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے **قال عکرمة من قرء القران لم یصر بھذہ الحالة ای فھذا الرد والنکس خاص بغیر قاری القران والعلماء واماھؤلاء فلا یردون فی اخرعمرھم الی الارذل بل یزداد عقلھم کما طال عمرھم** (فتح البیان صفحہ ۱۶۲) کہ قرآن پڑھنے والے اپنی اخیر عمر میں حالت ارزل کی طرف نہیں رد کئے جاتے بلکہ عمر کی درازی کے ساتھ ان کی عقل بھی بڑھتی جاتی ہے۔

بلکہ مؤلف رسالہ ہذا کے جدّ امجد حضرت نواب مرزا خان درّانی طاب ثراہ نے ایک سودس (۱۱۰) برس کی عمر میں اخیر نکاح کیا جس سے تین فرزند متولد ہوئے اور کوئی اثر ہرم کا نہ تھا۔[1]

ھشتم: یہ کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اموات میں جاملا اور خدا تعالیٰ کے بزرگ نبی جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں ان میں داخل ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات میں فوت شدہ جماعت میں اس کو پایا۔ (دیکھو بخاری صفحہ ۵۰ وغیرہ) جس میں مذکور ہے کہ وہ سب نبی دنیوی زندگی کی رو سے مر گئے اور اس جسم کثیف اور اس کی حیات کے لوازم کو چھوڑ گئے۔ جس سے قطعاً ثابت ہے کہ مسیح مر گیا اور مرنے کے بعد فوت شدہ روحوں میں داخل ہے۔ اگر فرضِ محال اس کا زندہ ہو کر دنیا میں آنا قبول کر لیں تو ایک موت کے بعد پھر دوسری موت ایک عظیم الشان نبی کے لئے تجویز کرنا خدائے تعالیٰ کی تمام کتابوں کے برخلاف ہے۔ (ازالہ)

اس دنیا میں دو موتیں وارد ہونا ممنوع ہیں

اور امام بخاری نے اس جگہ فوت شدہ نبیوں کے دوبارہ نہ آنے کے بارہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول پیش کیا جو آنحضرت ﷺ کے چہرہ پر بوسہ دے کر وفات کے وقت کہا۔ کہ خدا تیرے پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ (ازالہ) اور خود خدا فرماتا ہے **فیمسک التی**

---

[1] (۱) عطاء اللہ خان مختار الدولہ (۲) صدیق اللہ خان (۳) سیف اللہ خان۔ پس مؤلف رسالہ حضرت نواب مرزا خان طاب ثراہ کے تیسرے فرزند سیف اللہ خان طاب ثراہ کا فرزند ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قضی علیها الموت ولا یذوقون فیه الموت الا الموتة الاولیٰ۔ یعنی جس پر موت وارد ہوگئی وہ پھر کبھی دنیا میں نہیں آ سکتا۔ اور بہشتیوں پر دوسری موت نہیں آئے گی۔ (ازالہ)

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا ثبوت

قادیانی صاحب کا اوّل حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ جماعت کے ساتھ ہونے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس سے ان کا بھی فوت شدہ ہونا لازم آتا ہے بالکل بے دلیل ہے۔ کیونکہ یہ امر متواتر ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ وہاں سے حضرت خضر علیہ السلام کی گذر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ **قف یا اسرائیلی اسمع کلام المحمدی** صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اے اسرائیلی ٹھہر جا محمدی کا کلام سن۔ پھر یہ اجتماع دو حال سے خالی نہیں۔ اگر قادیانی یہ کہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے مرنے کے بعد بصورت روحانیان مجتمع ہوئے تھے تو دل ماشاد چشم ماروشن۔ حضرت خضر علیہ السلام بہشتوں سے نکل کر ایک زندہ جماعت دنیا میں کیسے آ گئے؟ اور اگر یہ کہیں کہ وہ مرا نہیں تو ان کا سارا کارخانہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس وقت اس قصہ کی صحت کے منکر ہو جائیں تو خود بھی جھوٹے بنتے ہیں کیونکہ ازالہ کے اخیر میں ان کے نائی صاحب اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔ اور اپنے ساتھ حاملان شریعت جیسے شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ صاحب محدّث دہلوی وغیرہ کی ایک جماعت عظیمہ کا اعتبار کھو دیں گے جنہوں نے حضرت خضر کی حیات کا اثبات ایسے ہی چشم دید واقعات سے کیا۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۵۰ میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ اور زرقانی کے مقصد رابع میں ابن صلاح کا قول ہے۔ (**وانه ای الخضر باق الی الیوم فانه تابع لاحکام هذه الملة**) **قال ابن الصلاح وهو حی عند جمهور العلماء والعامّة معهم فی ذلک وانما شذ بانکاره بعض المحدثین وتبعه**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

النووی وزادوا ذلک متفق علیه بین الصوفیة واهل الصلاح وحکایاتهم فی رویته والاجتماع به والاخذ عنه وسواله و جوابه ووجوده فی المواضع الشریفة اکثر من ان تحصر واشهر من ان تذکروا لم بشئ منه فی فتح الباری من جملة روی یعقوب بن سفیان فی تاریخه وابوعروبة عن ریاح بتحیة ابن عبیدة قال رأیت رجلا یماشی عمر بن عبدالعزیز معتمدا علی یدیه فلما انصرف قلت له من الرجل قال رأیته قلت نعم قال احبک رجلا صالحا ذاک اخی الخضر بشرنی انی سالی واعدل لا باس برجاله ولم یقع لی الی الأن خبرولا اثر بسند جید غیره وهذا لایعارض الحدیث فی مائة سنة لانه کان قبل المائة (انتہی زرقانی مقصد رابع ص ۳۰۶۔۳۰۷)فلما توفی رسول اللّٰه سمعوا له صوتا من ناحیة البیت فقال علی اتدرون من هذا هوالخضر (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ، مشکوۃ ص ۵۴۸) کہ حضرت خضر علیہ السلام جمہور علماء اور عامہ کے نزدیک ابھی زندہ موجود ہیں۔ اگرچہ بعض محدثین جیسے نووی اور بخاری نے اس کا انکار کیا لیکن خضر علیہ السلام کی حیات صوفیہ اور اہل صلاح کے نزدیک متفق علیہ ہے اور ان کی حکایات ملاقات اور سوال وجواب اور اکثر مواضع شریفہ میں حاضر ہونا مشہور ومعروف ہے۔ بلکہ فتح الباری میں ہے کہ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور ابوعروبہ نے ریاح بحیہ ابن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ پر تکیہ لگائے ہوئے مشی کررہا ہے۔ جب پیچھے کی طرف لوٹ کر آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے دیکھ لیا ہے؟ کہا ہاں! عمر بن عبدالعزیز نے کہا میں تجھے نیک آدمی سمجھتا ہوں وہ میرا بھائی خضر تھا اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ میں عنقریب حاکم بنوں گا اور عدل کروں گا۔ اور یہ ایسی روایت ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اس کے رجال میں کوئی باس نہیں اور اس کی مثل سند جید کی روایت میں نے نہیں دیکھی اور یہ سو(۱۰۰) برس والی حدیث کے معارض نہیں کیونکہ یہ واقعہ سو برس سے پہلے تھا۔ (انتہی)

لیکن مؤلف کے نزدیک اس لئے معارض نہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے سو برس والے ارشاد سے پہلے ہی موجود تھے۔ پس اس سارے بیان سے ظاہر ہے کہ کسی زندہ عنصری جسم کا روحانی جماعت کے ساتھ مجتمع ہونا اس کی موت کا مستلزم نہیں خصوصا جبکہ قبل اس کے ہم تحقیق کر چکے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی موت درحقیقت ایک قسم کی غیبت ہے جس سے ان کے اجساد کو کوئی ضرر نہیں ہوتا اور وہ مرنے کے بعد اپنے اجساد کے ساتھ ہر جگہ جا سکتے ہیں۔ بلکہ ان کے لطائف روحانیہ ان کے اجساد کے ساتھ متجسد ہو کر ایک ہی آن میں ہزار ہا امکنہ میں موجود ہو جاتے ہیں جس سے ان کے حقیقی تشخص میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ''ہرگاہ جنیان رابتقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع مے آرند۔ ارواح کمل راا گرایں قدرت عطا فرماید چہ محل تعجب است وچہ احتیاج بہ بدن دیگر ازیں قبیلہ است انچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن درامکنہ متعددہ حاضر میگردند وافعال متبائنہ بوقوع مے آرند اینجا نیز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفہ ومتشکل باشکال متبائنہ باشند''۔ اور جبکہ یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مسارح اور سیر گاہوں کی کوئی حد نہیں تو کوئی استبعاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ باجساد خود بیت المقدس میں اوّل ان کا اجتماع ہوا جن میں حضرت عیسیٰ بھی تھے۔ جیسے کہ بروایت ابن عساکر ام ہانی کی حدیث میں ہے اور پھر اسی ساعت ہر ایک کے ساتھ جدا جدا آسمان میں ملاقات فرمائی۔ اسی طرح قادیانی صاحب کا یہ بھی بالکل افتراء ہے جو احادیث معراج کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ ان میں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اجسام مبارک کو دنیا میں چھوڑ کر آسمان پر گئے۔ اسی طرح قادیانی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب کا یہ بھی کہنا افتراء ہے کہ ایک موت کے بعد دوسری موت تجویز کرنا خدائے تعالیٰ کی تمام کتابوں کے برخلاف ہے۔ کیونکہ ہم قبل اس کے ثابت کر چکے ہیں کہ کتاب اللہ نے الوف کو مار کر پھر زندہ کیا اور پھر دوبارہ ان کو موت دی اور عزیر نبی اللہ کو سو (۱۰۰) برس تک مار کر پھر زندہ کرکے دوبارہ موت دی۔

حدیث منع موتتین کے معنی

اسی طرح قادیانی صاحب کا یہ بھی افتراء ہے جو امام بخاری کی طرف کیا کہ انہوں نے اس کا ثبوت حضرت صدیق اکبر ؓ کے قول سے دیا۔ **بابی انت وامی واللہ لایجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقدمتہا** (بخاری ص ۶۴۰) **قیل ھو علی حقیقتہ واشار بذلک الی الرد علی من زعم انہ سیجیٔ فیقطع ایدی رجال لانہ لو صح للزم ان یموت موتۃ اخری فاخبر انہ اکرم علی اللہ من ان یجمع علیہ موتتین کما جمعھما علی غیرہ کالذین خرجوا من دیارھم وھم الوف. اوکالذی مر علی قریۃ وھذا اوضح الاجوبۃ واسلمھا وقیل اراد لایموت موتۃ اخری فی القبر کغیرہ اذ یحیٰی لیسئل ثم یموت وھذا جواب الداؤدی وقیل کنی بالموت الثانی عن الکرب اذلا یلقی بعد کرب ھذا الموت کربا اخر واغرب من قال المراد بالموتۃ الاخریٰ موت الشریعۃ ای لایجمع اللہ علیک موتک و موت شریعتک ویؤید ھذا القول قول ابی بکر بعد ذلک فی خطبتہ من کان یعبد محمدا (ﷺ) فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت.** (قسطلانی)

حالانکہ حضرت صدیق اکبر ؓ کا یہ فرمانا کہ میری ماں اور باپ تیرے پر فدا ہوں خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا لیکن وہ موت جو تجھ پر لکھی گئی ہے وہ موت پوری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی۔ اس کی نسبت قسطلانی میں ہے کہ بعض کے نزدیک اس قول سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر الوف کی طرح دوسری موت وارد نہیں ہوگی جو کرب اور سکرات سے خالی نہیں اور اس زعم کا رد فرمایا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کو دبانے کے لئے کہا کہ آنحضرت ﷺ مرے نہیں اور عنقریب دوبارہ آئیں گے اور اہل ارتداد کے ہاتھ کاٹیں گے جس کی نسبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس معارضہ میں حکمت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے حق تعالیٰ نے منافقوں اور مرتدوں کے دلوں میں ہیبت اور رعب ڈال دیا اور وہ چوں چرا نہ کر سکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے امر حق کا اظہار فرمادیا کہ آنحضرت ﷺ پر دوسری موت نہیں آئے گی۔ اور یہ بالکل دور از قیاس ہے کہ ایسا اولوالعزم صحابی جو ہم آغوش نبی رہا وہ نبی ﷺ کے فوت ہوجانے کو نہ سمجھے اور آیت **قد خلت** سے غافل رہے۔ اور داؤدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دوسری موت سے مراد وہ موت ہے جو قبر میں ہوتی ہے جبکہ ملائکہ کے جواب وسوال کے لئے میت کو زندہ کرکے دوبارہ وارد ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک دوسری موت سے مراد کرب ہے۔ اور اگرچہ سب سے زیادہ اظہر قول اول ہے لیکن عجیب تر قول یہ ہے کہ دوسری موت سے مراد موت شریعت ہے اور اس کی مؤید خود ابی بکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو **من یعبد** کہا کہ جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو فوت ہوگئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو زندہ ہے مرا نہیں۔ انتہی

قادیانی کا افتراء کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہشتیوں اور بہشت میں داخل ہوگیا

اور اسی طرح قادیانی صاحب کا یہ زعم بھی باطل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بہشتیوں میں داخل ہوگیا اور اللہ کا وعدہ ہے کہ بہشتی کبھی بہشت سے نہ نکلیں گے۔ کیونکہ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں اور وہ چوتھے آسمان میں ہیں جو آسمان ہفتم سے بہت پستی میں ہے اور یہ وعدہ مرنے کے بعد اور قیامت کے حساب وکتاب ہونے کے بعد وفا ہوگا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ورنہ حضرت آدم علیہ السلام کیوں جنت سے زمین پر اتارے گئے الغرض عیسیٰ علیہ السلام کے مارنے کے لئے قادیانی صاحب نے ایسے ہی بہت سے لغو استدلالات سے کام لیا جس سے ان کی جہالت وغبایت اور ضلالت وغوایت معلوم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ہم نے ان کو ترک کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک بطور نمونہ ہم اس مقام پر نقل کر دیتے ہیں کہ تا کہ اہل بصارت کے لئے موجب اعتبار ہو کہ قادیانی صاحب نے کس حد تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مارنے میں کوشش کی اور وہ بطریق ہشتم ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

عیسیٰ صلیب کے زخموں سے الہامی مرہم عیسیٰ سے اچھے ہوئے اور سری نگر کشمیر میں جا مرے

ہشتم: حضرت عیسیٰ جب مصلوب کئے گئے تو اتفاقاً یوم السبت ہونے کی وجہ سے معمول سے پیشتر اتار لئے گئے تھے۔ لوگ سمجھے کہ آپ کی روح پرواز کر گئی ہے مگر حقیقت میں آپ بیہوش تھے اور سکتہ کی طرح آپ کے جسم میں روح چھپی ہوئی تھی۔ حواریین نے خدا کے الہام کے مطابق مرہم عیسیٰ جس کا نام مرہم رسول اور مرہم حواریین بھی ہے تیار کر کے آپ کے ان زخموں پر لگایا جو صلیب پر چڑھائے جانے کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ اور اس مرہم کی برکت سے آپ اچھے ہو گئے اور ارض یہودا کو چھوڑ کر اقطار عالم کی سیاحت کرنے لگے۔ بہت سے ممالک میں پھرتے پھراتے ہوئے آپ کشمیر جنت نظیر میں وارد ہوئے جہاں حکیم نور الدین بہت دنوں رہ چکے ہیں اور جہاں ان دنوں بعض عیسائی محققوں کی شہادت کے مطابق قوم یہود کے بہت سے لوگ آ کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ آخر عمر تک اسی دلچسپ سرزمین میں رہے اور ایک سو بیس (۱۲۰) برس کے ہو کر یہیں واصل بحق ہوئے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی اپنے انگریزی اشتہار مشتہرہ ۲۳؍ جولائی ۱۸۹۸ء میں لکھتے ہیں کہ "کشمیر کے دار السلطنت سری نگر میں محلہ خان یار میں اس پیغمبر معصوم کا مرقد اس وقت تک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجود ہے جو وہاں کے لوگوں میں مزار یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور وہاں کے مجاوروں میں یہ روایت مشہور ہے کہ جن بزرگ کا یہ مزار ہے وہ اٹھارہ انیس سو برس پیشتر تھے۔ جس کو قادیانی صاحب نے اپنی وحی کی برکت سے دریافت کیا ہے کہ لفظ یوز آسف یسوع یا جیزس کا بگاڑ ہے جو یورپ میں حضرت مسیح کے مشہور نام ہیں"۔ (جریدہ روزگار، مدراس مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء)

قادیانی صاحب کے صلیب کے قول کا رد

قادیانی صاحب کا یہ طرفہ الہام ہے جس کو وحی ربانی یعنی نص قرآنی دراصل الہام شیطانی ثابت کر رہی ہے جس کے صریح الفاظ ہیں۔ **"ماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لھم"** یعنی یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ ان پر اشتباہ مسلط کیا گیا کہ رفع برآسمان کو قتل اور صلب گمان کرنے لگے۔ پس یہ یہودانہ اشتباہ سے بھی بدتر ہے جو قادیانی صاحب کو الہام ہوا کہ عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے اور زخمی ہوگئے اور ان کے واسطے مرہم تجویز کیا گیا اور علاج کیا گیا اور اچھے ہوگئے اور اقطار عالم کی سیاحت کرنے لگے اور اس قدر وقفۂ دراز کے باوجود یہود پر اتنا بڑا اشتباہ باقی رہا جس کی نسبت قرآن کریم شہادت دے رہا ہے اور اس کا دفعیہ نہ ہوسکا اور قادیانی صاحب کو الہام ربانی نے اس وقت تائید نہ دی۔

قادیانی کا دوسرا قول کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا

جبکہ وہ علی رؤس الاشہاد ایک عالم کے مقابل کھڑے ہو کر ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۴۷۳ میں اقرار کیا کہ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا اور حواریوں کو کشفی طور پر چالیس دن برابر نظر آتا رہا اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ بعد موت کے اکثر مدت مقدس لوگوں کی زمین پر رہنے کی چالیس دن ہے اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی نبی فوت ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ زمین پر نہیں ٹھہرتا بلکہ اس عرصہ کے اندر اندر آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ چنانچہ خود اپنی نسبت آنجناب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہرگز امید نہیں کہ خداتعالیٰ چالیس (۴۰) دن سے زیادہ مجھ کو قبر میں رکھے۔ انتہی پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب آٹھ برس قبل اقرار کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں فوت ہوگئے اور اب کیسے اس کے برخلاف کہتے ہیں کہ عیسیٰ کشمیر کی دارالسلطنت سری نگر کے محلہ خان یار میں آ کر فوت ہوئے اور ان کا مرقد اس وقت تک وہاں موجود ہے۔ اور نیز بیس (۲۰) برس قبل اپنے براہین احمدیہ میں مسیح کے زندہ رہنے کا اقرار کر چکے ہیں۔ پس بقولے ''دروغ گورا حفظ نباشد'' ان پر افتراء پردازی اس قدر غالب ہوگئی ہے کہ وہ الہامات ربانی میں تناقض اور علم الٰہی میں بدا کی تجویز سے نہیں شرماتے۔ کیونکہ جیسے خدا ایک ہے اس کا علم بھی ایک ہے اور اس کا الہام واعلام بھی ایک ہے جس میں کسی قسم کا اختلاف ممکن نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ ان کا دعویٰ ہے کہ محدث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے۔ معہذا قادیانی صاحب کا یہ قول بھی محض افتراء ہے کہ کوئی نبی چالیس (۴۰) دن سے زیادہ زمین پر نہیں ٹھہرتا۔ کیونکہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ کا موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گذر کرنا اور ان کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں جیسے کہ زرقانی کے مقصد عاشر میں بروایت بیہقی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے اس افتراء کو باطل کر رہا ہے۔

....

دعوی دوم

(عیسیٰ موعود جو آنے والا ہے وہ اصلی عیسیٰ کا مثیل یعنی غلام احمد قادیانی ہے)

بقول قادیانی صاحب جناب محمد مصطفیٰ حضرت موسیٰ کے مثیل ہیں

اب ہم قادیانی صاحب کے دعویٰ دوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو انہوں نے خود کو مسیح موعود بالنزول ہونا کہا۔ اور انہوں نے اس الہامی دعوے کے ثبوت کے لئے دو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآنی آیات سے یوں استدلال کیا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو مثیل موسیٰ قرار دیا جیسا کہ فرماتا ہے۔ **انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔** اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو موسیٰ کی طرح اور کفار کو فرعون کی طرح ٹھہرایا اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ **وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ومن کفربعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون** o یعنی خدائے تعالیٰ نے اس امت کے مومنوں اور نیکوکاروں کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے پہلوں کو بنایا تھا۔

جیسے عیسیٰ نبی اللہ موسیٰ کا خلیفہ ہوا اسی طرح قادیانی مثیل عیسیٰ مثیل موسیٰ محمد کا خلیفہ بموجب آیت استخلاف ہے

یعنی اسی طرز اور طریق کے موافق اور نیز اسی مدت اور زمانہ کے مشابہ اور اسی صورت جلالی اور جمالی کی مانند جو بنی اسرائیل میں سنت اللہ گذر چکی ہے اس امت میں بھی خلیفے (خلفاء) بنائے جائیں گے اور ان کا سلسلۂ خلافت اس سلسلہ سے کم نہیں ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور نہ ان کی طرز خلافت اس طرز سے مباین ومخالف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفوں کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ پھر آگے فرمایا ہے کہ ان خلیفوں کے ذریعہ سے زمین پر دین جمادیا جائے گا اور خدا خوف کے دنوں کے بعد امن کے دن لائے گا۔ خالصاً اسی کی بندگی کریں گے اور کوئی اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے لیکن اس زمانہ کے بعد پھر کفر پھیل جائے گا۔ مماثلت تامہ کا اشارہ جو **کمااستخلف الذین من قبلھم** سے سمجھا جاتا ہے صاف دلالت کررہا ہے کہ یہ مماثلت مدت ایام خلافت اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیفوں کی طرز اصلاح اور طرز ظہور سے متعلق ہے۔ سو چونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بہ نوبت انبیاء بنی اسرائیل میں رہ کر آخر چودہ سو برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پر یہ سلسلہ ختم ہوا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم ایسے خلیفۃ اللہ تھے کہ ظاہری عنان حکومت ان کے ہاتھ میں نہیں آئی تھی اور سیاست ملکی اور اس دنیوی بادشاہی سے ان کو کچھ علاقہ نہیں تھا اور دنیا کے ہتھیاروں سے وہ کچھ کام نہیں لیتے تھے بلکہ اس ہتھیار سے کام لیتے تھے جو ان کے انفاس طیبہ میں تھا اور جس کے ذریعہ سے وہ مرے ہوئے دلوں کو زندہ کرتے تھے اور بہرے کانوں کو کھولتے تھے اور مادرزاد اندھوں کو سچائی کی روشنی دکھا دیتے تھے۔ ان کا وہ دم ازلی کافر کو مارتا تھا لیکن مومن کو زندگی بخشتا تھا۔ وہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے تھے۔ اور ظاہری اسباب ان کے پاس نہیں تھے۔ اور ہر بات میں خدائے تعالیٰ ان کا متولی تھا۔ وہ اس وقت آئے تھے جبکہ یہودیوں نے نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی متعلقین بھی چھوڑ دی تھیں اور بے رحمی و خودغرضی وغیرہ ان میں ترقی کر گئی تھی اور نہ صرف بنی نوع کے حقوق کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا بلکہ غلبۂ شقاوت کی وجہ سے حضرت محسن حقیقی سے عبودیت اور اطاعت اور سچے اخلاص کا رشتہ توڑ بیٹھے تھے۔ صرف بے مغز استخوان کی طرح توریت کے چند الفاظ ان کے پاس تھے جو قہر الٰہی کی وجہ سے ان کی حقیقت تک وہ نہ پہنچ سکتے تھے کیونکہ ایمانی فراست اور زیرکی بالکل ان میں سے اٹھ گئی تھی اور ان کے نفوس مظلمہ پر جہل غالب آ گیا تھا اور جھوٹ اور ریاکاری اور غداری ان میں انتہا تک پہنچ گئی تھی۔ ایسے وقت میں ان کی طرف مسیح ابن مریم بھیجا گیا تھا جو بنی اسرائیل کے مسیحوں اور خلیفوں میں سے آخری مسیح اور آخری خلیفۃ اللہ تھا جو برخلاف سنت اکثر نبیوں کے بغیر تلوار اور نیزہ کے آیا تھا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت موسوی میں خلیفۃ اللہ کو مسیح کہتے تھے اور حضرت داؤد کے وقت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یا ان سے کچھ عرصہ پہلے یہ لفظ بنی اسرائیل میں شائع ہو گیا تھا۔ بہر حال اگرچہ بنی اسرائیل میں کئی مسیح آئے لیکن سب سے پیچھے آنے والا مسیح وہی ہے جس کا نام قرآن کریم میں مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام بیان کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل میں مریمیں بھی کئی تھیں اور ان کے بیٹے بھی کئی تھے لیکن مسیح عیسیٰ ابن مریم یعنی ان تینوں ناموں سے ایک مرکب نام بنی اسرائیل میں اس وقت اور کوئی نہیں پایا گیا۔ سو مسیح ابن مریم یہودیوں کی اس خراب حالت میں آیا جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ آیات موصوفہ بالا میں ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا اس امت کے لئے وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل کی طرز پر ان میں بھی خلیفے پیدا ہوں گے۔ اب ہم جب اس طرز کو نظر کے سامنے لاتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ضرور تھا کہ آخری خلیفہ اس امت کا مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اس زمانہ میں آئے جو اس وقت سے مشابہ ہو جس وقت میں بعد حضرت موسیٰ کے مسیح ابن مریم آئے تھے۔ چودھویں صدی میں یا اس کے قریب اس کا ظہور ہو اور ایسا ہی بغیر سیف و سنان اور بغیر آلات حرب کے آئے جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم آئے تھے اور نیز ایسے ہی لوگوں کی اصلاح کے لئے آئے جیسا کہ حضرت مسیح اس وقت کے یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ ایسا ہی اس نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا۔ (صفحہ ۵۰۳) اور جب آیات ممدوحہ بالا کو غور سے دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کے اندر سے یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ ضرور آخری خلیفہ اس امت کا جو چودھویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا حضرت مسیح کی صورت مثالی پر آئے گا۔ دو سلسلوں کی مماثلت میں یہی قاعدہ ہے کہ اوّل اور آخر میں اشد درجہ کی مشابہ ان میں ہوتی ہے اور اس ضمن میں قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام میں سر دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اوّل درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دعویٰ قادیانی کہ وہی سلسلۂ خلافت کا خاتم ہے

ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے۔ اور فرمان **جعلناک المسیح ابن مریم** نے اس کو درحقیقت وہی بنادیا ہے۔ **وکان اللّٰہ علی کل شیٔ قدیرا** اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔

آنے والا احمد غلام احمد قادیانی ہے

اسی کی طرف اشارہ ہے۔ **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشین گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ کیا وہ حی وقیوم خدا جو اس بات پر قادر ہے جو انسان کو حیوان بلکہ شر الحیوانات بنادے ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا؟ اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیشین گوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس تک مدت ٹھہرائی ہے بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیت [1] **وانا علی ذھاب بہ لقادرون** جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے۔

آیت ارسل رسولہ کا تعلق زمانہ قادیانی سے ہے

اور یہ آیت **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی** درحقیقت اسی مسیح ابن مریم

---

[1] اس آیت میں ۱۸۵۷ء زمانہ غدر کی طرف اشارہ ہے جو اس وقت قرآن اٹھایا گیا۔ (ازالہ صفحہ ۷۲۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے زمانہ سے متعلق ہے اور خلافت جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی تھی آخر کار آدم پر ہی ختم کر دی۔ یہی حکمت اس الہام میں ہے کہ **اردت ان استخلف فخلقت ادم** اور آدم اور عیسیٰ علیہ السلام میں کسی وجہ سے روحانی مباینت نہیں بلکہ مشابہت ہے **انّ مثل عیسٰی عندالله کمثل ادم**۔ (انتھی۔ ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۷ تا ۶۸۱)

قادیانی صاحب کے اس دوسرے دعویٰ کا جواب

پس قادیانی صاحب کا یہ دوسرا دعویٰ جو درحقیقت تار عنکبوت کی طرح مگس صفتوں کو دھوکا دے رہا ہے اور محض سراب کی طرح تشنگان بادیۂ ضلالت کی آنکھوں میں بصورت آب لہلہا رہا ہے۔ ہم ذیل میں اس کو توڑتے ہیں اور اس سراب کو خراب کرتے ہیں تاکہ کسی کو دھوکا نہ ہو۔ پس معلوم کرنا چاہیے کہ پہلی آیت کریمہ جس سے قادیانی صاحب نے ہمارے نبی سید المرسلین فخر الاولین والآخرین ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے وہ اس افادہ سے جو قادیانی صاحب نے اس کی نسبت کہا بالکل تبرّی فرما رہی ہے۔

کاف تشبیہ کے معنی اور اس کے استعمالات

کیونکہ استعمالات اہل عرب میں حرف کاف جو تشبیہ کے لئے آتا ہے اس کے فقط دو استعمال ہیں۔ ایک جبکہ اسم مفرد پر آئے تو اسم مشبّہ کو اپنی مجرور مشبہ بہ کے ساتھ کسی ایک صفت میں تشریک و تشبیہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ کل صفات مشبّہ میں۔ جیسے **زید کالاسد**۔ پس اس مثال میں حرف کاف نے جو حرف تشبیہ ہے زید کو اپنے مجرور مشبّہ بہ کے ساتھ فقط شجاعت میں شرکت اور مشابہت کا افادہ دیا نہ کہ اسد کی تمام صفات زید میں ثابت کر دیں۔ اور دوسرا استعمال جبکہ حرف کاف کے بعد ما کافہ آئے جو اس کو اس کے عمل جر سے روک دیتا ہے اس وقت یہ کاف یا تو ایک فعل کو دوسرے فعل کے ساتھ وقوع میں مقارنت اور اتصال کا افادہ دیتا ہے۔ جیسے **کماقام زید قعد عمر** یعنی زید کے قیام کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ ہی عمر کا قعود ہوا۔ اور جیسے **ادخل کما یسلم الامام** یعنی امام کے سلام کہنے کے ساتھ ہی دخول کا فعل ہوا۔ اور یا ایک جملہ کے مضمون کو دوسرے جملہ کے ساتھ تشبیہ کا افادہ دیتا ہے جیسے آیت مبحوث فیہ یعنی **ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا** پس اس آیت کریمہ میں دونوں جملوں کا مضمون فقط ارسال رسول ہے۔ اور حرف کاف نے قواعد لسان عرب کے مطابق فقط ارسال میں تشریک اور تشبیہ کا افادہ دیا نہ کہ دو رسولوں کو باہم تشبیہ کا افادہ فرمایا جس سے بزعم قادیانی صاحب یہ نتیجہ نکالا جا سکے کہ دونوں رسول یعنی موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ آپس میں شبیہ اور ہمارے نبی ﷺ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہوں جیسے کہ قادیانی صاحب اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ آیت مبارک اس معنی کے افادہ سے بالکل تبری فرما رہی ہے۔

حضرت محمد ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فقط رسالت میں تشبیہ ہے نہ کہ دوسری تمام صفات میں بھی

اسی وجہ سے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نکتہ سے آگاہ فرمانے کی غرض سے اس آیت کریمہ کے تحت میں لکھا۔ **لم یعینہ لان المقصود لم یتعلق بہ** یعنی حق تعالیٰ نے دوسری جگہ رسول کو اس لئے معین نہ فرمایا۔ یعنی **کما ارسلنا الی فرعون موسیٰ** کر کے نہ کہا کہ موسیٰ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو تشبیہ دینا اور آنحضرت ﷺ کو موسیٰ کا مثیل قرار دینا حق تعالیٰ کا مقصود نہ تھا۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اصل اصیل کو ظل ظلیل کا مثیل کہا جائے یا دوسرے لفظوں میں نبی الانبیاء کو اپنے نائب نبی کا یا شہنشاہ کو اپنے ایک خلیفہ نواب کا مثیل قرار دیا جائے۔ اور یہ کس قدر خلاف اصل اور سوء ادب ہے اس شہنشاہ کی شان میں جو سرتاج انبیاء اور تخت نبوت کے اعلیٰ درجے پر بیٹھنے والا اور اس کا اصلی مالک اور تمام برکات کا مصدر ہے اور کل انبیاء جس کے نائب ہیں چنانچہ فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اس کو چارہ نہ تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اسی طرح محمد ﷺ باعتبار نبوت کے اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ہیں

پس ہمارا ایمان ہے کہ جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اور وہ اپنی صفات کاملہ میں یگانہ اور کوئی اس کا سہیم وشریک اور شبیہ ومثیل نہیں اسی طرح ہمارے نبی الانبیاء محمد ﷺ اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ہیں کہ جن میں کوئی نبی بھی سہیم وشریک نہیں۔ اور اسی جگہ سے ہے جو کہا گیا

مثل النبی محمد قد امتنع   من قال بالامکان صار مکفرا

یعنی محمد ﷺ کی مثال محال ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے۔

قادیانی کا دعویٰ کہ وہ تمام انبیاء اولوالعزم کا مثیل ہے

قادیانی صاحب کی خیرہ سری قابل ملاحظہ ہے جو اپنے کو ایک نبی کا مثیل نہیں بلکہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۵۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پھر مثیل نوح قرار دیا اور پھر مثیل یوسف قرار دیا اور پھر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور پھر مثیل موسیٰ کر کے بھی اس عاجز کو پکارا یہاں تک کہ پھر مثیل ابراہیم بھی کہا اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کے یہاں نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء محمد ﷺ قرار دیا۔ انتہیٰ

پس قادیانی صاحب کے یہ سارے الہامات موجب استخفاف ان انبیاء علیہم السلام ہیں جن کا مثیل ایک ایسا فاسق شخص کہا جاتا ہے جو ایک طرف تو انگریزی قوم کے پادریوں کو ازالہ کے صفحہ ۴۸۹ وغیرہ میں دجال کہتا ہے۔ اور پھر اسی ازالہ کے صفحہ ۵۰۸ میں قوم یاجوج وماجوج سے مراد انگریز وروس کہہ کر دوسری طرف انہیں کے زیر سایہ اور ظل حمایت میں رہنے کی دعائیں مانگتا ہے۔ اور باوجود ان کی قوم کا دشمن اور ان کے خدا کا شریک اپنے کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بتانے کے منافقانہ طور سے خوشامدیں کرتا ہے۔ اور غریب ملاؤں کو جن کو اپنے خدائے یگانہ کے سوا کسی غدر و مکر سے سروکار نہیں اور وہ فتنہ مٹانے کے لئے خاص طور سے مامور ہیں ان پر ازالہ کے صفحہ ۷۲۳ میں اتہام لگاتا ہے۔ کہ ۱۸۵۷ء میں وہی باعث غدر ہوئے اور انہیں کے فتووں ا سے اس وقت کے مسلمانوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔

حالانکہ یہ سارے فتنے اسی نجدی گروہ کے ہیں جو ہمیشہ دولت اور سلطنت کی لالچ میں اپنے غیر کو مشرک بنا کر اور خود توحید کی حامی بن کر ایک جماعت عظیمہ کے ساتھ قوت وطاقت پیدا کرنے کے خواہشمند ہے۔ عرب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے فتنہ برپا کیا اور ہندوستان میں انہیں وہابیوں نے جو عبدالوہاب کے قدم بر قدم ہیں اور انہیں میں سے قادیانی صاحب ہیں جو اپنے کو ازالہ کے صفحہ ۹۵ میں وہی حارث بتلاتا ہے جو حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے۔ **عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج رجل من وراء النھر یقال لھا الحارث حراث علی مقدمۃ رجل یقال لہ منصور یوطن اویمکن لآل محمد ﷺ کمامکنت قریش لرسول اللہ ﷺ وجب علی کلّ مومن نصرہ.** (ابوداؤد، مشکوۃ) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص ماوراء النہر سے خروج کرے گا جس کو حارث کہا جائے گا کیونکہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا اس کا سپہ سالار ایک شخص ہوگا جس کو منصور کہا جائے گا وہ آل نبی کو جگہ دے گا جیسے قریش نے رسول اللہ ﷺ

ا گر براہین احمدیہ جلد ثالث کے ابتدا میں ایک ضروری التماس کے ضمن میں قادیانی صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ غریب مسلمانوں نے پنجاب میں سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدددی کیونکہ شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے کہ سلطنت محسنہ سے جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ مؤلف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو جگہ دی اس کی نصرت ہر مومن پر واجب ہے۔ پس اپنے لئے قادیانی صاحب نے اس حدیث کا مصداق بنانے کے لئے بہت کوشش کی۔ یہاں تک کہ غدر کے وقت اپنے پردادا گل محمد کو بحوالہ غیاث الدولہ وزیر سلطنت مغلیہ دہلی کی تخت نشینی کا مستحق سمجھا۔ (دیکھو ازالہ از صفحہ ۹۵ تا ۲۶۱ اوغیرہ) لیکن ؎

ہر گدائے مرد میدان کے شود　　پشہ آخر سلیمان کے شود

پس جائے انصاف ہے کہ ایسا شخص جو بقول خود

ع　　گیتو اند شد مسیحا میتو اند شد یہود

کا مصداق ہے وہ کسی نبی کریم کا مثیل کیونکر ہوسکتا ہے؟

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موضوع ہے

اور قطع نظر اس کے حدیث **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل**۔ جس سے قادیانی صاحب اپنے دعوے مثیل انبیاء ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ **قال الدمیری والعسقلانی والزرکشی لااصل له** (رسالہ موضوعات کبیر ملا علی قاری تشید المبانی) وہ خود بقول دمیری اور عسقلانی اور زرکشی اپنا کوئی اصل نہیں رکھتی اور ملا علی قاری اور دیگر ائمہ نے اس کے موضوع ہونے پر تصریح فرمادی۔

مثیل کے لئے مماثلت تمام صفتوں میں ہونا چاہیے

بتقدیر ثبوت حرف کاف فقط کسی ایک صفت میں تشریک اور تشبیہ کا افادہ دیتا ہے نہ جملہ اوصاف میں مثیل ہونے کا۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں فرماتے ہیں۔ **المماثلة عندنا تثبت بالاشتراک فی جمیع الاوصاف حتی لو اختلف فی وصف لاتثبت المماثله لان المثلین مایسد احدهما مسد الاخر**. اور یہی معنی اس آیت قرآنی کے جس میں کفار کو دعوت دی گئی ہے کہ **فاتوا بسورة**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من مثله وادعوا شهدائكم من دون الله ان كنتم صادقين کہ وہ قرآن کی ایک سورت کی مثل کوئی سورت پیش کریں اور وہ عاجز ہوگئے۔ ورنہ قادیانی صاحب کے الہامی فقرات کی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی تو بہت سے بے تکے فقرات بنالئے تھے۔

آیت استخلاف کے معنی بقول قادیانی

پس جس طرح کہ پہلی آیت مبارک سے قادیانی صاحب کا یہ استدلال باطل ہے کہ ہمارے نبی الانبیاء خاتم الرسل محمد ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہیں اسی طرح قادیانی صاحب کا دوسری آیت استخلاف سے یہ استدلال باطل ہے کہ کما استخلف میں مماثلت تامہ اور مماثلت مدت ایام خلافت اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان خلفا کا سلسلۂ خلافت اس سلسلہ سے کم نہیں ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور یہ منصب حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور آخر چودہ سو برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر ختم ہوا اور وہ ایسے خلیفۂ موسیٰ تھے کہ ظاہری حکومت ان کے ہاتھ میں نہیں آئی تھی اور دنیا کے ہتھیاروں سے وہ کچھ کام نہ لیتے تھے اور بغیر سیف وسنان اور بغیر آلات حرب کے آئے اور وہ اس وقت مبعوث ہوئے تھے جبکہ یہودیوں نے نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی خصلتیں بھی چھوڑ دی تھیں اور چونکہ ہمارے محمد ﷺ مثیل موسیٰ ہیں اور آنحضرت ﷺ کو حق تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اس امت میں بھی بنی اسرائیل کی طرز پر خلیفے پیدا ہوں۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ آخری خلیفہ اس امت میں آنحضرت کا مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اس زمانہ میں آئے جو اس وقت سے مشابہ ہو جس وقت میں موسیٰ کے مسیح ابن مریم آئے تھے۔ یعنی چودھویں صدی میں اور جبکہ تحریف تورات میں ہوگئی پس حق تعالیٰ نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام بفرمان **جعلناك المسيح ابن مريم** درحقیقت وہی ابن مریم بنادیا اور قرآن میں آنے والے رسول کا نام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواحمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل کی طرف اشارہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس وقت قرآن میں تحریف ہوگئی۔ اور ۱۸۵۷ء زمانہ غدر میں قرآن بمقتضائے **انا علی ذهاب به لقادرون** اٹھایا گیا جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں جو عیسوی تاریخ میں دیکھنا چاہیں تو ۱۸۵۷ء ہوتے ہیں۔ چونکہ حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا تو اس زمانہ میں بلاشبہ ضرور ہے کہ کتاب الٰہی کے لئے ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے۔ کیونکہ موجودہ تفسیریں فطرتی سعادت اور نیک روشی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترتا۔ اور انہیں معنوں سے کہا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا جو آیت **انا علی ذهاب به لقادرون** میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے اور جس میں ایک نئے چاند کے نکلنے کی اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے یعنی پورے تیرہ سو۔ اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادۃ اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔ (ازالہ صفحہ ۱۸۶ مکتوب اعربی صفحہ ۷۲)[1] اور چونکہ اول و آخر میں نہایت مناسبت ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم بھی رکھا اور آدم اور عیسیٰ میں کسی وجہ سے روحانی مباینت نہیں بلکہ مشابہت ہے۔ (انتہی ملخصاً ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶ تا ۶۸۱ و ۲۶ ۔ ۲۷۳ و ۵۲۲ ۱۸۹)

انبیاء کا مختلف صورتوں میں آنا

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان لغویات اور ہذیانات کا جواب دیں اور ان کے ہفوات پر حجت قائم کریں ضرور ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کی صورت نبوت کی تشریح کریں جس کی خلافت مطلوب ہے۔ پس سنت اللہ سے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ

[1] وجئت بعده علی قدر جاء هو من بعددی وانه اخفی فی عدد اسمی عدد زمانی ففکر فی غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ ۔ مؤلف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے قبل انبیاء نے کبھی تو بصورت بادشاہاں بروز کیا جیسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام اور کبھی بصور احبار جیسے حضرت زکریا علیہ السلام اور کبھی بصورت زہاد جیسے حضرت یونس علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اور ہر صورت میں حق تعالیٰ نے ان کو مرتبہ اور غلبہ اور عزت اور عظمت کرامت فرمائی اور امت کو ان کی اطاعت کی توفیق عطا کی لیکن نبی الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ جو جامع جمیع کمالات انبیاء تھے حکمت الٰہی میں ضرور ہوا کہ ان کی نبوت جمیع انبیاء کی صور کی جامع ہو۔ پس آنحضرت ﷺ کی نبوت ان تینوں صورتوں کی جامع ہوئی یہاں تک کہ یمن وتہامہ اور نجد اور بعض نواح شام آنحضرت ﷺ کے تحت تصرف ہوئے اور صورت سلطنت ظاہر ہوئی اور ہر لمحہ اور ہر لحظہ جمیع اقطار میں یہ صورت ترقی پذیر ہوئی۔ اور عرب کے وفود فوج جا فوج ہر طرف آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلطان عالم کی طرح آنحضرت ﷺ کے ظل نفس ناطقہ نے اپنے بخت اور حکمت اور عدالت اور شجاعت اور کفایت اور سخاوت سے افراد بشر میں ایک قسم کا انتظام اور التیام پیدا فرمادیا اور علم اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کی صفات تحققاً وتخلقاً آنحضرت ﷺ میں نمایاں ہوئے اور صوفی مرشد کی طرح مصدر کرامات عجیبہ اور خوارق غریبہ ہوئے۔ اور اپنی قوت ارشاد اور تاثیر صحبت کے ساتھ ہزار ہا سال سے بادیۂ ضلالت کے بھٹکے ہوؤں کو راہ نجات دکھلائی اور ایک ہی آن میں تزکیہ اور طہارت کا افادہ فرمایا اور جبرئیل کی طرح جارحۂ تدابیر الٰہی اور واسطۂ الٰہی اخذ علوم ہو کر عالم ملک وملکوت کے اسرار ان پر منکشف ہوئے۔ لیکن صورت اوّل کے مقام اعلیٰ سے ابھی ایک پایہ ترقی کا باقی تھا کہ آنحضرت ﷺ رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرماگئے۔ اور ذوالقرنین کی طرح موعود خدا کہ اس نے تمام بادشاہان روئے زمین کو اپنا مطیع بنایا۔ بمقتضائے اما نرینک بعض الذی نعدھم اونتوفینک وہ غلبہ روئے زمین اور فتح فارس وروم اور منصب شہنشاہی کہ جس کی سطوت سے دین خدا ہر مدر اور وبر میں گھر کرتا تھا اس کا ایفا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے ہاتھوں منجز فرمایا اور اسی کے ضمن میں ترقیات معنی نبوت روز افزوں ہوئیں اور مضمون **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** ظہور پذیر ہوا اور اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے جو حق تعالیٰ نے سورۂ نور میں حاضرین وقت نزول سورۂ مذکور کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے ایک جماعت کو حق تعالیٰ بالضرور زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے پسندیدہ دین کو بالضرور زمین میں تمکنت دے گا اور ان کے خوف کو امن کے ساتھ بدل دے گا تاکہ انجام کار میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

نبی ﷺ کی خلافت

پس حق تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کے متعلق استخلاف میں اپنی ایک قدیم سنت کا اظہار فرمایا جیسے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نبی بخلافت موسیٰ بجز اس کے مبعوث نہ ہوا کہ وہ ان کے جدّ اعلیٰ میں شریک اور انہیں کی قوم میں سے ہو اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کے خلفاء کے استخلاف میں لفظ **منکم** اور **کما استخلف الذین من قبلکم** نے تعیین فرمادی کہ خلیفہ نبی جو خلفاء بنی اسرائیل کی طرح ہوگا ضرور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ہی قوم میں سے ہو اور انہیں کے سلسلہ جدّ اعلیٰ میں شریک اور منسلک ہو اور ایسا ہی جس طرح کہ تورات کا ایک سفر بلاد شام کے فتوح کے وعدوں اور بلاد مغنومہ کے احکام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں وہ وعدے پورے نہ ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ نے ان وعدوں کے پورا کرنے کے لئے حضرت یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ بنایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اسّی (۸۰) شہر حضرت یوشع نے فتح کئے اور بنی اسرائیل کو مطمئن کر دیا۔ اور ان شہروں کو وصیت موسیٰ کے موافق بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا۔ اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کو بلاد شام اور بلاد عجم کی فتح کا وعدہ ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن حکمت الٰہی نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس وعدہ کو پورا ہونے نہ دیا اور آخر کار وعدۂ الٰہی نے آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے استخلاف سے اس وعدہ کو منجز فرمایا۔ پس سنت اللہ نے ثابت کر دیا کہ خلیفہ درحقیقت اپنے ہی نبی کا ظل اور اسی کے مواعید کا متمم ہونا چاہیے۔

معنی استخلاف بادشاہ گردانیدن

اور نیز عرف قدیم اور جدید میں حقیقت استخلاف بجز اس کے نہیں کہ بمعنی خلیفہ ساختن اور بادشاہ گردانیدن ہے۔ جیسے کہ آیت **یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض** سے ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو حضرت یوشع نبی کے ایک زمانہ بعد سیف وسنان کے ساتھ عمالقہ پر کس قدر غلبہ دیا اور جالوت کو ان کے ہاتھ سے قتل کرایا اور بنی اسرائیل کو بعد از تفرقہ اور تشویش ان کی خلافت اور حکومت میں کس قدر امن دی۔ اسی وجہ سے حضرت ولی اللہ ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں۔ کہ ''اگر کسے پادشاہ نباشد و حکم او نافذ نہ بود خلیفہ نیست ہر چند فرض کنیم کہ افضل امت باشد''

نبی کی خلافت خاصہ کا مستقر

اور آنحضرت ﷺ نے مزید برآں اپنی خلافت خاصہ کا مستقر بھی متعین فرمادیا کہ خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور سلطنت اور ملک کا مستقر شام۔ **عن ابی هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ الخلافة بالمدينة والملک بالشام**۔ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوۃ ورق انیس ص ۵۸۳) گویا آنحضرت ﷺ نے اپنی ریاست کے دو حصے فرمادیئے ایک کا نام خلافت نبوت اور خلافت خاصہ رکھا جس کا مستقر ابتداء سے انتہاء تک بجز مدینہ کے اور کوئی نہیں اور دوسرے حصہ کا مستقر جو فقط ملک اور سلطنت سے معبر ہے لیکن نور اور برکت سے خالی نہیں ملک شام فرمایا۔ اور یہ خدا کی قدرت ہے کہ قادیانی صاحب کو اپنے قادیان کی نسبت پیشتر الہام نے مدد نہ دی کہ وہ اس کو مدینہ مقرر کریں اور ان کے فرقۂ وہابیہ کو آنحضرت ﷺ کے مدینہ منورہ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس قدر نفرت ہے کہ حج کعبۃ اللہ کے بعد مدینہ منورہ میں جانا شرک سمجھتے ہیں اور وہ خود بھی کیونکر جاسکتے ہیں جبکہ ان کی گورنمنٹ عثمانیہ میں جانے سے اپنی جان کا خوف لگا ہوا ہے۔

پس جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ ہمارے نبی ﷺ کی خلافت کا ابتداء سے انتہاء تک بجز ظاہری ریاست وحکومت وسلطنت اور سیف وسنان کے متحقق ہونا ممکن نہیں۔ جس سے قادیانی صاحب بالکل معرّیٰ ہیں اور جس کے لئے ان کے اصیل یعنی حضرت مسیح علیہ السلام بھی ترستے گئے۔ چنانچہ انجیل متی باب ۱۰، درس ۳۴ میں ہے کہ فرمایا حضرت مسیح نے یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ ابھی تو ہم اس وقت اس کاف تشبیہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس سے قادیانی صاحب مماثلت تامّہ اور مماثلت مدّت ایام خلافت وغیرہ کا اشارہ نکالتے ہیں جو بالکل باطل ہے کیونکہ جیسے کہ ہم قبل ازیں ثابت کر چکے ہیں۔ اوّل تو حرف کاف مماثلت تامّہ کا افادہ نہیں دیتا اور دوم جملہ پر آنے سے فقط مضمون جملہ کو ایک جملہ کے مضمون کے ساتھ تشریک اور تشبیہ کا افادہ دیتا ہے۔ پس آیت کریمہ میں فقط ایک استخلاف کو دوسرے استخلاف سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے ان کے ایام خلافت کی مدت ہرگز مفہوم نہیں۔

عیسٰی نبی اللہ کو مستقبل نبی جاننا دراصل یہودیوں کا دعویٰ تھا

کتاب الملل والنحل میں ہے کہ یہ یہودیوں کا ادّعا تھا جو انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام پر کیا کہ وہ موسٰی علیہ السلام کی طرح اولوالعزم اور صاحب کتاب مستقل نبی نہیں بلکہ وہ موسٰی کا مطیع اور اسی کی متابعت کے لئے مامور تھا۔ پس قادیانی صاحب کا یہ بیہودہ قول ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت موسٰی علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ کیونکہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے بجز حضرت یوشع بن نون کے کسی کو اپنا خلیفہ نہ بنایا۔ پس اگر حضرت داؤد علیہ السلام موسٰی علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تو یہ خطاب ان کو خود بارگاہ رب العزت سے عطا ہوا نہ کہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے ان کو دیا۔ پس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت یوشع کے بعد جس قدر انبیاء کے گذرے۔ اگرچہ ان کا دستور العمل شریعت موسیٰ ہی تھی لیکن وہ حضرت موسیٰ کے خلیفہ نہ کہلائے کیونکہ خلیفہ کے مفہوم میں باعتبار عرف قدیم وجدید معنی سلطنت اور حکومت نہایت ہی ضروری اور لازمی سمجھے گئے ہیں جیسے کہ قبل ازیں بیان ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا درمیان کا زمانہ چودہ سو برس کا ہونا غلط ہے

اور قطع نظر ان سب باتوں کے قادیانی صاحب کا یہ بھی افتراء ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین چودہ سو برس کا زمانہ ہوا۔ کیونکہ بیضاوی میں ہے **كما فصل بين موسٰى وعيسٰى عليهما السلام اذكان بينهما الف وسبع مائة سنة والف نبى.** (بیضاوی، سورۂ مائدہ) **وبين موسٰى بن عمران وبين مريم بنت عمران ام عيسٰى الف سنة وسبع مائة سنة وليسا من سبط ثم محمد وكل نبى ذكر فى القراٰن من ولد ابراهيم غيرادريس ونوح ولوط وهود وصالح۔** (درمنثور، مائدہ) کہ یہ زمانہ سترہ سو برس کا تھا۔ اور درمنثور میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ زمانہ سترہ سو برس کا موسیٰ ابن عمران اور مریم بنت عمران والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کا ہے۔ اور توریت کتاب پنجم استثناء، مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۷ء کے باب ۳۴ آیت پنجم میں ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کی عمر میں حضرت مسیح علیہ السلام کے تولد سے ایک ہزار چار سو اکاون برس قبل وفات پائی جن کو اگر ہلالی برسوں میں دیکھا جائے تو ایک ہزار چار سو اکانویں یعنی نو برس کم پندرہ سو برس ہوتے ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کے بالکل مطابق ہیں۔ **قال ابن عباس بين موسٰى وعيسٰى الف وخمس مائة سنة.** (درمنثور، سورۂ نساء) جس کو شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر درمنثور میں بتخریج حاکم روایت کیا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے۔ موسیٰ اور عیسیٰ کا مابین زمانہ پندرہ سو (۱۵۰۰) برس کا ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عیسیٰ کی عمر بتیس برس (۳۲) بھی ضم کردی جائے تو تقریباً سترہ سو (۱۷۰۰) کا زمانہ ہوجاتا ہے جو قول بیضاوی اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل قریب قریب ہے۔

پس ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب کا یہ قول کہ سلسلۂ خلافت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودہ برس پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا اور اسی مناسبت سے غلام احمد قادیانی باعداد حروف جمل تیرہ سو برس کے خاتمہ اور چودھویں صدی کے آغاز میں مبعوث ہوا کس قدر کھلم کھلا جھوٹ ہے۔ اور اگر ہم اس سلسلۂ خلافت کو تسلیم بھی کرلیں تو بھی ہنوز کئی سو برس ایسے مثیل مسیح کے پیدا ہونے کے لئے باقی ہیں اور اس دعوی کا قبل از وقت ہونا اس کو باطل کر رہا ہے اور حالات امت کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی صاحب کے قبل بھی کئی ایک اشخاص نے اس منصب رفیع کا دعویٰ کیا اور اسی طرح انہوں نے بھی اپنے لئے حساب جمل سے اپنے اسماء کی مناسبات اور آیات کے اعداد سے استدلال کیا۔ چنانچہ سید محمد جونپوری نے جب اپنے لئے مہدی ہونے کا دعویٰ ۹۰۱ھ میں کیا تو اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی عادت یہ تھی کہ جب دعویٰ کرتے تھے اس لفظ سے تاریخ بھی نکالا کرتی تھی۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۸۰) مگر خدا کی قدرت ہے کہ اس دعویٰ کے الفاظ کے اعداد کبھی سنہ دعویٰ سے مطابق نہ ہوئے۔ جیسے کہ ۹۰۳ھ میں کہا **انه قال بامر اللّٰه انا المهدی الموعود** لیکن اس کے اعداد ۷۹۵ ہوتے ہیں۔

قادیانی صاحب کے اسم کے اعداد بحساب جمل زمانہ فترت کے مساوی نہیں

اسی طرح قادیانی صاحب کے جعلی اسم غلام احمد قادیانی کے اعداد اگرچہ ۱۳۰۰ ہیں لیکن انہوں نے یہ دعویٰ بیس برس قبل کیا اور مناسبت جو انہوں نے سلسلۂ خلافت کی بیان کی یعنی پورے چودہ سو۔ اس میں ابھی ایک سو برس باقی ہیں اور زمانہ غدر جس میں قرآن اٹھایا جانا بتاتے ہیں وہ بھی ان کے دعوے کے منافی ہے۔ کیونکہ قرآن کا اٹھایا جانا عیسیٰ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

نزول کے بعد سودوسو برس کے معبود ہے مگر افسوس کہ عیسیٰ جو حامی شریعت نبویہ معبود تھے ان کے وقت میں الٹا اثر ہوا کہ قرآن ہی اٹھایا گیا۔ اور بجائے اس کے کہ سارے جہاں پر ان کا غلبۂ اسلامی ہوتا وہ خود مغلوب کفر ہوگئے۔ اور بجائے اس کے کہ ان کے وقت ایک ہی دین اسلام غالب رہتا ان کے وقت میں چاروں طرف سے مذاہب کفر کا غلبہ ہوگیا اور مسیح قادیانی سے انگریزی گورنمنٹ کے مجسٹریٹ نے بجرم دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بتاریخ ۲۵ رفروری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور مچلکہ لے لیا کہ آئندہ اپنے ہذیانات (الہامات) کی اشاعت میں قانون انگریزی کے تابع رہیں اور اسی پر ان کی رہائی ہوئی۔ معہذا غلام احمد قادیانی کے اعداد سے استدلال کرنا بھی ایک عجیب امر ہے۔

غلام احمد قادیانی اور تمسخر کے اعداد برابر ہیں

اگر اس قسم کا استدلال معتبر ہو تو ہم کہیں گے کہ غلام احمد قادیانی اور تمسخر کے اعداد بحساب جمل برابر ہیں اور اسی طرح بدخو ستیزہ رو کے۔ اور اسی طرح مسیح قادیانی اور کرگدن کے۔ پس کیا کوئی اہل دل ایسی لغو مناسبات سے استدلال کر سکتا ہے۔ حاشا وکلا اللہ کے بندے ایسا افتراء اللہ پر کبھی نہیں باندھتے۔ جیسے کہ قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۷۲ میں کہا۔ کہ **ومن ایات اللّٰہ انہ اخفی فی عدد اسمی عدد زمانی ففکر فی غلام احمد قادیانی** ص۱۷۲۔ کہا کہ یہ اللہ کی نشانی ہے کہ اس نے میرے زمانہ کے اعداد میرے نام مخفی کئے۔ حالانکہ قادیان کا لفظ دراصل حرف دال کے ساتھ نہیں بلکہ ضاد عربی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ قادیانی صاحب کا گاؤں دراصل اسلامپور قاضیان کے نام سے موسوم تھا۔ جہاں اس تمام علاقہ کی قضا ہوا کرتی تھی۔ (دیکھو ازالہ صفحہ۲۲) اور چونکہ ضاد اور دال کی آواز ایک ہے اس لئے رفتہ رفتہ ضاد کا دال بن گیا اور جزو اول محذوف ہوگیا اور صرف قادیان رہ گیا۔ پس ظاہر ہے کہ درصورت ضاد آٹھ سو عدد بڑھ جائیں گے اور تیرہ سو کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکیس سو ہو جائیں گے اور قطع نظر اس کے ترکیب غلام احمد قادیانی قواعد عربیت کے لحاظ سے بالکل غلط اور الہامی زبان کے مناقض ہے۔ اس لئے کہ اسماء اعلام یا نسبت کے لاحق ہونے سے بمنزلہ اسماء صفات ہو جاتے ہیں۔ پس قادیانی کا لفظ گویا غلام احمد کی صفت ہے جس کا اس ترکیب میں بدون لام تعریف مستعمل ہونا غلط ہے۔ پس صحیح ترکیب اس طرح ہونی چاہیے یعنی غلام احمد القادیانی نہ فقط قادیانی اور لام تعریف کے داخل ہونے سے تمیں اکتیس عدد اور بڑھ جائیں گے اور تیرہ سو کے تیرہ سو اکتیس ہو جائیں گے جس کے واسطے ابھی کئی سال باقی ہیں۔ اور اگر قادیانی کے قاف کو قاف قرشت نہ سمجھا جائے جیسے کہ ان کے دوست مولوی محمد حسین بٹالوی کاف کلمن سے کادیانی کر کے لکھتے ہیں تو ان تیرہ سو میں سے اسی عدد اور کم ہو جائیں گے۔ مگر جائے غور قادیانی صاحب کا یہ قول ہے جو انہوں نے بجز چند لوگوں کے جو ان کے ماننے والے ہیں اس وقت کی کل امت مرحومہ کو جو غالباً ان کی مخالف ہے یہود کے ساتھ تشبیہ دی بلکہ ان کو یہودی ٹھہرا کر آپ حقیقی عیسیٰ بن مریم کی صورت میں ان کی طرف آنے کے مدعی ہوئے اور علماء امت نے جو ان تیرہ سو برس میں کلام اللہ کی تفاسیر لکھیں ان کی نسبت اتہام لگاتا ہے کہ وہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔ لہٰذا ضرور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرف سے کتاب الٰہی کے لئے ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے۔ پس قادیانی صاحب کے زعم فاسد میں کل امت مرحومہ کے علماء ضال اور مضل ہوئے جنہوں نے ایسی تفسیریں لکھیں۔ پس معلوم نہیں کہ قادیانی صاحب کی تفسیر کیا رنگ لائے لیکن اتنا تو ہے۔

گر ہمیں مکتب است و این ملا　　کارِ اُمّت تمام خواہد بود

پس قادیانی صاحب کا یہ اصلی دعویٰ مثیل مسیح ہے جو اوپر باطل ہو چکا۔ اور اس دعویٰ کے تائید میں کئی طریق سے انہوں نے استدلال کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

طریق اوّل

(قادیانی کے سوا کسی نے تیرہ سو برس میں مسیح ہونے کا دعویٰ نہ کیا)

یہ عاجز ایسے وقت میں آیا ہے جس وقت کہ مسیح موعود آنا چاہیے تھا یعنی تیرھویں صدی کا اخیر۔ اور اس مدت تیرہ سو برس میں بجز میرے کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں اور ظاہر ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعویدار اس منصب کا نہیں ہوا۔ (ازالہ صفحہ ۶۸۲، صفحہ ۶۸۱)

حمدان بن قرمط نے ۲۷۸ھ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا

یہ قادیانی صاحب کی تاریخ دانی کا حال ہے اور اپنے دعوے کے نشہ میں ایسے سرمست ہیں کہ خود بینی کے سوا ان کی نظروں میں کچھ نہیں آتا۔ دیکھو زرقانی جلد خامس صفحہ ۲۹۱ میں ہے۔ والقرامطة اصلهم رجل من سواد الكوفة يقال له قرمط وقيل حمدان بن قرمط كان احمر البشر والعينين وكان ظهوره سنة ثمان وسبعين ومائتين فاظهر زهدا وصلاحا حتى اجتمع عليه خلق كثير فزعم ان النبی ﷺ بشر به وانه الامام المنتظر وابتدع مقالات فی كتاب وقال انه الكلمة والمهدی وزعم انه انتقل اليه كلمة المسيح فكانت لهم وقائع وحروب ودعاة وخلفاء مذكورة فی التواريخ حتى ظهرمنهم سليمان بن الحسن الجبائی فعاث فی البلاد وافسد وقصد فدخلها يوم التروية سنة سبع عشرة وثلث مائة فی خلافة المقتدر فقتل الحجاج ورماهم بزمزم وقلع باب الكعبة واخذ كسوتها واخذ الحجرالاسود فبقى عندهم اثنتين وعشرين سنة فبذل لهم خمسون الف دينار ليردوه فابوا ثم ردوه مكسورا فوضع فی مكانه وتغلبوا على مصر والشام حتى قاتلهم جوهرالقائد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فهزمهم وقتل منهم خلقا كثيرا وكانت مدة خروجهم ستا وثمانين سنة حتي اهلكهم الله وابادهم وكانوا يحرفون القران ويتاولونه بتاويلات فاسدة لاتقبلها العقول فما قدروا علٰى اطفاء شئ من نوره ولاتغير كلمة من كلمة ولاتشكيک المسلمين فی حرف من حروفه (انتہی ملخصا، زرقانی، مقصد خامس ص ۲۹۱) کہ ایک شخص قرمط یا حمدان بن قرمط نے کوفہ کے اطراف سے ۲۷۸ھ میں خروج کیا جو سرخ رنگ اور سرخ چشم تھا۔ اس نے ابتداء میں زہد و صلاح کا اظہار اس قدر کیا کہ ایک خلق کثیر اس کے گرد جمع ہوگئی اور اس نے زعم کیا کہ نبی ﷺ نے اسی کی نسبت بشارت دی ہے اور وہی امام منتظر ہے اور اس نے اپنی کتاب میں کئی ایک باتیں ایجاد کیں اور کہا کہ وہی کلمۃ اللہ اور مہدی ہے اور اسی کی طرف کلمہ مسیح انتقال کر آیا ہے اور ان کے بہت سے وقائع اور حروب اور داعی اور خلفاء ہوئے جو کتب تواریخ میں بالاستیعاب مذکور ہیں یہاں تک کہ انہیں میں سے سلیمان بن حسن جبائی ظاہر ہوا۔ اور اس نے بلاد و امصار میں فساد پھیلا دیا اور ترویہ کے روز ۳۱۷ھ میں المقتدر کے ایام خلافت میں مکہ میں جا گھسا اور حاجیوں کو قتل کیا اور چاہ زمزم میں اس نے ان کو پھینکا اور کعبہ کا دروازہ اکھیڑ دیا اور کعبہ کا غلاف اتار لیا اور حجر اسود پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ بائیس برس تک انہیں کے قبضہ میں رہا اور المقتدر ان کو پچاس ہزار دینار بھی اس کے عوض دیتا رہا لیکن اول انکار کر کے آخر لکڑے کر کے واپس دیا اور حجر اسود اپنی جگہ پر رکھا گیا اور مصر اور شام پر قابض ہو گئے۔ یہاں تک کہ جوہر القائد نے ان کو قتل کیا اور بھگایا اور ان کی بہت سی خلقت مقتول ہوئی اور چھیاسی برس تک ان کا یہ فتنہ رہا۔ یہاں تک کہ ان کو خدا نے تباہ کیا اور وہ قرآن کی تحریف کر کے ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہوتے تھے کہ جن کو کوئی عقل سلیم قبول نہیں کر سکتی تھی لیکن وہ اللہ کے نور کو بجھا نہ سکے۔ انتہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دسویں صدی میں شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا

اور دسویں صدی میں ایک شخص شیخ محمد خراسانی نے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور حاکم سندھ نے اس کا سر کاٹ ڈالا۔

المنصور کے زمانہ خلافت میں ابی عیسیٰ اصفہانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا

ہدیہ صفحہ ۱۹۱ اور کتاب الملل والنحل میں ہے۔ **وزعم عيسٰى انه نبى و انه رسول المسيح المنتظر وزعم ان للمسيح خمسة من الرسل ياتون قبله واحدا بعد واحد وزعم ان الله تعالٰى كلمه و كلفه ان يخلص بنى اسرائيل من ايدى الامم العاصين و الملوك الظالمين وزعم ان الداعى ايضاً هوالمسيح وحرم فى كتابه الذبائح كلها ابتداء دعوته فى زمن اخر ملوك بنى اميّة مروان بن محمد الحمار فاتبعه بشر كثير من اليهود وقيل انه لما حارب اصحاب المنصور بالرى قتل وقتل اصحابه۔** (انتہی ملخصاً کتاب الملل ص ۲۸) المنصور کے زمانہ میں ایک شخص ابی عیسیٰ اسحاق بن یعقوب الاصفہانی نے دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے اور مسیح موعود کا رسول ہے۔ اور یہ بھی زعم کیا کہ مسیح موعود کے پانچ رسول ہوں گے جو اس سے پہلے یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ اور اس نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بالمشافہ کلام کیا اور اس امر کی تکلیف دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو نافرمان بادشاہوں اور امتوں کے ہاتھوں سے چھڑائے۔ اور زعم کیا کہ وہ بھی درحقیقت مسیح ہی ہے اس کے اس دعویٰ کی ابتداء ملوک بنی امیہ کے آخر بادشاہ مروان بن محمد الحمار کے وقت میں ہوئی اور آخر شہر رے میں المنصور کے ساتھ محاربہ کرنے سے وہ اور اس کے اصحاب قتل کیے گئے اور یہود کے بہت لوگ اس کے تابع ہو گئے تھے۔

قادیانی کے دعاوی اور حمدان بن قرمط کے دعاوی بلکہ مشابہ ہیں بلکہ ایک ہی ہیں

پس اگر ان اشخاص کے دعاوی اور قادیانی صاحب کے دعاوی کا موازنہ اور مقابلہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا جائے جوانہوں نے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۴۴ میں کیا۔ کہ خدا نے مجھے بطریق بروز روحانی عیسیٰ ابن مریم بنادیا۔ **وجعلنی ربی عیسٰی بن مریم علی طریق البروزات الروحانیۃ** ص ۱۴۴ **کماذکرنزول ایلیا بالتصریح** ص ۱۵۹۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی صفات مجھ میں بروز کر آئیں اور جیسے کہ ایلیا نبی کا نزول آسمانوں سے یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے ہوگیا اسی طرح میرے پیدا ہونے سے مسیح کا آسمانوں سے اترنا ہوگیا۔ (توضیح صفحہ، مکتوب صفحہ ۱۵۹، ازالہ صفحہ ۵۴۶) اور جیسے کہ قادیانی صاحب نے تحریفات معانی آیات قرآنی میں کیں اور اگلی تفسیریں غلط بتائیں اور نئی آیات کا نزول ان پر ہوا اور آیت **انا انزلناہ قریبا من القادیان** فی الحقیقت انہوں نے قرآن شریف کے دائیں صفحہ قریب نصف کے موقع پر کشفی طور سے دیکھی جیسے کہ وہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۷۷ میں تصریح کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی بہت سی آیات محرفہ کا ان پر نزول ہوا جو اپنے موقع پر بیان کی جائیں گی تو حق تعالیٰ کا یہ قول بالکل مطابق واقع ہوتا ہے جو متقدمین اور متاخرین کفار کے حق میں فرمایا۔ **کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم** یعنی ایسا ہی پہلوں نے بھی کہا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے دل آپس میں بہت متشابہ ہیں۔ پس قادیانی صاحب سے بھی وہی دعاوی سرزد ہوئے جیسے کہ ابوعیسیٰ یہودی سے سرزد ہوئے اور جیسے کہ حمدان بن قرمط نے دعویٰ کیا کہ وہی مہدی موعود اور عیسیٰ معہود ہے اور وہی حسب بشارات نبی ﷺ بعد المائتین آیا ہے اور کلمۂ مسیح اس کی طرف انتقال کر آیا ہے۔ اسی طرح قادیانی صاحب کے دعاوی ہیں۔

حدیث **لامھدی الّا عِیسٰی** مردود ہے

ازالہ کے صفحہ ۵۱۹ میں بحدیث ابن ماجہ اور حاکم استدلال کرتے ہیں۔ **لامھدی الاعیسٰی** یعنی بجز عیسیٰ کے اس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا۔ حالانکہ اول تو یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث علامہ زرقانی نے مردود ٹھہرائی ہے جیسے کہ قبل ازیں بیان ہوا۔ دوئم خود ابن ماجہ حدیث ابی امامہ میں تصریح فرمارہے ہیں کہ عیسٰی کے نزول کے وقت بیت المقدس میں ایک رجل صالح نماز کی جماعت کرارہا ہوگا کہ اتنے میں عیسٰی علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ امام پچھلے پاؤں ہٹنا چاہے گا تا کہ عیسٰی علیہ السلام آگے بڑھیں۔ اور یہی خود امام بخاری سے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے جیسے کہ بیان ہوا۔

....

طریق دوم

(مکاشفات اکابر اولیاء)

مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے یا چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ (ازالہ صفحہ ۶۸۴)

مسیح یا مہدی کے زمانے کے متعلق کسی کا مکاشفہ صحیح نہ نکلا

یہ قادیانی صاحب کا ایک جدید افتراء ہے جو اکابر اولیاء اللہ پر باندھا جاتا ہے کسی ولی نے ایسا مکاشفہ اپنا بیان نہیں کیا کہ عیسٰی علیہ السلام چودھویں صدی کے سر پر یا پیر پر ہوں گے اولیاء اللہ کبھی ایسی جرأت اس علم کے کشف میں نہیں کر سکتے جس کو خود خدا نے اور کل انبیاء نے مبہم بیان فرمایا اور جس کسی ولی نے کہ اپنے ظن وتخمین یا آثار واطوار سے کوئی نتیجہ نکالا وہ کبھی راست نہ آیا۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہدی موعود ۲۰۰ھ میں قائم ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکاشفہ

اور ابوقبیل نے فرمایا کہ آدمیوں کا اجتماع مہدی موعود پر ۲۰۴ھ میں ہوگا۔ اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفسیر کواشی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کے اعداد گذر جائیں گے تو وہ وقت مہدی موعود کے تولد کا ہے جس کو شیخ اکبر قدس سرہ نے دو بیتوں میں نظم کر کے کہا

اذا نفد الزمان علی حروف ببسم اللہ فالمہدی قاما

ودورات الخروج عقیب صوم الابلغہ من عندی سلاما

پس اگر حرف را کو مکرر نہ شمار کیا جائے تو سات سو چھیاسی عدد ہوتے ہیں اور اگر مکرر شمار کریں تو ۱۱۸۶ ہوتے ہیں۔ مگر کوئی بھی ان میں سے ظہور نہ ہوا۔ (دیکھو تفسیر روح البیان جلد ثانی صفحہ ۲۶ سورہ نور) مگر یہ سارے کشف و مکاشفات جو ان بزرگوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں بالکل غلط نکلے۔

امام ربانی کا مکاشفہ بغیر تعین زمان

ہاں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اگر چہ بمناسبات چند بیان فرمادیا کہ عیسیٰ کا نزول ۱۰۰۰ کے بعد ہوگا لیکن انہوں نے بھی یہ تعین نہ کیا کہ ہزار کے بعد کون سی صدی میں ہوگا۔ **فسبحان من لایظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول** پس جس کسی نے اس مقدمہ میں اپنی اٹکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے اس کی تاریخ ٹھہرائی نہایت خطا پائی۔

شیخ جلال الدین سیوطی کا ایک ہمعصر کے مکاشفہ پر غلط رائے قائم کرنا

اور سب سے زیادہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کی جو اپنے ایک ہمعصر عالم کے اس فتویٰ سے کہ دسویں صدی میں خروج مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ہو کر اور علامات قیامت برپا ہو کر نفخ صور ہوگا اپنے رسالہ **الكشف عن مجاوزة هذه الامة الالف** میں بہت کچھ تخمینات کے بعد اس اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متعلق لکھا کہ یہ اصلاً ممکن نہیں ہے کہ پندرہ سو تک کھنچے۔

الدنیا سبعة الاف سنة کے امثال سب موضوع ہیں

اور ان سارے خیالات کی تصویر اس ضعیف البنیان حدیث پر کھنچی جو خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں نقل کی۔ کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے **الدنیا سبعة الاف سنة وانا فی اخرها الفا** لیکن سراج منیر شرح جامع صغیر میں اس کے واہی ہونے پر تصریح کردی گئی اور مناوی نے کہا کہ اس حدیث میں کچھ مسکہ نہیں اور الفاظ اس کے مصنوعہ اور تلفیق کئے ہوئے ہیں اور ابن کثیر نے تصریح کردی کہ اس کے اور اس کے امثال سب موضوع اور ملفق ہیں اور خود شیخ سیوطی نے اپنے رسالۂ برزخیہ میں کل ایسی احادیث کے ضعیف ہونے کا اقرار کیا۔ مگر قادیانی صاحب نے بھی اسی واہی حدیث سے اپنے حق میں ازالہ کے صفحہ ۶۹۳ میں استدلال کیا جو بالکل بے سود ہے۔ پس اس امر کے اثبات میں امت کے لئے قص نص درکار ہے نہ کہ ہوا و ہوس۔

چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم ۔۔۔۔ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

....

طریق سوم

(قادیانی، دجّال معہود کے بعد آیا ہے)

قادیانی، دجّال کے بعد آیا ہے

اس عاجز کے مسیح موعود ہونے پر یہ نشان ہے کہ وہ دجّال معہود کے خروج کے بعد نازل ہوگا۔ سو یہ عاجز دجّال معہود کے خروج کے بعد آیا ہے اور ہم پہلے ثابت کرآئے ہیں کہ عیسائی واعظوں کا گروہ بلاشبہ دجّال معہود ہے۔ (ازالہ صفحہ ۷۰۱) جو گرجا سے نکل کر بڈی کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح مشارق و مغارب میں پھیل گیا۔ (ازالہ صفحہ ۴۸۵) اور ہم دجال کے لفظ سے صرف ایک شخص ہی مراد نہیں لے سکتے کیونکہ رویاء اور مکاشفہ میں اسی طرح سنت اللہ واقع ہے کہ بعض اوقات ایک شخص نظر آتا ہے اور اس سے مراد ایک گروہ ہوتا ہے اور نیز لغت کی رو سے دجال درحقیقت اسم جنس ہے جس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کذاب ہوں چنانچہ قاموس میں یہی معنی لکھے ہیں۔ (ازالہ صفحہ ۴۹۶)

دجال خراسان کے ملک سے آئے گا جو قادیانی کا اصل و بوم ہے

مگر قادیانی صاحب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث یاد نہ رہیں جن میں صاف طور سے مذکور ہے۔ کہ دجال خراسان کی مٹی سے نکلے گا۔ جس کو قادیانی صاحب نے اپنا اصل و بوم بتایا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جو گرجا کے سخت مخالف ہیں اور نیز قادیانی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ یہ گروہ پادریاں لندن سے آئے ہیں نہ کہ خراسان سے۔

آنحضرت ﷺ کا دیکھنا کہ عیسیٰ اور دجال کعبہ کا طواف کر رہے ہیں

اور عجب تر یہ ہے کہ بخاری کی وہ حدیث جس میں آنحضرت ﷺ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو حالت رویا میں دیکھا اور دجال کو بھی اسی رویا میں دیکھا اور اس کو ابن قطن کے ساتھ اشبہ ہونا فرمایا اس میں قادیانی صاحب کے ازالہ کے صفحہ ۱۰۹ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم سے تو آنے والا ایک فرد واحد اور شخص معہود مراد رکھیں اور یہاں پر اسی دجال سے جو عیسیٰ ابن مریم کے مقابل آنحضرت ﷺ نے دیکھا ایک گروہ پادریاں تعبیر کریں جو بالکل خود غرضی اور ناانصافی پر مبنی ہے۔

الدجال اسم علم ہے نہ کہ اسم جنس

اور قطع نظر اس کے صراح میں ہے کہ دجال نام مسیح کذاب ہے۔ پس جیسے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث نبویہ میں دجال ایک شخص معہود کا نام معلوم ہے اسی طرح لغت کی رو سے۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ دجال درحقیقت اسم جنس ہے لیکن ہم قادیانی صاحب کے اس قول کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے کہ اس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کذاب ہوں اس لئے کہ اسم جنس اگرچہ اسم نکرہ سے اعم مطلق ہوتا ہے لیکن اسم معرفہ سے اعم من وجہ ہوتا ہے۔ مثلاً زید معرفہ ہے لیکن اسم جنس نہیں اور رجل جونکرہ ہے اسم جنس ہے لیکن معرفہ نہیں اور الرجل معرف باللام اسم جنس ہونے کے باوجود معرفہ بھی ہے۔ پس دجال اور الدجال میں ایسا ہی فرق ہے جیسے کہ رجل اور الرجل میں یا کہ اسد اور الاسد میں ہے۔ لیکن جبکہ الرجل اور الدجال اور الاسد کسی کا علم معین کیا جائے تو ان کی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ الزید معرف باللام کی اور کتب نحو میں ثابت ہے کہ اگرچہ اسماء اعلام میں اصل یہی ہے کہ وہ بلا لام تعریف ہوں لیکن ان اعلام کا سماعاً معرف باللام ہونا جائز ہے جو منقول عن الصفت ہوں جیسے الحسن اور الحسین اور اسی طرح الدجال جیسے کہ بخاری وغیرہ میں ہر اس جگہ احادیث رسول اللہ ﷺ میں الدجال معرف باللام مذکور ہوا ہے کہ جہاں کہیں وہ عیسیٰ ابن مریم کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے۔

دجال معہود سے مراد گروہ پادریاں ہونا بالکل غلط ہے

مگر قادیانی صاحب نے ایک اور کمال کیا کہ انہیں گروہ پادریوں کو دجال معہود ثابت کرنے اور شخص واحد کے باطل کرنے کے لئے دجال کی ان صفات خاصہ اور لوازم ذاتیہ کی تاویل کردی جو احادیث رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہیں اور ان صفات کا تحقق انہیں پادریوں کے وجود میں ہونا زعم کیا۔ چنانچہ دجال کے گدھے کی تعبیر ریل گاڑی سے کی جو انہیں گروہ پادریوں کی بنائی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ اس گدھے پر خود بھی کئی دفعہ سوار ہو چکے ہیں۔ اور اس کے بعد قادیانی صاحب نے ایک کھلم کھلا جھوٹ کہا کہ دجال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ اور یہ صفت بھی انہیں پادریوں میں ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(ازالہ صفحہ ۲۰۷) حالانکہ صحیح بخاری کے صفحہ ۱۰۵۵ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کی حدیث میں ہے۔ **ولکن ساقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللّٰہ لیس باعور۔** (بخاری از ابن عمر صفحہ ۱۰۵۵) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم کو دجّال کی ایک خاص علامت بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتائی کہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہیں۔ یعنی وہ خدا کہلائے گا لیکن خدا کانا نہیں ہو سکتا۔ اور خود قادیانی صاحب قبل اس کے ازالہ کے صفحہ ۲۰۷ میں بایں الفاظ تحریر کر چکے ہیں۔ کہ ''دوسری حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجّال خدائی کا دعویٰ کرے گا جیسے کہ ابن ماجہ میں ابی امامہ باہلی کی حدیث سے ثابت ہے''۔ اور یہاں پر قادیانی صاحب کا اس کے برخلاف لکھنا اسی مثال کا مصداق ہے کہ ''دروغگو را حافظہ نباشد''۔

....

طریق چہارم

(استناد بقول حضرت مجدد کہ علماء وقت اس کے مخالف ہوں گے)

قادیانی صاحب نے بحوالہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ازالہ کے صفحہ ۵۴۵ میں لکھا۔ کہ مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم میں لکھتے ہیں کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماء وقت اس کے مقابل آمادۂ مخالفت ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو باتیں بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کرے گا وہ اکثر دقیق اور غامض ہوں گی اور بوجہ دقت اور غموض ماخذ کے ان سب مولویوں کی نگاہ میں کتاب اور سنت کے برخلاف نظر آئیں گی حالانکہ در حقیقت برخلاف نہیں ہوں گی۔

جیسے عیسیٰ کو یہودیوں کی زبانی ملحد کا خطاب ملا ویسا ہی قادیانی کو

سو میں اس امت کی اصلاح کے لئے ابن مریم ہو کر آیا ہوں اور ایسا ہی آیا ہوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسے حضرت مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے سو جیسے عیسیٰ ابن مریم یہودیوں کی زبانی اپنے تئیں ملحد اور کتابوں سے پھرا ہوا کہلایا یہی حال اس کے مثیل کا بھی ہو اور اس کو ملحد کا خطاب دیا گیا کیا یہ اعلیٰ درجہ کہ مماثلت نہیں؟ انتہی ملخصا

امام ربانی کے قول میں قادیانی کا تحریف کرنا

قادیانی صاحب کے اس قول امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل میں اول تو تحریف اور زیادتی ہے کیونکہ امام ربانی نے صرف اسی قدر فرمایا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود و اتباع سنت آں سرور علیہ السلام خواہد کرد نسخ این شریعت مجوز نیست۔ نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اور از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند۔ مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجۂ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آں عاجز اند و مجتہدات اور ابولسطۂ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند اور او اصحاب اور اصحاب رائے پندارند و ابولسطۂ ہمیں مناسبت کہ بحضرت روح اللہ دارد تو اند بود۔ انچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ عمل خواہد کرد یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او از ان بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید۔ انتہی

پس انصاف پسند دوستوں پر ظاہر ہوگا کہ حضرت امام ربانی کا منشاء اس قول میں کوئی دوسرا عیسیٰ نہیں جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا مثیل کہلائے گا جیسے کہ قادیانی صاحب کا مزعوم ہے بلکہ ان کا منشاء اور مراد وہی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ بعینہ ہے جو لسان شرع میں منصوص اور مخصوص ہے۔ ہاں بروقت نزول عیسیٰ نبی اللہ کے متعلق یہ ان کی اپنی رائے ہے جیسی کہ ان کے ساتھ بعض متقدمین بھی شریک ہیں کہ عیسیٰ نبی اللہ بعد از نزول فروعات احکام میں مجتہدین امت کی طرح اجتہاد سے استنباط کریں گے اور ان کا اجتہاد ایسا ہی ہوگا جیسے کہ حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوحنیفہ کا دقیق اور غامض المآخذ ہے اور بے علم وہابی اس کو مخالف کتاب وسنت جانتے ہیں۔

مہدی موعود بقول ابن العربی شریعت منقولہ پر عمل کرے گا اور اجتہاد کا محتاج نہ ہوگا

معہذا جیسے کہ ابن العربی رضی اللہ عنہ سے مہدی موعود کے حق میں طحطاوی میں منقول ہے کہ

ان المھدی لایعلم القیاس لیحکم بہ وانما یعلمہ لیجتنبہ فمایحکم المھدی الابما یلقی الیہ الملک من عند اللہ الذی بعثہ لیسددہ وذلک ھوالشرع الحنیفی المحمدی لوکان محمد حیا ورفعت الیہ تلک النازلۃ لم یحکم فیھا الابحکم المھدی فیعلم ان ذلک ھوالشرع المحمدی فیحرم علیہ القیاس مع وجود النصوص اللاتی منح اللہ تعالٰی ایاھاولذا قال ﷺ فی صفۃ یقفوا اثری ولایخطی فعرفنا انہ متبع لامشرع۔ انتھی۔ (طحطاوی ص ۴۲)وقد صرح الامام السبکی فی تصنیف لہ ان عیسٰی علیہ السلام یحکم بشریعۃ نبینا بالقرآن والسنۃ وقد روی عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ انہ لما اکثر الحدیث وانکر علیہ الناس قال لئن نزل عیسٰی بن مریم علیہ السلام قبل ان اموت لاحدثنہ عن رسول اللہ فیصدقنی فقولہ یصدقنی دلیل علی ان عیسٰی علیہ السلام عالم بجمیع سنۃ النبی ﷺ من غیراحتیاج الی ان یاخذھما من احد من الامۃ۔ (طحطاوی ص ۴۲) منقول ہے کہ وہ شریعت حنفی محمدی کا ایسا تابع ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم برقدم چلے گا اور ہرگز خطا نہ کرے گا اور اگر بالفرض محمد ﷺ ان کے وقت میں زندہ ہوں اور کوئی مسئلہ آنحضرت ﷺ کے روبرو پیش ہو تو مہدی موعود کے حکم کے مطابق ہی حکم فرمائیں اور نیز جس طرح کہ صاحب فتوحات نے تصریح کردی ہے کہ مہدی موعود اجتہاد سے احکام شریعت استنباط نہ کرے گا۔

حضرت عیسٰی نبی اللہ سنت محمدیہ ﷺ کا عالم ہے

اسی طرح طحطاوی نے بتصریح امام سبکی رضی اللہ عنہ ثابت کردکھایا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام ہمارے نبی کی شریعت کے مطابق حکم قرآن وسنت کے ساتھ جو کریں گے تو وہ اس معنی سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگا کہ انہوں نے کل سنت نبی ﷺ کا علم آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ حاصل کیا ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ علماء امت میں سے کسی کے پاس سے اخذ علم کے محتاج ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول کہ عیسیٰ نبی اللہ ان کی مرویات کی تصدیق کرے گا

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کی احادیث سے روایت کیں اور لوگوں نے اس سے ان پر انکار کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ اگر میرے مرنے کے قبل عیسیٰ نبی اللہ کا نزول ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث ان کو پہنچاؤں گا اور وہ میری تصدیق کریں گے۔ پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ نبی اللہ سنت نبی ﷺ کے اول ہی سے عالم ہوں گے جیسے کہ قبل ازیں مذکور ہوا۔ پس ظاہر ہے کہ امام ربانی رضی اللہ عنہ کا وہ عقیدہ نہیں جیسے کہ قادیانی صاحب نے ان کا قول تحریف کے ساتھ نقل کر کے ان کے حق میں افتراء کیا ہے اور فحوائے عبارت سے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ربانی بھی اس عیسیٰ نبی اللہ کے نزول کے قائل نہیں جو بظاہر نصوص عقیدۂ امت ہے۔ اور اگر قادیانی صاحب کو ملحد کا خطاب دیا گیا ہے تو کیا اس سے ان کو مماثلت تامہ عیسیٰ بن مریم سے ہونی کوئی عقلمند قیاس کر سکتا ہے؟ کیونکہ ایسے بہت سے ملحد گذر گئے ہیں جنہوں نے عیسیٰ موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ بھی قادیانی صاحب کی طرح ملحد کے خطاب سے مشرف ہوئے۔

....

طریق پنجم

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے جو سنت اللہ ہے

عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نزول تو اتر آثار اور تکاثر اخبار کے نظر کرتے ہوئے حق تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے لیکن اس نزول سے مراد نزول بروزی ہے جیسے کہ حضرت یحییٰ کے تولد سے انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں ان کا نزول ہو گیا اور یحییٰ بروز سنت اللہ کے مطابق ہے اور اسی میں خیر ہے۔ پس سنت اللہ کے مطابق عیسیٰ بن مریم کا نزول بروزی قادیانی صاحب کے تولد سے ہو گیا۔ (توضیح مرام صفحہ ۳ مکتوب عربی صفحہ ۱۵۸)

نزول بروزی کو سنت اللہ قرار دینا اللہ پر افتراء ہے

قادیانی صاحب کا انجیل کے قصہ سے اس طرح استدلال کرنا اور پھر اس کو سنت اللہ قرار دینا کس قدر ابلہ فریبی ہے۔ حالانکہ قرآن نے بآواز بلند شہادت دے دی کہ توریت وانجیل میں تحریف ہو چکی اور سورۂ مریم کی آیت صریح پکار رہی ہے۔ **یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیًا وقیل سمیاً شبیھاً کقولہ تعالیٰ ھل تعلم لہ سمیا لان المماثلین یتشارکان فی الاسم مریم.** (بیضاوی) کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کے قبل اس کا کوئی شبیہ و مثیل نہ بنایا۔

یحییٰ کا کوئی مثیل نہیں

جیسا کہ **سمیا** کے یہی معنی عبارت بیضاوی سے معلوم ہیں۔ اور خود قادیانی صاحب نے بھی ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۳۹ میں یہی معنی بیان فرمائے یعنی یحییٰ سے پہلے ہم نے کوئی مثیل اس کا دنیا میں نہیں بھیجا جس کو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا جائے۔ آہ۔ قطع نظر اس کے قادیانی صاحب کا افترا اوا خود یوحنا باب ۱، آیت ۲، آیت ۲۵ سے پایا جاتا ہے کہ یحییٰ نے اپنے کو ایلیا ہونے سے انکار کیا او وہ عبارت بعینہٖ نقل کی جاتی ہے۔ یعنی جبکہ حضرت یحییٰ پیغمبر ہوئے تو یروشلم سے یہودیوں نے کاہنوں اور لیویوں کو ان کے پاس بھیجا تا کہ ان

---

۱ چونکہ قادیانی صاحب کتب محرفہ سے اپنے دعاوی کے اثبات میں اکثر سندیں پیش کرتے ہیں اسی لحاظ سے ہم نے انہیں کی سند ان کے لئے پیش کر دی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے پوچھیں کہ وہ کون ہیں؟ چنانچہ وہ لوگ گئے اور ان سے یہ گفتگو ہوئی کہ اس نے یعنی حضرت یحییٰ نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور اقرار کیا کہ میں کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح نہیں ہوں اور انہوں نے پوچھا اس سے پھر کون۔ کیا تو الیاس ہے؟ اور اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ تو وہ نبی ہے؟ اور اس نے جواب دیا نہیں! اور انہوں نے اس سے پوچھا اور اس سے کہا کہ تو کیوں اصطباغ کرتا ہے جبکہ تو نہ کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی (یعنی محمد ﷺ) انتہیٰ [1]

کمون و بروز کی تحقیقات اور اس کی شناعات

علاوہ اس کے اصطلاح اہل کمون و بروز میں بروز اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص کامل کی روح دوسرے شخص بروز فیہ میں بصفات خود ظہور کرے جیسے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۵۸ جلد دوم میں فرماتے ہیں۔ کہ در بروز تعلق نفس بہ بدن دیگر از برائے حصول حیات نیست کہ ایں مستلزم تناسخ است بلکہ مقصود ازیں تعلق حصول کمالات است مر آن بدن راچنانکہ جنے بفرد انسانی تعلق پیدا کند و در شخص او بروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون و بروز ہم لب نے کشایند و نزد فقیر کمون و بروز ہیچ در کار نیست کا ملے اگر تربیت ناقصے خواہد بے آنکہ در وے بروز نماید باید کہ باقتدار خداوندی جل سلطانہ صفات کاملہ خود را در مرید ناقص منعکس سازد نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم ساقط تر ست زیرا کہ بعد از حصول کمال نقل ببدن ثانی برائے چہ بود اہل کمال تماشائی نیستند ہمت ایشاں بعد از حصول کمال تجرد از ابدان ست نہ تعلق بہ ابدان وایضاً در نقل روح اماتت بدن اول است واحیاء بدن ثانی پس بدن اوّل راز حصول احکام برزخ چارہ نبود واز عذاب وثواب قبر گزیر نہ

[1] قادیانی صاحب کے نزدیک ایلیا اور الیاس اور یوحنا اور ادریس چاروں کے اسماء ایک ہی ہے۔ مکتوب عربی صفحہ ۱۴۶ میں ہے۔ وقد سمعتم کیف اول من قبل فی نزول الیاس یااولی الابصار و القیاس ورأیتم قوما حملوا قصۃ نزول ایلیاء علیٰ ظواھرھا و کفروا المسیح بخبث النفس و اباھرھا۔ مؤلف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وبدن ثانی راچون ازحیات ثانی اثبات می نمایند حشر در حق او در دنیا ثابت گشت انگارم کہ معتقدان نقل روح معلوم نیست کہ بعذاب وصواب قبر قائل باشند وبحشر ونشر معتقد بوند۔ افسوس ہزار افسوس ایں قسم بطالان خودرا بمسند شیخی گرفتہ اند ومقتدائے اہل اسلام گشتہ ضلوا فاضلوا۔ انتہی ملخصا پس امام ربانی کے قول سے ظاہر ہے کہ بعد از موت کسی کامل کی روح کسی ناقص کے بدن میں بروز کرنے کے معنی قول تناسخ سے بھی بدتر ہیں۔ اور معنی بروز بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ ایک کامل کی روح دوسرے ناقص کے بدن میں بروز اور ظہور کرے۔ خواہ مرنے کے قبل یا مرنے کے بعد۔ اور ظاہر ہے کہ مبحوث فیہ وہی صورت ہے کہ حضرت ادریس یا ایلیا مرنے کے بعد بصورت یحیٰی متولد ہوئے یا یحیٰی میں ظاہر ہوئے۔ صورت اوّل میں یحیٰی اور ادریس کا ایک ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے ان کو جدا جدا نام لے کر فہرست انبیاء میں شمار کیا اور صورت ثانی میں ایک بدن میں دو روح کا ہونا لازم آتا ہے جو بالکل باطل ہے اور مناقض قواعد حشر ونشر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول بصورت بروز بہت سے مفاسد کا باعث ہے اور درصورت فرض اس نے کوئی نفع نہ دیا اور قادیانی صاحب میں اپنا کوئی کمال نہ بخشا بجز اس کے کہ ان کو امت محمدیہ ﷺ کی زبانی ملحد کا خطاب دلایا اور اس ملحد نے امت محمدیہ کو یہودی ہونے کا خطاب دیا۔ اور انجام آتھم کے صفحہ ۲۱ میں اُمت کے مولویوں کو ان جلی قلم کے الفاظ ذیل سے خطاب کیا جو کسی مہذب کافر کے منہ سے بھی نہ نکلیں۔ یعنی ''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے؟! اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔ انتہی

حالانکہ قادیانی صاحب اور ان کے حواری اور ان کے استاذ وشاگرد بھی مولویت سے خالی نہیں اور اسی بدذات فرقہ میں داخل۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طریق ششم

(رمضان میں خسوف وکسوف ہونا)

''خسوف اور کسوف رمضان مبارک میں جمع ہونا احادیث رسول اللہ ﷺ میں نزول مسیح کی علامت بیان فرمائی گئی ہے اور میرے دعوے کے وقت یہ دونوں باتیں جمع ہوگئیں''۔

(مکتوب عربی صفحہ ۱۷۸)

حالانکہ قادیانی صاحب کا یہ قول بھی سراسر کذب وزور ہے کیونکہ ہم قبل اس کے ثابت کر چکے ہیں کہ احادیث رسول اللہ ﷺ میں یہ نزول مسیح کی علامت نہیں بلکہ یہ ظہور مہدی کی علامت لکھی گئی ہے کہ برخلاف عادت زمان اور برخلاف حساب منجمان رمضان کی پہلی تاریخ خسوف ہوگا اور اسی کی پندرہویں کو کسوف ہوگا لیکن کبھی آج تک ایسا نہ ہوا۔

....

طریق ہفتم

(قرآنی نکات ومعارف میں یکتا ہونا اور دعوی ہمہ دانی)

انشائے عربیت میں بے مثل اور اس کا مکتوب بے نظیر ہونا

قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۸۳ میں اپنے دعویٰ کے اثبات میں یہ کہا

فلكم ان تعارضوني في معارف القران والنكات ولن تقدروا عليها ولو متم حاسرين فانه علم لايمسه الا المطهرون فان لم تفعلوا هذا فعارضوني في انشاء لسان العرب فان العربية لسان الهامية لايكمل فيها الانبى او ولى من النخب وان لم تبارزوا فيها ولن تبارزوا فاكتبوا كتابا واكتب كتابا لاصلاح مفاسد هذه الايام ولن تفعلوا ذلك ابدا ولن تعطوا عزة هذا المقام فان هذا فعل من فعل امام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الوقت ومزيل الظلام (مکتوب عربی ص۱۸۳)ووجبت لکل من قام للمباحثة هوان ياتی مناضل بکتاب من مثل هذا الکتاب النظم بعده النظم والنثر بعده النثر مع تسوية التوشية والاحتضاب وان لم تقدروا فعليکم ان تقروا بانه من ايات الرحمٰن لامن فعل الانسان (مکتوب عربی ص۲۵۷)وان کمالی فی اللسان العربی مع قلّة جهدی وقصور طلبی اية واضحة من ربی وانی مع ذلک علمت اربعين الفا من اللغات العربية وقد فقت فی النظم والنثر وماهذا فعل العبد ان هذا الا اية رب العالمين (مکتوب عربی ص۲۳۴)وما استطعتم ان تکتبوا شيئا فی العربية کاملاتی (مکتوب عربی ص۱۷۸)

کہ تم میرے ساتھ قرآن کے معارف اور نکات کے بیان کرنے میں معارضہ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ علم بجز پاک لوگوں کے کسی کو نہیں ملتا اور اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو تم زبان عرب کی انشاپردازی میں میرے ساتھ معارضہ کرو کیونکہ عربی زبان در حقیقت الہامی زبان ہے جس میں نبی یا کامل ولی کے سوا کوئی کامل نہیں ہو سکتا اور اگر تم یہ بھی نہ کر سکو تو تم بھی ایک کتاب لکھو اور میں بھی ایک کتاب لکھتا ہوں جو اس زمانے کے مفاسد کی اصلاح کے لئے کافی ہو۔ لیکن تم ایسا کبھی نہ کر سکو گے اور اس مقام کی عزت تم کو کبھی نہ ملے گی۔ کیونکہ یہ کام اور یہ منصب امام الوقت کا ہے جو قادیانی ہے۔ اور پھر صفحہ ۲۵۷ میں کہا کہ جو کوئی میرے ساتھ مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا اس پر واجب ہے کہ میری اس کتاب کی مثل نظم کے مقابل نظم اور نثر کے مقابل نثر اسی طرح رنگین عبارت میں لائے اور اگر تم قدرت نہیں رکھتے تو تم پر اقرار لازم ہے کہ یہ خدا کی ایک نشانی ہے اور انسان کا فعل نہیں۔ پھر صفحہ ۲۳۴ میں کہا کہ باوجود قلت جہد کے میرا زبان عربی میں کمال ہونا یہ اللہ کی نشانی ہے۔ اور باوجود اس کے مجھے چالیس ہزار لغت عرب کی تعلیم دی گئی ہے اور میں نظم اور نثر میں سب سے فائق ہوں۔ اور یہ بھی بندہ کا فعل نہیں بلکہ خدا کی نشانی ہے۔ اور ص ۱۷۸ میں کہا تم عربی زبان میں میری طرح نہیں لکھ سکو گے“۔ انتہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد بن علی ترمذی نے بھی امام الوقت کی علامات میں ایک مشکل لغات کی کتاب لکھی

اقول: قادیانی صاحب کا یہ دعویٰ کوئی جدید نہیں بلکہ سب سے پہلے امام الوقت کی تعریف اور علامت میں یہ طریق محمد بن علی الترمذی صاحب کتاب نوادر الاصول نے ایجاد کیا۔ جبکہ علماء اور مشائخ وقت نے ان کی کتابوں میں خاتم اولیاء امام الوقت کا ذکر دیکھا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعویٰ شروع کر دیا۔ پس حکیم ترمذی نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں نہایت دقیق سوالات جمع کئے اور کہا کہ اس کی شرح جیسی کہ چاہیے خاتم الاولیاء کے سوا کوئی نہ کرے گا اور اس خاتم کا نام اور اس کے باپ کا نام انہیں کے نام کے مطابق ہوگا۔ جب ان مشائخین نے یہ معاملہ دیکھا تو سب کے سب اس مقام کے دعوے سے تائب ہو گئے۔ شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص میں لکھتے ہیں۔ کہ جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب میں مبعوث ہوئے تو انہوں نے حکیم ترمذی کے سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے لکھا اور مطابقت ناموں کی بھی ظاہر ہوئی۔

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ کہ وہی امام الوقت اور خاتم الولایت ہے

اور خود شیخ نے بھی اس مقام کا دعویٰ کیا اور کہا۔

انا ختم الولایة دون شک   لورث الهاشمی مع المسیح

یعنی میں ہی بلاشک وہ خاتم الولایت ہوں جو پیغمبر ہاشمی کا وارث ہے اور جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ ان سوالات کے جوابات فتوحات مکیہ باب ۷۳ میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

قادیانی کے عربی مکتوب کی غلطیاں اور ہمارا معارضہ

لیکن قادیانی صاحب کے اس الہامی رسالہ کی عبارت جس کے معارضہ کے لئے دعوت دے رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ یہ بجائے الہامی ہونے کے اخلاطی ہے قوانین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عربیت اور قواعد نحویت کے اعتبار سے اور ضوابط بناء صرف کے لحاظ سے جو کہ کلام عرب کا اصل اصول ہے ایسی سراسر غلط اور بے ربط ہے کہ الہام رب ہونا تو کیا بلکہ ایک عرب اور مستعرب بھی ایسے کریہہ الفاظ زبان سے نہیں نکال سکتا۔ مثلاً قادیانی صاحب کا الہام،

۱......**انا انزلناہ قریبا من القادیان** جس کو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں لکھتے ہیں اس میں لفظ قادیان جوان کے گاؤں کا علم ہے اور جس میں کوئی معنی وصفی باقی نہیں ہیں وہ خلاف قواعد لغات قرآنی معرف باللام ان کو الہام ہوا۔

۲......مکتوب عربی کے صفحہ ۲۴۳ میں اپنی الہامی عبارت یعنی **ولنلطم علی وجوہ المجترئین** میں **لطم** کا فعل حرف **علی** کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ حالانکہ زبان عرب میں یہ فعل کبھی صلہ حرف **علی** کے ساتھ مستعمل نہ ہوا بلکہ اس صلہ کے بغیر احادیث نبویہ میں متعدد جگہ مذکور ہوا۔ مثلاً وہ حدیث متفق علیہ بخاری ومسلم جس میں ہے **فلطم موسیٰ عین ملک الموت ففقأها** اور اس کے ماقبل حدیث متفق علیہ جس میں یہ الفاظ ہیں **فلطم وجه اليهودی** (دیکھو مشکوۃ باب بدء الخلق صفحہ ۵۰)

۳......اسی طرح قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے صفحہ ۲۸۳ میں اپنے الہامی اشعار یعنی **خف قهر رب قادر مولائی** میں لفظ **مولی** یائے متکلم کی طرف مضاف کرنے میں ایک ہمزہ اضافہ کر دیا۔ حالانکہ زبان عرب میں ہمیشہ اسماء مقصورہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہوئے کبھی ان کے آخر ہمزہ کا اضافہ نہ ہوا اور یائے متکلم ہمیشہ مفتوح مستعمل ہوئی نہ مجزوم جیسے **عصایَ و مولایَ**۔

۴......اسی طرح اس مکتوب کے صفحہ ۲۶۹ میں الہامی مصرع یعنی **وعلیک یسقط حجر کل بلاء** میں **حجر** کی جیم مفتوحہ کو ساکن کر دیا۔

۵......اسی طرح ان کا الہامی نام یعنی غلام احمد قادیانی قواعد عربیت کے بالکل مخالف ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ اسم منسوب جب کسی اسم علم کے بعد واقع ہوتا ہے تو اس کا معرف باللام ہونا لازمی ہے جیسے کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

۶......اسی طرح قادیانی صاحب کا مکتوب عربی کے صفحہ ۲۶۸ میں الہامی مصرع یعنی **لکن تری جهل علی العلماء** کلام عرب کے استعمالات عرب کے مخالف اور مناقض ہے۔ کیونکہ تری کے معنی لغت میں برجستن زبرمادہ ہیں اور صراح "**وذلک فی الحافر والظلف والسباع**" یعنی اس کا استعمال ان حیوانات کے ساتھ مخصوص ہے جو سم دار اور سینگوں والے یا درندہ ہیں۔

۷......اسی طرح لفظ بطالہ (معرب بٹالہ) جو مکتوب کے صفحہ ۲۶۹ میں ہاء مختفی کے ساتھ استعمال کر کے لکھا یعنی **یاشیخ ارض الخبث ارض بطالة** کہا لیکن مکتوب کے صفحہ ۲۷۱ میں جبکہ اسی لفظ بطالہ کے آخر یاء نسبت لاحق کی تو ہاء مختفی حذف کر کے اس کے عوض حرف واؤ کا اضافہ کیا اور "شیخ ضال بطالوی" کہا جو الہامی زبان کے بالکل مناقض ہے۔ کیونکہ کلام عرب میں وہ کلمہ جس کے آخر ہاء مختفی ہو یائے نسبت کے لاحق ہونے سے فقط اس کی وہی ہاء بلا کسی بدل کے حذف ہو جاتی ہے جیسے مکہ سے مکی اور بصرہ سے بصری اور مدینہ سے مدنی۔ پس اسی طرح بطالہ سے بطالی ہونا چاہیے تھا نہ بطالوی!

الغرض ان کے الہامی مکتوب میں اس سے زیادہ تر فحش غلطیاں نہ فقط قواعد زبان الہامی کے اعتبار سے موجود ہیں بلکہ باعتبار ادب و تہذیب اور صناعت بلاغت و فصاحت اور بلحاظ استعمالات حروف صلات موجود ہیں جن کو ہم نے عوام کے افہام سے بعید الفہم ہونے

ا؎ اور خود گورنمنٹ انگریزی نے علاوہ دیگر الزاموں کے قادیانی صاحب پر یہ الزام فوجداری قائم کیا کہ انہوں نے لفظ بٹالہ جو ٹا کے ساتھ ہے اس کو طا بطالہ کے ساتھ کیوں تحریف کیا؟ (دیکھو فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء محکمہ مجسٹریٹ گورداسپور)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کے سبب سے ترک کردیا اور ان سریع الفہم اغلاط کے بیان پر کفایت کجھی جن کو معمولی طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے اور ہم قبل اس کے ان کے دعویٰ ہمہ دانی اور چالیس ہزار لغات کے جاننے کی تکذیب کر چکے ہیں کہ ان کا یہ دعویٰ کس قدر دروغ بے فروغ ہے۔ مگر پرحیرت ان کا یہ دعویٰ ہے جو شعر گوئی کا کرتے ہیں۔ حالانکہ شعر کا کہنا انبیاء کی شان نہیں۔ اور خود خدا نے قرآن کریم میں اپنے نبی کریم ﷺ کے حق میں فرمایا **وما علمناہ الشعر وماینبغی لہ** معہذا عرب کے اشعار کا فصاحت و بلاغت میں یکتا ہونا ایسا مسلمات سے ہے کہ کوئی مستعرب یا عجمی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لہٰذا ہم کو ضرورت نہیں کہ شعر گوئی میں اپنا وقت گرانمایا ضائع کریں اور اگر ہمارا معارضہ ہے تو اسی قدر ہے کہ شیعہ نے نہج البلاغہ کو بے نظیر کہا اور فیضی نے تفسیر قرآن بے نقط لکھی۔ پس اگر قادیانی صاحب کو الہامی کمال ہے تو وہ سورۃ الحمد یا کسی دوسری سورہ کی ہی کل حروف منقوطہ میں تفسیر لکھیں اور اپنے الہام سے مدد چاہیں لیکن ہم کو قوی امید ہے کہ الہام ربانی ان کے اس امر سے ناقص فطرت پر افاضہ کرنے سے باز رہے گا اور ان کی فاسد استعداد اس کے نور کے قبول کرنے کی متحمل نہ ہو سکے گی۔ سچ ہے **لایحمل عطایا الملک الامطایاہ والحمد للہ رب العلمین۔**

پس یہ قادیانی صاحب کے دعاوی اور ان کے جواب ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔

....

اب ہم ذیل میں ان کے مجموعی عقائد پر ایک نظر کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے مختلف رسائل میں خدائے تعالیٰ کی صفات قدیمہ اور اس کے فرشتوں اور انبیاؤں اور رسولوں اور وحی اور امت محمدیہ کے متعلق لکھیں تاکہ امتِ اُمیہ پر قادیانی صاحب کا سارا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مکروہنر ظاہر ہو جائے اور حجت الٰہی تمام ہو۔

خلاصہ عقائد قادیانی

ا……ذات وصفات باری تعالیٰ

قادیانی مجازاً ابن اللہ ہے اور خدا کی توحید اور تفرید کا مرتبہ رکھتا ہے

ا……مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔ (توضیح المرام صفحہ ۲۷)۔ اور ان کو خطاب الٰہی ہوا کہ انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی یعنی تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے۔ (براہین صفحہ ۴۸۹)۔ یعنی ان کا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔

خدا عذاب کے وعدوں میں جھوٹ بولتا ہے

۲……وعید یعنی وعدۂ عذاب میں اللہ تعالیٰ کا تخلف کرنا سنت اللہ ہے۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۹)

۳……خدا تعالیٰ دوزخیوں کو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھے گا بلکہ چند حقبوں تک رکھے گا اور یہ ہرگز درست نہیں کہ اخلاد عذاب کی صفت حق تعالیٰ کی طرف منسوب کی جائے کیونکہ انسان ہر طرح مختار نہیں تاکہ اس کے افعال پر جو قضائے الٰہی کے تحت تصرف ہیں اور اسی کے ارادہ اور دست قدرت سے اس میں ہر کام کی قوت پیدا کی گئی ہے۔ خلود عذاب کا مواخذہ کرے بلکہ ایک زمانہ کے عذاب کے بعد ان کو معرفت حضرت احدیت حاصل ہو جائے گی جس سے ان پر مال کار رحمت اور رشد ہوگی۔ (مکتوب عربی صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۰)

خدا قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا

۴……خدا تعالیٰ اپنے قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا۔ پس اس دنیا میں مُردوں کو زندہ کرنا یا ایک انسان کو آسمان پر زندہ مع الجسم اٹھا لے جانا یا ایک زمانہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دراز تک بلا حاجت اکل وشرب زندہ رکھنا اور پھر اس کو حوادث زمانہ سے محفوظ رکھنا یہ سب خدا کے قانون قدرت سے باہر ہیں اور عادۃ اللہ کے برخلاف۔لیکن وہ قادیانی صاحب کو مسیح کی صورت مثالی پر بنانے پر قادر ہے اور یہ اس کے قانون قدرت سے باہر نہیں جیسے کہ انسان کو بندر یا سور بنانا اس کے قانون قدرت سے باہر نہیں۔ (ازالۃ الاوہام متعدد مقامات وصفحات)

۲......ملائکہ کرام، حقیقتِ جبریل، وحی، روح القدس

جبریل ایک قسم کی محبت کا نام ہے

اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شے ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قواء میں ایک خاص طور سے رکھی گئی ہے جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے۔ نیچے کی طرف سے مراد خلق اللہ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی دل سوزی اور اوپر کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی محبت قواء ایمان سے ملی ہوئی ہے جو بمنزلہ نر و مادہ ہیں۔

پاک تثلیث قادیانی

اور ان سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے اور اس روح کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور یہی پاک تثلیث ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔ (توضیح المرام صفحہ ۲۱) اور یہ محبت تین قسم کی ہے۔ پہلی قسم کی محبت جو آتش محبت الٰہی ہے اس کو سکینت واطمینان اور کبھی فرشتہ وملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور دوسری محبت وہ جو اوپر بیان ہو چکی جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک تیسری چمک پیدا ہو جاتی ہے جس کو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کو اپنے وجود کا مظہر اتم بنا دیتا ہے اور اس کے کئی مراتب اور انہیں کے لحاظ سے مختلف نام ہیں۔ پس یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں اور اسی کا نام شدید القوی بھی ہے اور اسی کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کی انتہادرجہ کی تجلی ہے اور اس کو رأی ما رائ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس و وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت دنیا میں صرف ایک ہی انسان کو ملی ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور وہ بھی درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کے اعلیٰ طرف آخری نقطہ ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے اور جیسا کہ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں ایسا ہی یہ وہ مقام عالیشان ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دے دیا ہے اور اس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔

شانِ احمد را کہ داند جُز خداوندِ کریم آنچناں از خود جدا شد کز میاں اُفتاد میم

زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد پیکرِ او شد سراسر صورت ربِ رحیم

اور یہ سب روحانی مراتب ہیں جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت یہاں مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔ اور اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ جو کچھ ہم نے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہ درحقیقت ان عقائد اسلام سے جو اہل اسلام ملائک کی نسبت رکھتے ہیں منافی نہیں ہے۔

بقول قادیانی محققین اسلام ملائکہ کے انسانوں کی طرح شخصی وجود سے منکر ہیں

کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں۔ اور یہ خیال بداہت باطل بھی ہے کیونکہ اگر مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزارہا ایسے لوگوں کی جانیں نکالتا ہے جو مختلف بلاد وامصار میں ہزاروں کوسوں کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو اور پیروں سے چل کر اس کے ملک وشہر وگھر میں آجائے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینے کی مہلت بھی کافی نہیں ہو سکتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اس کے کم عرصہ میں تمام جہاں گھوم کر چلا آئے؟ ہرگز نہیں!۔ (توضیح مرام صفحہ ۴۲ وغیرہ)

جبریل کے نزول کی کیفیت اور ہر بشر پر اس کا اترنا

جبریل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیے) لیکن وہ ہر ایک انسان پر اس کی حسب استعداد کے اپنا اثر ڈالتا ہے۔ (توضیح المرام صفحہ ۶۸)

جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہیں ہوتا

(اور جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ) جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورۂ عالم پر حسب استعداد ان کے اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو۔ حتیٰ کہ مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقعہ ہے۔ اور جبریلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہاں میں اس طرح پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں۔

کنچنیوں پر جبریل کا اترنا

یہاں تک کہ کنجریاں بھی جو اسی وجہ سے بعض اوقات سچی خوابیں دیکھ لیتی ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس یہی مثال جبریل کی تاثیرات کی ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا۔ لیکن ان دونوں وحیوں میں فرق فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۶۸۔۷۱۔۸۴۔۸۵ وغیرہ)

روح انسان ایک کیڑا ہے جو رحم میں منی کے اندر سے پیدا ہو جاتا ہے

روح انسانی ایک لطیف نور ہے جو اس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ یہ بتلانا خدا کا منشا نہیں کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر آتی ہے۔ بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں۔ اگر ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل ٹھہراتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزار ہا کیڑے پڑ جاتے ہیں سو یہی صحیح بات ہے کہ روح جسم سے ہی نکلتی ہے اور اس دلیل سے اس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ (فتح اسلام جلسہ مذاہب لاہور، ۲۷، ۲۹، دسمبر ۱۸۹۶ء)

قادیانی ایک کیڑا تھا جو مختلف ادوار کے بعد انسان اور مسیح بے پدر سے عجب تر بن گیا

اور ازالہ صفحہ ۳۷۷ میں اپنی اصلیت ایک کرم بتلائی جو مختلف اطوار اور ادوار کے بعد قادیانی بن گیا۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا

کرمکے بودم مرا کردی بشر من عجب تر از مسیح بے پدر

اور اس شعر میں اپنی خلقت اصلی حضرت مسیح بے پدر سے عجب تر ہونی بتلائی۔

۳...... انبیاء اور رسل اور ان کے معجزات اور ان کی پیشین گوئیاں اور الہامات قادیانی

قادیانی سب انبیاء کا مثیل ہے

۱...... خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو مثیل موسیٰ قرار دیا۔ (ازالہ ۲۶)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲......اور اس عاجز کو خدائے تعالیٰ نے آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پھر مثیل نوح قرار دیا۔ اور پھر مثیل یوسف قرار دیا اور پھر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور پھر مثیل موسیٰ کر کے بھی اس عاجز کو پکارا پھر اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو مثیل ابراہیم بھی کہا اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفیٰ قرار دیا اور پھر خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کو عیسیٰ یا مثیل عیسیٰ کر کے پکارا۔ (ازالہ صفحہ ۵۰۳)

قادیانی نبی بھی ہے اور امتی بھی

۳......میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی۔ (ازالہ ۵۳۳) اور میری نبوت ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔ **وان النبی محدث والمحدث نبی** باعتبار حصول نوع من انواع النبوات۔ یعنی ہر نبی محدث ہے اور ہر محدث باعتبار حصول نوع نبوت نبی ہوتا ہے، مطلق نبوت ختم نہیں ہوتی نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۸۔۱۹)

قادیانی محدث ہے اور محدث بھی ایک نوع سے نبی ہی ہے

۴......یہ عاجز اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور اس پر امور غیبیہ ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کوئی نہیں۔ (توضیح صفحہ ۱۸)

قادیانی اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے

۵...... اور میری اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی مادہ کے دو جوہر۔ (ازالہ، مکتوب عربی ص ۵۷)

خدا نے قادیانی کو عیسیٰ کا ہمسر بنایا

۶...... نصاریٰ نے جو عیسیٰ کو ابن اللہ کہا تو اس پر غیرت الٰہی کے نازل ہونے سے خدا نے مجھے اس کا ہمسر بنا کر بھیجا اور اپنے ایک قصیدہ میں اس معنی کو یوں ادا کیا۔

چوں کافر از ستم پرستد مسیح را — غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
واللہ کہ ہمچو کشتی نوحم زکردگار — بے دولت آنکہ دور بماند زلنگرم

جو قادیانی کے لنگر سے الگ رہا وہ بے دولت ہے

پس جنہوں نے اس عاجز کو مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قوت ایمانی کے وہ مستحق ٹھہر گئے ہیں۔ (ازالہ صفحہ ۱۵۸۔۱۷۹)

انبیاء اور محدث کی وحی شیطانی دخل سے منزہ ہے

۷...... قانون قدرت خدا تعالیٰ کا یہی ہے کہ فقط انبیاء اور محدثین کی وحی شیطان کے دخل سے منزہ کی جاتی ہے۔ (ازالہ صفحہ ۲۵۵)

کبھی شیطانی دخل انبیاء کی وحی میں ہو جاتا ہے

۸...... شیطانی دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہوا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چار سو نبی کو شیطانی وحی ہوئی اور وہ جھوٹے نکلے

چنانچہ مجموعہ تورات میں ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیشین گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے۔ اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔ (ازالہ صفحہ ۶۲۹)

انبیاء کے اجتہاد میں سہو و خطا ممکن ہے

۹......انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو و خطا ہے۔ مثلاً وہ خواب جس کا ذکر قرآن میں ہے اور جس کی بناء پر نبی ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اٹھا کر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا۔ حالانکہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی خواب وحی میں داخل ہے۔ لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی۔

محمد ﷺ کے اجتہاد میں غلطیاں

ایسا ہی جب آنحضرت ﷺ کی بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ فوت ہوگئے۔ اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہ کھلی۔ (ازالہ صفحہ ۶۸۷ وغیرہ)

مسیح کی پیشین گوئیاں غلط ظہور میں آئیں

۱۰......مگر حضرت مسیح کی پیشین گوئیوں کا سب سے عجیب تر حال ہے۔ بارہا انہوں نے کسی پیشین گوئی کے کچھ معنی سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور میں آیا۔ (ازالہ صفحہ ۶۸۸ وغیرہ)

۱۱......مسیح کی پیشین گوئیاں اس لئے محجوب الحقیقت ہیں کہ وہ بظاہر صورت نجومیوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور رمالوں اور کاہنوں اور مؤرخوں کے طریقہ بیان سے مشابہہ ہیں۔ (براہین احمدیہ۔تمہید ۹)

۴......معجزات انبیاء علیہم السلام

انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

معجزہ شق القمر کا اقرار

۱......ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے نبی کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دکھایا تھا۔

۲......دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے۔

مسیح کے احیاء اموات وغیرہ کا انکار

۱......پس کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی گئی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک کے مارنے سے پرندوں کی طرح پرواز کرتا ہو یا پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (ازالہ صفحہ ۳۰۱)

مسیح کو مسمریزم آتی تھی

۲......ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسیح کے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ (ازالہ صفحہ ۳۰۵)

۳......حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ میں مر جاتے تھے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مسیح اس عمل میں کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ اور یہ جو میں نے مسمریزی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے یہ الہامی نام ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا۔ (ازالہ صفحہ ۳۱۱ و صفحہ ۳۱۲)

مسیح کا لنگڑوں اندھوں کو اچھا کرنا ایک نسخہ سے تھا

۴...... یہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اندھوں لنگڑوں کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہ نسخہ حضرت مسیح نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا جو عبرانی میں بیت حدا کہلاتا تھا اور جس کا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری میں کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا اور جس پر کہ حضرت مسیح اکثر جایا بھی کرتے تھے۔ (براہین احمدیہ تمہید پنجم)۔ اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ ایک کھیل تھی اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی جیسا سامری کا گوسالا۔ (ازالہ صفحہ ۳۲۲)

قادیانی ابن مریم سے کم نہیں ہے

۵...... اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے یہ عاجز کم نہ تھا۔ (ازالہ صفحہ ۳۰۹)

مسیح کا پرندے کے پتلے میں جان ڈالنے کا اعتقاد شرک ہے

۶...... یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ (ازالہ صفحہ ۳۲۲)

مسیح کے معجزات مکروں سے مشابہ ہیں

۷...... پس مسیح کے معجزات سب کے سب محجوب الحقیقت ہیں کیونکہ وہ بظاہر صورت مکروں سے متشابہ ہیں۔ (تمہید پنجم براہین احمدیہ)

محمد کا معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا بلکہ ایک کشف تھا

۸...... ہمارے نبی ﷺ کا سیر معراج آسمانوں پر اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(کیونکہ کسی بشر کا آسمانوں پر جانا خلاف عادۃ اللہ یعنی خلاف قانون قدرت ہے)۔ (ازالہ صفحہ ۴۷) اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں۔ پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

قادیانی بھی ایسے کشف رکھتا ہے

اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔ (ازالہ صفحہ ۴۷ و صفحہ ۴۸)

مگر قادیانی صاحب نے معجزۂ شق القمر کے اقرار کے وقت پرانے اور جدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ کیا کہ یہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہو گیا؟

۵......قرآن قادیانی صاحب

(یعنی وہ مخاطبات و مکالمات ربانی جن سے قادیانی صاحب بطور وحی مشرف ہوئے)

قرآن قادیانی یعنی قادیانی کے الہامات کی متلو عبارات

۱......یاعیسی الذی لایضاع وقتہ. یعنی اے عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہ ہوگا۔

۲......انت منی بمنزلۃ لایعلمھا الخلق. تو مجھ سے ایسے مرتبہ میں ہے کہ اس کو مخلوقات نہیں جانتی۔

۳......انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس. یعنی تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تو دیکھا جائے اور لوگوں میں مشہور ہو جائے۔

۴......ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو سب دینوں پر غلبہ دے۔

۵......**قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین**. کہہ دے میں مامور ہوں اور سب سے پہلا مؤمن ہوں۔

۶......**انت معی وانا معک خلقت لک لیلاً ونهاراً**. یعنی تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے ہی لئے رات اور دن میں نے پیدا کیا۔

۷......**اعمل ماشئت فانی قدغفرت لک**. یعنی جو چاہے تو کر میں نے تجھے بخش دیا۔ (براہین صفحہ ۵۶۰)

۸......**انت بمنزلة لایعلمها الخلق**. تو ایسے مرتبہ میں ہے کہ لوگ اس کو نہیں جانتے۔ (ایضاً)

۹......**یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک هو الابتر واقم الصلوٰة لذکری** (براہین صفحہ ۵۱۷) اے احمد تیرے لبوں پر رحمت بہتی ہے اور تجھے ہم نے کوثر دے دیا ہے پس اللہ کی نماز پڑھ اور قربانی کر تیرا دشمن گھاٹے میں ہے۔

۱۰......**سرک سری**. تیرا بھید میرا بھید ہے۔

۱۱......**وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک ورفعنا لک ذکرک**. تیرا بوجھ جو تیری پیٹھ توڑ دیا تجھ سے اٹھا دیا اور تیرا ذکر اونچا کر دیا۔

۱۲......**انک علی صراط مستقیم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین**. تو سیدھی راہ پر ہے دنیا اور آخرت میں تو وجاہت والا مقرب ہے۔

۱۳......**یاعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة. ثلة من الاولین وثلة من الآخرین**. (براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵)۔ اے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو منکروں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز (یعنی قادیانی) مراد ہے۔

۱۴......انی متوفیک ورافعک الیّ. (براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹) میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ انی رافعک الیّ. (براہین احمدیہ صفحہ ۴۸۷) میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

۱۵......تموت وانا راض منک فادخلوا الجنة ان شاء اللّٰه اٰمنین. تو مرے گا اور میں خوشنود ہوں گا پس اللہ کی بہشت میں داخل ہو جاؤ امن کے ساتھ۔

۱۶......سلام علیکم طبتم فادخلوها اٰمنین. تم پر اللہ کا سلام تم خوش ہو اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

۱۷......سلام علیک جعلت مبارکا انت مبارک فی الدنیا والاٰخرة. تیرے پر سلام تو مبارک بنایا گیا ہے اور دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔

۱۸......اذکر نعمتی التی انعمت علیک و انی فضّلتک علی العالمین. جو نعمتیں تجھے دی گئی ہیں ان کو یاد کر اور تجھے میں نے تمام عالمین پر فضیلت دی ہے۔

۱۹......لاتخف انک انت الاعلیٰ. (براہین صفحہ ۵۵۱) تو خوف مت کر کہ تو ہی غالب ہے۔

۲۰......یاداؤد عامل بالناس رفقا واحسانا۔ اے داؤد لوگوں کے ساتھ رفق واحسان سے معاملہ کر۔

۲۱......واما بنعمة ربک فحدّث. تو اپنے رب کی نعمت بیان کر۔

۲۲......انت محدث اللّٰه فیک مادة فاروقیة. تو ہی اللہ کا محدث ہے اور تجھ میں مادہ عمر فاروق کا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۳......سلام علیک یا ابراھیم انک الیوم لدینا مکین امین ذوعقل متین. حبیب اللّٰہ. خلیل اللّٰہ. اسداللّٰہ. وصل علی محمد. آج تجھ پر اے ابراہیم سلام کہ تو ہمارے پاس امین اور مکین ہے، ذوعقل ہے، اللہ کا حبیب ہے، اے اللہ کے خلیل اے اسد اللہ! اور محمد پر سلام کہہ۔

۲۴......ماودعک ربک وماقلی. تجھے اللہ نے نہیں چھوڑا اور نہ ناکارکھا۔

۲۵......الم نشرح لک صدرک. کیا تیرا سینہ ہم نے کھولا نہیں۔

۲۶......الم نجعل لک سھولۃ فی کل امر. کیا تیرے لئے ہم نے ہر کام میں سہولت نہیں کی۔

۲۷......بیت الفکر وبیت الذکر ومن دخلہ کان امنا. (براہین صفحہ ۵۵۸) بیت الفکر سے مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس کے پہلو میں ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔

۲۸......ینصرک اللّٰہ فی مواطن. کتب اللّٰہ لاغلبن اناورسلی. کئی جگہ تجھے اللہ مدد دے گا اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

۲۹......یااحمد بارک اللّٰہ فیک مارمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمی. اے احمد تجھے خدا برکت دے اور جب تو نے چلایا وہ اللہ کا چلاناتھا۔

۳۰......الرحمٰن علم القران. لتنذر قوما ما انذرابائھم. ولتستبین سبیل المجرمین. رحمٰن نے قرآن سکھلایا تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے باپ ڈرائے گئے اور تاکہ بدکاروں کا طریق ظاہر ہوجائے۔

۳۱......قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ. انا کفیناک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المستھزئین۔ (براہین ۲۳۹) کہہ دے اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو مجھے چاہو۔ تجھے ہم نے مسخروں کے لئے کافی بنا دیا ہے۔

۳۲......ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزّل علی کل افّاکٍ اثیم. میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ شیطان اسی پر اترتے ہیں جو گنہگار اور جھوٹ بولتا ہے۔

۳۳......قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون. مسلمون. کہہ دے میرے پاس اللہ کی گواہی ہے کیا تم یقین کرو گے اسلام لاؤ گے۔

۳۴......ولاتقولن لشیءٍ انّی فاعل ذلک غداً. ویخوفونک من دونہ. تو کسی کام کی نسبت مت کہو کہ میں کل کروں گا۔ اور تجھے اس کے سوا خوف دلائیں گے۔

۳۵......انک باعیننا سمیتک المتوکّل. تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور تیرا نام ہم نے متوکل رکھ دیا ہے۔

۳۶......یحمدک اللہ من عرشہ نحمدک نصلی. تجھ کو خدا اپنے عرش سے صفت کرتا ہے تیری صفت اور نماز ہم کرتے ہیں۔

۳۷......یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون. سنلقی فی قلوبھم الرعب۔ وہ خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اپنی زبان سے اور اللہ اپنے نور کو پورا کریگا اگرچہ کافروں کو نہ بھائے۔ ہم عنقریب ان میں رعب ڈالیں گے۔

۳۸......اذا جاء نصر اللہ والفتح. وانتھی امر الزمان الینا. جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی اور زمانہ کی حکومت ہمارے پر ختم ہوگی۔

۳۹......ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا. یہ ان خوابوں کی تاویل ہے جو اللہ نے دی تھیں اور خدا نے ان کو سچا کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۰......وقل ربّ ادخلنی مدخل صدق. واما نرینّک بعض الذی نعدهم او نتوفینک. وماکان اللہ لیعذبهم وانت فیهم. کہہ دے اے رب سچائی کی جگہ لے جا۔ یا تو بعض وعدے پورے کریں گے یا تجھے پورا کریں گے جس قوم میں تو ہے خدا اس کو عذاب نہ دے گا۔

۴۱......یاتون من کل فج عمیق. ہر طرف سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔

۴۲......ینصرک رجال نوحی الیهم من السماء. وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

۴۳......انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر. تجھے ہم نے ظاہری فتح دی تاکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ خدا بخشے۔

۴۴......ولو کان الایمان معلقا بالثریا لناله. اگر ایمان ثریا میں معلق ہوتا تو بھی اس کو پالے گا۔

۴۵......یا ایها المدثر قم فانذر وربک فکبر. اے مدثر کھڑا ہو اور لوگوں کو ڈرا اور خدا کی بڑائی بیان کر۔

۴۶......یا احمد یتم اسمک ولایتم اسمی. اے احمد تیرا نام پورا ہوگا اور میرا نام پورا نہ ہوگا۔

۴۷......واتل علیهم ما اوحی الیک من ربّک ولاتصعر لخلق اللہ ولاتسئم من الناس. تو تیرے پر وحی کیا گیا ہے لوگوں پر پڑھ اور مخلوقات کے لئے رسوائی نہ لے اور لوگوں سے نہ ڈر۔

۴۸......اصحاب الصفة واما ادراک مااصحاب الصفة تری اعینهم تفیض من الدمع. تیرے اصحاب صفہ اور کیسے اصحاب صفہ تو ان کی آنکھیں آنسو بہتی دیکھتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۹......یاتی زمان مختلف بازواج مختلفة وتری نسلا بعیدا ولنحیینک حیوٰۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبا من ذلک. (ازالہ صفحہ ۱۳۵) نئی نئی عورتیں تیرے پر مختلف زمانے لائیں گے اور تیری نسل کثیر ہوگی اور تجھے حیات طیبہ دیں گے اور تجھے اسی برس کی عمر یا اس کے قریب قریب دیں گے۔

۵۰......انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی. (براہین صفحہ ۴۸۹) تو میری بارگاہ میں وجیہہ ہے اور تجھے اپنے لئے پسندیدہ کیا ہوں۔

۵۱......نصرت بالرعب واجبت بالصدق ایها الصدیق. تو رعب کے ساتھ فتح پایا ہے تو نے سچائی کے ساتھ جواب دیا ہے اے سچے۔

۵۲......نصرت وقالوا لات حین مناص. تجھے نصرت دی گئی ہے اور کہیں گے وہ لات حین مناص۔

۵۳......اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک هذا الذی کنتم به تستعجلون جب کہ اللہ کی مدد آئے گی اور اللہ کے کلمات پورے ہوں گے یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو۔

۵۴......اردت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض خلیفة. میں نے خلیفہ بنانا چاہا پس آدم کو خلیفہ بنایا اور میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

۵۵......دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی. دو کمان یا اس سے بھی کم قرب حاصل کرلیا۔

۵۶......یحیی الدین ویقیم الشریعة. دین زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔

۵۷......یا ادم اسکن انت وزوجک الجنّة. اے آدم تو اپنی عورت سمیت جنت میں جا۔

۵۸......یا مریم اسکن انت وزوجک الجنّة. اے مریم تو اپنی عورت کے ساتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت میں جا۔

۵۹......یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ. اے احمد تو اپنی عورت سمیت جنت میں جا۔

۶۰......نفخت فیک من لدنی روح الصدق. اپنے پاس سے میں نے تجھ میں سچائی کی روح پھونک دی۔

۶۱......انا انزلناہ قریبا من القادیان. وبالحق انزلناہ وبالحق نزل. صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا. قادیان کے قریب ہم نے اس کو اتارا اور سچائی کے ساتھ اتارا اور اترا۔ اللہ اور اس کا رسول سچا ہے اور کام ہونے والا ہے۔

۶۲......سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا. عجز سے پاک ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرایا۔

۶۳......جری اللہ فی حلل الانبیاء. اللہ تعالیٰ انبیاء کے حلّوں میں داخل ہوگیا۔

۶۴......بشری لک یااحمدی انت مرادی وھی غرست کرامتک بیدی. اے احمد تجھے بشارت ہو تو ہی میری مراد ہے اور تیری بزرگی میں نے اپنے ہاتھ سے لگائی ہے۔

۶۵......ومارسلناک الارحمۃ للعالمین. اور ہم نے تجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

۶۶......انی ناصرک. انی حافظک. انی جاعلک للناس اماما. اکان للناس عجبا. قل ھو اللہ عجیب. یجتبی من یشاء من عبادہ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون. وتلک الایام نداولھا بین الناس. وقالوا انی لک ھذا وقالوا ان ھذا الا اختلاق. میں تیرا ہی مددگار، محافظ اور تجھے امام بنانے والا ہوں۔ کیا لوگوں کو تعجب ہے۔ کہہ دے اللہ عجیب ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے پسند کر لیتا ہے۔ وہ اپنے کئے پر پوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جائیں گے۔ اور یہ دن لوگوں میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھرتے رہتے ہیں اور کہیں گے یہ دن تیرے لئے کہاں؟ اور کہیں گے یہ بناوٹی بات ہے۔

۶۷......اذا نصر اللہ المومن جعل لہ الحاسدین فی الارض فالنار موعدھم۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون. جب اللہ مومن کو مدد دیتا ہے تو اس کے لئے زمین میں حاسد بنا دیتا ہے جن کی جگہ دوزخ ہے۔ کہہ دے اللہ بس ہے پھر ان کو اپنے خیالات میں کھیلنے دے۔

۶۸......تلطف بالناس وترحم علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسٰی واصبر علی مایقولون۔ لوگوں سے نرمی کر اور ان پر رحم کر تو ان میں موسیٰ کی جا بجا ہے اور ان کے کہے پر صبر کر۔

۶۹......قال اللہ فی حقی انت منی و انا منک. (ضمیمہ اخبار ریاض مطبوعہ ہوشیار پور مجریہ امرت سر کیم مارچ ۱۸۸۶ء۔ صفحہ ۱۴۸، سطر ۶ کالم ثانی) میرے حق میں خدا نے کہا ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

۷۰......انا نبشرک بغلام علیم مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اسمہ عمانوائیل یولدلک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب قل اعوذ برب الفلق من شرماخلق. (انجام آتھم صفحہ ۶۲) ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو مظہر الحق ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا ہے ان کا نام عمانوائیل ہے۔ تیرا لڑکا ہوگا اور تیری بزرگی حاصل کرے گا میرا نور قریب ہے۔ کہہ دے اللہ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں ہر شے کے شر سے۔

۷۱......عجل جسد لہ خوار. فلہ نصب وعذاب. ایک بچھڑے کا جسم ہے اور اس کے لئے عذاب ہے۔

۷۲......یاتی قمر الانبیاء وامرک یلتاتی یوم. یجی الحق ویکشف الصدق ویخسر الخاسرون. پیغمبروں کا چاند آئے گا اور تیرا حکم اس دن آئے گا جب کہ حق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آئے گا اور سچائی کھلے گی اور خسارہ والے خسارہ میں ہوں گے۔

۷۳......اللّٰہ الذی جعلک المسیح ابن مریم. خداوہ ہے جس نے مسیح ابن مریم بنادیا۔

۷۴......قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الھکم الہ واحد. والخیر کلہ فی القران. کہہ دے میں تمہاری مثل آدمی ہوں۔ میری طرف وحی آتی ہے کہ خدا تمہارا ایک ہے اور تمامی خیر قرآن میں ہے۔

۷۵......ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون. وقالوا ان ھذا الا الافتراء قل ان ھدی اللّٰہ ھوالھدی الا ان حزب اللّٰہ ھم الغالبون. الیس اللّٰہ بکاف عبدہ فبرأہ اللّٰہ مما قالوا وکان عنداللّٰہ وجیھا. واللّٰہ موھن کید الکافرین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا. قول الحق الذی فیہ تمترون. میں کتنے دن اس سے پہلے تم میں رہا لیکن وہ نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ افتراء ہے۔ کہہ دے اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اللہ کے لشکر کو ہی غلبہ ہے۔ کیا خدا اپنے بندے کے لئے بس نہیں۔ اللہ نے اس کو ان کے کہنے سے بری کردیا اور اللہ کے نزدیک وہ وجیہہ تھا۔ اور اللہ ان کے مکر کو سست کردے گا اور اس کو آدمیوں کیلئے ایک نشانی بنادینے کی اور اللہ کا کام ہونے والا ہے یہ ایسا سچا قول ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

۷۶......انت من مائنا وھم من فشل. تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ برے گندے پانی سے۔

۷۷......واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھاء الاانھم ھم السفھاء ولکن لایعلمون. جب ان کو کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ آیا ہم جاہلوں کی طرح ایمان لائیں۔ مگر دراصل وہی جاہل ہیں اور جانتے نہیں۔

۷۸......کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف. میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا اور ظاہر ہونے کو چاہا۔

۷۹......ان الذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللّٰہ رد علیھم رجل من فارس.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو کافر ہوئے اور اللہ کی راہ سے رکے ان پر ایک فارسی آدمی نے رد کیا۔

۸۰......یا احمد اجیب کل دعائک الا فی شرکائک. اے احمد تیری ہر دعا قبول مگر تیرے شریکوں کے حق میں قبول نہیں۔

۸۱......وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم مالا تعلمون. اور کہے کیا تو ہم میں مفسد کو بھیجتا ہے کہا میں وہ جانتا ہوں تو تم نہیں جانتے۔

۸۲......وقالوا کتاب ممتلئ من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونساءنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین. اور کہے یہ کتاب کفر سے اور جھوٹ سے بھری ہے۔ کہہ دے آؤ ہم اپنے لڑکوں، بالوں اور عورتوں اور اپنے کولا کر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔

۸۳......ولعزتی وجلالی انک انت الاعلی. میری عزت اور جلال کی قسم کہ تو ہی غالب ہے۔

۸۴......اصنع الفلک باعیننا ووحینا. ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ہمارے سامنے کشتی بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ غالب ہے۔

۸۵......ناداني وکلمنی انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماما وانی مستخلفک اکراما کما خبرت سنتی فی الاولین. مجھے خدا نے پکارا اور کلام کی کہ میں تجھے مفسدوں کی طرف بھیجوں گا اور تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تجھے خلیفہ بناؤں گا جیسے کہ میری عادت پہلوں میں رہی۔

۸۶......انک انت منی المسیح ابن مریم وارسلت لیتم ما وعد من قبل ربک الاکرام. تو مجھ سے مسیح ابن مریم ہی ہے اور تجھے اتمام وعدہ کے لئے بھیجا ہوں۔

۸۷......واخبرنی ان عیسٰی نبی اللہ قد مات ورفع من ھذہ الدنیا فما کان لہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان ینزل الا بروزا کالسابقین وقال سبحانہ انک انت ھو فی حلل البروز وھذا ھو الوعد الحق الذی کالسر المرموز فاصدع بما تؤمر ولا تخف السنۃ الجاھلین۔ (مکتوب عربی) اور مجھے اس نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ مر گیا ہے اور اس دنیا سے اٹھایا گیا ہے۔ پس اس کا اترنا بجز بروز کے نہیں جیسے پہلے بروز کئے اور خدا نے کہا تو وہی ہے جو بروز کے حلّہ میں ہے اور یہی خدا کا سچا وعدہ ہے جو بجائے سر مرموز ہے۔ پس امر کو بجالا اور جاہلوں کی زبان سے نہ ڈر۔

۸۸......انت اشد مناسبۃ بعیسیٰ بن مریم واشبہ الناس بہ خلقا وخلقا وزمانا۔ (ازالہ صفحہ ۱۴۲) تجھے عیسیٰ سے شدید مناسبت ہے اور باعتبار فطرت اور عادت اور زمانہ کے سب سے زیادہ تر عیسیٰ سے مشابہ ہے۔

۶......علماء امت محمدیہ ﷺ

جو علماء کہ عیسیٰ کی موت کے قائل نہیں بلکہ ان کی حیات اور رفع مع الجسم کے قائل ہیں وہ سب کے سب ضلالت پر متفق ہیں۔ ان کے قول بالکل خرافات ہیں اور جو قادیانی کے منکر ہیں وہ طرح طرح کے عذاب کے مستحق اور **ختم اللّٰہ علی قلوبھم** میں داخل۔

اور اکثر امت محمدیہ یہودی ہو جانے کے سبب سے جس طرح کہ موسیٰ کے بعد چودہ سو (۱۴۰۰) برس گذرنے کے عیسیٰ بن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے اسی طرح حق تعالیٰ نے مجھے محمد ﷺ کے بعد عیسیٰ بن مریم ٹھہرا کر اور امت محمدیہ ﷺ کو یہودی ٹھہرا کر ان کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے۔

قادیانی صاحب کا علماء کو یہودی اور بدذات اور ملعون اور ظالم وغیرہ کہنا

اور امت کے علماء کو ان الفاظ کے ساتھ خطاب کیا ہے کہ ''اے بدذات فرقۂ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے؟ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۱)

اور اپنے وقت کے علماء کو جن میں اکثر تو نبی ﷺ کی متابعت کی برکت سے مدارج فنافی اللہ اور بقاء باللہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت شیخ الہ بخش سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ غلام نظام الدین بریلوی۔ تذکر معهم الشیخین المشهورین یعنی الشیخ اله بخش التونسوی و الشیخ غلام نظام الدین البریلوی فایها الشیخ انی اعلم انک رئیس هذه الثمانیة وکمثل امام لتلک الفئة الباغیة وهم لک کالتلامیذ فی اخواته اوکالمسحورین فاتنی بخیلک ورجلک واجمع کل دجلک وانحت انواع الافتنان واتنی مع جموعک من اهل العدوان وصل علیّ کحبشیّ صال علی کعبة الرحمان واما الاخرون الذین سموا انفسهم مولویین مع کونهم من الغاوین الجاهلین فنزه الکتاب عن ذکرهم ولاتنجس الصحیفة من کثرة ذکر الخبیثین الذین یقلدون اکابرهم ولیسوا من المتدبرین. (مکتوب عربی ص ۲۵۴۔ ۲۵۵) دو مشہور مشائخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی شیخ الہ بخش تونسوی اور شیخ غلام نظام الدین بریلوی۔ پس اے شیخ تونسوی میں تجھے جانتا ہوں کہ تو ان آٹھوں کا سردار ہے اور ان باغیوں کا گویا تو امام ہے اور غوائیت اور ضلالت میں گویا تیرے شاگرد ہیں یا تیرے جادو کئے ہوئے ہیں پس تو اپنے پیادوں اور سواروں کے ساتھ آ اور اپنے کل مکروں کو جمع کر اور اقسام کے فتنے تراش کر اور اپنے اہل عدوان جماعتوں کو لا اور مجھ پر اس حبشی کی طرح حملہ کر جس نے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا۔ اور دوسرے علماء جو اپنے کو مولوی کہتے ہیں باوجودیکہ وہ گمراہ اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

جاہل ہیں ہم ان کے ذکر سے اپنی کتاب کو پاک کرتے ہیں اور زیادہ خبیثوں کے ذکر سے اپنی کتاب کو پلید نہیں کرتے جو کہ اپنے اکابر کی تقلید کرتے ہیں اور عقل وفکر نہیں رکھتے۔

۷......تفسیر قادیانی جوان کو الہام ہوئی

قادیانی کی تفسیر قرآن

ازالہ کے صفحہ ۷۲۶ میں قادیانی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مولوی لوگ اس بات کی شیخی مارتے ہیں کہ ہم بڑے متقی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا انہوں نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے اور ان کے دلی اور دماغی قویٰ پر بہت برا اثر ان سے پڑا ہے۔ اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے۔

موجودہ تفسیریں قرآن کی فطرتی سعادت کے مخالف ہیں اور غلط ہیں

کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دیجاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل اپنے اکثر زوایدکی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہیں ہے۔ قرآنی تعلیم ایسے لوگوں کے دلوں سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا اس سے لوگ بے خبر ہیں۔ وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اس سے لوگ غافل ہو گئے ہیں۔ ہاں سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ انہیں معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے **لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس**۔ یہ حدیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

درحقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت **انا علی ذھاب بہ لقادرون** میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔ (یعنی ۱۲۷۴ھ، ۱۸۵۷ء زمانہ غدر) انتہی

پھر صفحہ ۳۱۸ میں لکھا ہے کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھ بھی رہی ہے کہ عجائبات مخفیہ فرقان اس پر ظاہر ہوتے رہے ہیں بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے اور اصل معنی سے پھر کر کوئی اور مقصود اس سے ہوتا ہے۔

عبداللہ غزنوی کے الہامات

جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی (جو غزنی سے اپنی لامذہبی اور وہابیت کی پاداش میں نکالے گئے اور جن کی بدولت پنجاب میں وہابیت کا بیج بویا گیا) اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ الہام ہوا **قلنا یانار کونی برداً وسلاماً** مگر میں اس کے معنی نہ سمجھا۔ پھر الہام ہوا **قلنا یاصبر کونی برداً وسلاماً** تب میں سمجھا گیا کہ نار سے مراد اس جگہ صبر ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ **رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق** اور اس سے مراد اصلی معنی نہیں تھے بلکہ یہ مراد تھی کہ مولوی صاحب کوہستانی ریاست کابل سے پنجاب کے ملک میں بزیر سلطنت برطانیہ آ جائیں گے اور اسی طرح انہوں نے اپنے الہامات میں کئی آیات فرقانی لکھی ہیں اور ان کے اصلی معنی چھوڑ کر کوئی اور معنی مراد لئے ہیں۔ انتہی

سورۂ والعصر کی تفسیر قادیانی

پس قادیانی صاحب اسی مولوی عبداللہ غزنوی کی اقتداء کر کے جو فرقہ وہابیہ کے مقتدا ہیں۔ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱۱ میں لکھتے ہیں، کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعۂ الہام میرے پر کھلتے رہے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنحضرت ﷺ کے زمانہ بعثت تک مدت گذری تھی وہ تمام مدت سورہ والعصر کے اعداد حروف میں بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات سو چالیس (۴۷۴۰)۔ اب بتلاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ جس میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھا ہے؟

سورۂ لیلۃ القدر کے اسرار

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے میرے پر یہ نکتہ معارف قرآنیہ کا ظاہر کیا کہ **انا انزلناه فی لیلة القدر** کے صرف یہ معنی نہیں کہ ایک بابرکت رات ہے جس میں قرآن شریف اترا۔ بلکہ باوجود ان معنوں کے جو بجائے خود صحیح ہیں اس آیت کے بطن میں دوسرے معنی بھی ہیں جو رسالہ فتح الاسلام میں درج کیے گئے ہیں (یعنی لیلۃ القدر رات سے رات مراد نہیں بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کے ہم رنگ ہے اور وہ نبی یا اس کے قائم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایک ہزار مہینے کے بعد آتا ہے۔ (فتح الاسلام صفحہ ۵۴) اب فرمائیے کہ یہ تمام معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں؟ (انتہی۔ ازالہ صفحہ ۲۱۱)

قادیانی اور غزنوی کی تفسیر غلط اور مخالف اور تلبیس ابلیس ہے

ہم اسی کتاب کے مقدمہ دوئم میں ثابت کر چکے ہیں کہ جو الہام کہ اس ظاہری شریعت کے مخالف ہو جو نقلاً بعد نقل مدون ہے وہ تلبیس ابلیس ہے ہرگز محفوظ نہیں ہوسکتا اور نہ وہ کسی طرح اپنی صحت پر فتویٰ حاصل کرتا ہے۔ پس ہم بالتفصیل بتاتے ہیں کہ قادیانی صاحب اور ان کے مقتدا عبداللہ غزنوی کی یہ چاروں الہامی تفسیریں شریعت منقولہ کی کس قدر مخالف ہیں۔ کیونکہ آیت **قلنا یانار کونی بردا و سلاما** میں نار سے مراد نار نمرودی ہے جو ابراہیم علیہ السلام پر برد اور سلام ہوگئی اور آیت **رب ادخلنی مدخل صدق** میں داخل سے خود ذات رسول اللہ ﷺ منصوص ہے۔ اور مدخل صدق اور مخرج صدق سے مدینہ اور مکہ مقصود ہے جیسے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ **عن قتاده فی قوله رب ادخلنی مدخل**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدق الآیۃ اخرجہ اللّٰہ من مکۃ مخرج صدق وادخلہ المدینۃ مدخل صدق (ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۶)۔ مگر جائے افسوس ہے کہ اس مولوی نے حکومت کفر کو مدخل صدق کیونکر سمجھ لیا۔ اور چار ہزار سات سو چالیس برس کی مدت حضرت آدم اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہما السلام کے درمیان ہوئی قادیانی صاحب نے کہاں سے ادراک کی؟ حالانکہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ برزخیہ میں بعد تحقیق تمام بقول وہب فیصلہ کر دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت حضرت آدم علیہ السلام کے بعد چھ ہزار چھ سو برس پر ہوئی۔ اور خود قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کی جلد دوم میں اس حدیث سے استدلال فرما چکے ہیں جو ابن عباس پر موقوف ہے کہ الدنیا سبعۃ ایام کل یوم الف سنۃ ومبعث رسول اللّٰہ فی اخرھا یعنی دنیا کا برزخ سات ہزار برس ہے اور رسول اللہ ﷺ آخری ہزار میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور سورۂ لیلۃ القدر کے نزول کے متعلق ترمذی اور حاکم اور بیہقی بروایت حسن بن علی تصریح فرما چکے ہیں کہ واخرج الترمذی والحاکم والبیھقی عن الحسن بن علی قال ان رسول اللّٰہ ﷺ قدرای بنی امیۃ یخطبون علی منبرہ رجلا رجلا فساءہ ذلک فنزلت انا اعطیناک الکوثر ونزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وماادراک مالیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر یملکھا بنو امیۃ قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملک بنی امیۃ فاذا ھی الف شھر لاتزید ولاتنقص. (ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۵) کہ فرمایا انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر باری باری سے چڑھ کر خطبہ پڑھ رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو یہ امر نہ بھایا کہ اتنے میں سورۂ کوثر اور سورۂ لیلۃ القدر نازل ہوگئی یعنی اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ رات جس میں قرآن کا نزول ہوا وہ ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن کے گذرنے تک بنی اُمیہ مالک ملک رہیں گے۔ قاسم بن الفضل فرماتے ہیں کہ ہم نے اس روایت کے سننے پر بنی اُمیہ کی سلطنت کی مدت حساب کی تو وہ پورے ہزار مہینہ ہی نکلے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر ہمارے اس بیان کے دیکھنے سے قادیانی صاحب گوش بآغوش ہوں گے کہ ان کی الہامی تفسیر کس قدر شریعت منقولہ سے باہر ہے اور ان کے احلامی معارف غیر مطابق شریعت ہونے کے علاوہ حقانیت سے کس قدر دور ہیں۔

پس بطور مشتے نمونہ خردوار ہم چند آیات قرآنی کی تفسیر الہامی جو قادیانی صاحب نے لکھی ہے حسب ذیل اپنے جوابات کے ساتھ لکھتے ہیں جس سے انصاف پسند دوستوں پر ظاہر ہوگا کہ ان کے الہامات کو شریعت منقولہ کس قدر اور کس درجہ تک رد کرتی ہے۔

ا......سورۃ الحمد

سورۃ الحمد کی تفسیر

قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۵۷ میں آیت **اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم** کی تفسیر الہامی طور سے اس طرح لکھتے ہیں۔یعنی اے میرے خداوند رحمٰن ورحیم ہمیں ایسی ہدایت بخش کہ ہم آدم صفی اللہ کے مثیل ہوجائیں،شیث نبی اللہ کے مثیل بن جائیں،حضرت نوح آدم ثانی کے مثیل ہوجائیں، ابراہیم خلیل اللہ کے مثیل ہوجائیں،موسیٰ کلیم اللہ کے مثیل ہوجائیں،عیسیٰ روح اللہ کے مثیل ہوجائیں اور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ حبیب اللہ کے مثیل ہوجائیں اور دنیا کے ہر ایک صدیق وشہید کے مثیل ہوجائیں۔اب ہمارے علماء جو مثیل ہونے کے دعوے کو کفر والحاد خیال کرتے ہیں اور جس شخص کو الہام الٰہی کے ذریعہ سے اس ممکن الحصول مرتبہ کی بشارت دی جائے اس کو ملحد اور کافر اور جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ذرا سوچ کر بتائیں کہ اگر اس آیت کریمہ کے یہ معنی نہیں ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں تو اور کیا معنی ہیں؟ اور اگر یہ معنی صحیح نہیں ہیں تو پھر اللہ عزوجل کیوں فرماتا ہے کہ **قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله** اب سوچنا چاہیے کہ جس وقت انسان ایک محبوب کی پیروی سے خود بھی محبوب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن گیا تو کیا اس محبوب کا مثیل ہی ہو گیا یا ابھی غیر مثیل رہا؟

افسوس! آج تک جس قدر اکابر متصوفین گذرے ہیں ان میں سے ایک کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اس دنیا میں مثیل الانبیاء بننے کی راہ کھلی ہوئی ہے جیسا کہ آنحضرت خوشخبری فرما گئے ہیں کہ **علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل** اور حضرت بایزید بُسطامی قدس سرہ کے کلمات طیبہ تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فرید الدین عطار نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ فرماتے ہیں، میں ہی آدم ہوں، میں ہی شیث ہوں، میں ہی نوح ہوں، میں ہی ابراہیم ہوں، میں ہی موسیٰ ہوں، میں ہی عیسیٰ ہوں، میں ہی محمد ہوں، اور ستر مرتبہ کافر اور ملحد ٹھہرا کر بُسطام سے نکالے گئے ہیں لیکن اس زمانہ کے لوگ گذرنے کے بعد پھر علماء ان کے ایسے معتقد ہو گئے کہ ان کے شطحیات کی بھی تاویلیں کرنے لگے۔ اور بٹالوی صاحب نے قادیانی صاحب کی تائید میں فتوحات مکیہ باب ۲۲۳ کی عبارت نقل کردی کہ **غاية الوصلة ان يكون الشئ عين ماظهر ولايعرف كمارأيت رسول الله وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدهما في الأخر فلم نرالاواحدا وهو رسول الله فهذه غاية الوصلة وهو المعبر عنه بالاتحاد۔**

جذبۂ شوق بحدّ یست میان من وتو ۔۔۔ کہ رقیب آمد و نشناخت نشانِ من وتو

الى آخره. انتہیٰ

صحیح تفسیر

مگر ہدایت پسند دوستوں پر ظاہر ہوگا کہ خدا تعالیٰ اس آیت کریمہ میں اپنے بندوں کو یہی تعلیم فرما رہا ہے کہ وقت مُناجات انہیں لوگوں کا طریقہ اور اقتداء مجھ سے طلب کرو جن کو نعمائے الٰہی عطا ہوئے ہیں یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین۔ جیسے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک دوسری آیت سے ظاہر ہے اور جیسے کہ خود نبی کریم ﷺ نے تعلیم فرمائی کہ **اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم** یعنی میرے اصحاب ستاروں سے صفت ہدایت میں مشابہت رکھتے ہیں پس ان میں سے جن کا اقتداء کرو گے صراط مستقیم پر رہو گے اور نیز فرمایا **اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر** یعنی میرے بعد ابی بکر اور عمر کا اقتداء کرو۔ پس صراط مستقیم جو صراط انبیاء اور شہداء اور صالحین اور صدیقین ہے اس کی ابتداء ان کی اقتداء کے بغیر حاصل ہونی ممکن نہیں۔ اور یہ کس قدر سوء ادب ہے کہ جن کی اقتداء کرنے سے صراط مستقیم کی ہدایت ہوتی ہے انہیں کا مقتدا ہونے کی دعا مانگی جائے یا انہیں کا مثیل ہونے کا ادّعا کیا جائے جیسے کہ قادیانی صاحب نے کیا حالانکہ حرف کاف فقط کسی ایک صفت میں تشبیہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ تمامی صفات میں۔ پس کوئی بھی کسی نبی کا ہمسر اور مثیل نہیں ہوسکتا اور ظاہر ہے کہ فقط صراط مستقیم پر چلنے سے نہ شہید ہوسکتا ہے جب تک کہ اس کو شہادت کا ذائقہ نہ چکھایا جائے اور نہ صدیق ہوسکتا ہے جب تک کہ حضرت صدیق اکبر ﷺ کی طرح سالہا سال آغوش نبی میں پرورش یافتہ نہ ہو۔ پھر کوئی صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ان کا ہمرتبہ یا مثیل ہونے کا دعویٰ کس طرح کرسکتا ہے؟ علی الخصوص سید الانبیاء محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا مثیل ہونا یعنی ان کا ہم صفت ہونا۔ حالانکہ علماء نے تصریح کردی ہے کہ۔

مثل النبی محمد قدامتنع — من قال بالامکان صار مکفرا

یعنی محمد ﷺ کی مثال یا مثیل ممتنع یعنی محال ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے۔

اور شیخ شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ — فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

او منزہ از شریک اندر محاسن آمدہ جوہر حسن محمد ﷺ پارہ نامدر رقم

بایزید کا قول کہ میں ہی شیث ہوں آہ۔اس کا سد

ہاں یہ سچ ہے کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں ہی آدم ہوں میں ہی شیث ہوں میں ہی نوح ہوں اور میں ہی ابراہیم ہوں اور میں ہی موسیٰ ہوں اور میں ہی عیسیٰ ہوں اور میں ہی محمد ہوں۔لیکن قادیانی صاحب بایزید کا یہ قول نقل کرنا بھول گئے جو کہا کہ میں ہی خدا ہوں اور میرے جبہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔جس کی نسبت حضرت روم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ؎

با مریدان آن فقیر محتشم بایزید آمد کہ یزدان تک منم
گفت مستانہ عیان آن ذوفنون لا الٰہ الا انا فاعبدون
چون گذشت آن حال گفتندش صباح تو چنین گفتی ونبود آن صلاح
گفت این بار ارکنم این مشغلہ تیغہا برمن زنید آن دم بلہ
حق منزہ ازتن ومن باتنم چون چنین گویم بباید کشتنم
چون وصیت کرد آن آزادہ مرد ہر مرید ے کاردے آمادہ کرد
مست گشت وباز استغراق رفت آن وصیت ہاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل اوآوارہ شد صبح آمد شمع اوبیچارہ شد
عقل خود شحنہ است چون سلطان رسید شحنہ بیچارہ درکنجے خزید
عقل سایہ حق بود حق آفتاب سایہ را باآفتاب اوچہ تاب
چون پری غالب بود برآدمی گم شود ازمرد وصف مردمی
ہرچہ گوید آن پری گفتہ بود زیں سرے نہ زان سرے گفتہ بود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوں پری را ایں دم وقانون بود　　کردگاں آں پری خود چوں بود

چوں ہمائے بیخودی پرواز کرد　　آں سخن را بایزید آغاز کرد

عقل را سیل تحیر در ربود　　زاں قوی تر گفت کاوّل گفتہ بود

نیست اندر جبہ ام الاخدا　　چند جوئی درزمین ودرسما

آں مریداں جملہ درہم آمدند　　تیغہا برجسم پاکش مے زدند

ہریکے چوں ملحداں در گرد کوہ　　کارد میزد پیر خودرا باستوہ

ہرکہ اندر شیخ تیغے مے خلید　　بازگونہ اوتنِ خودے درید

وانکہ اور ازخم اندرحلقہ زد　　سینہ اش بشگافت شد مردہ ابد

یک اثرنے برتنِ آں ذوفنون　　واں مریدان خستہ غرقاب خون

روزگشت وآن مریدان کاستہ　　نوحہ ہاازجان شان برخاستہ

پیش اوآمد ہزاراں مردوزن　　کاے دوعالم درج دریک پیرہن

این تنِ توگرتنِ مردم بُدے　　چوں تنِ مردم زخنجر گم شدے

باخودے یابیخودے دوچارزد　　باخود اندر دیدۂ خودخارزد

اے زدہ بر بیخوداں توذوالفقار　　برتنِ خودمیزنی آں ہوشدار

زانکہ بےخودفانی است وایمن است　　تاابد درایمنی اوساکن است

نقش اوفانی وادشد آئینہ　　غیرنقش روئے غیراں جائے نہ

گرکنی تف سوئے روی خودکنی　　درزنی برآئینہ برخودزنی

دربہ بنی روئے زشت آنہم توئی　　دربہ بنی عیسیٰ مریم توئی

اونہ این است ونہ آں اوساداہ است　　نقش تودرپیش توبنہادہ است

مگر جائے غور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرح بایزید کی مثل بزرگواروں نے کبھی مثیل ہونے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا دعویٰ نہ کیا اور سرّ اس میں یہ ہے کہ ان کو ہر ایک مرتبہ کی فنا و بقا کے وقت اپنی ہستی نظر انداز ہوتی رہی اور بآواز بلند پکارا تھے کہ۔

گو نجید ملو کہ من منم من نہ منم نہ من منم ۔۔۔ جان من اوست در تنم من نہ منم نہ من منم

فاش و نہاں اومنم گنج رواں اومنم ۔۔۔ گوہر کان اومنم من نہ منم نہ من منم

حضرت جنید بایزید کی نسبت لکھتے ہیں کہ **جرت علیه اوقات الغفلة ثم صح** یعنی یہ کلمات ان سے حالت سکر اور غلبۂ فنا و بقا میں نکل گئے اور اس کے بعد ہوشیار ہوتے ہی توبہ کرتے رہے۔ یہی بایزید ہیں جنہوں نے عیسوی المشرب ہونے سے ایک چیونٹی مار کر اس میں جان ڈال دی اور دم عیسوی ان میں آ گیا۔ مگر قادیانی صاحب نے تو اس دم عیسوی کا ہی انکار کر دیا۔ اور بہت بڑا فرق ہے غیریت کے اثبات اور غیریت کی نفی میں۔ اور محبوب کا محبوب اگرچہ محبوب ہی ہے لیکن دونوں محبوب باہم مثیل نہیں ہو سکتے۔

۲......سورۂ بقرہ

۱......**فاخذتکم الصّٰعقة وانتم تنظرون○ ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون○**

۲......**واذ قتلتم نفسا فادّٰرءتم فیها واللّٰه مخرج ما کنتم تکتمون○ فقلنا اضربوه ببعضها کذٰلک یحی اللّٰه الموتٰی ویریکم اٰیاته لعلکم تعقلون○**

۳......**الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت فقال لهم اللّٰه موتوا ثم احیاهم ان اللّٰه لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون○**

۴......**او کالذی مرّ علی قریة وهی خاویة علی عروشها قال انّٰی یحی هذه اللّٰه بعد موتها فاماته اللّٰه مائة عام ثم بعثه.**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قادیانی صاحب ان چاروں آیتوں کی تفسیر الہامی میں جوازالۃ الاوہام کے متعدد صفحات میں مذکور ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہاں موت سے حقیقی موت مقصود نہیں ہے بلکہ نیند مراد ہے جو موت کی بہن ہے اور اسی طرح حیات سے مراد حقیقی حیات نہیں کیونکہ وعدہ خدا اسی طرح ہے کہ اس دنیا میں دو موتیں ایک شخص پر وارد ہونا ممنوع ہیں۔ حالانکہ قادیانی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ اس دنیا میں دو موتیں ہونا ممنوع ہیں۔ بھلا خدا کی قدرت کاملہ کے لئے کون چیز مانع ہے جبکہ وہ اپنی عجائب قدرت کی ایک نشانی کا اظہار فرمائے جو بعث بعد الموت پر ایمان لانے کے لئے موجب اطمینان ہو۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ پہلی آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ تم کو تمہارے مرنے کے بعد اس لئے اٹھایا تاکہ تم شکرگذاری کرو۔ اور دوسری آیت میں وجہ احیاء یہ فرماتا ہے۔ تاکہ تم اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر اس کو جانو۔ اور تیسری آیت میں اپنے ایک فضل کا اظہار فرمایا جو ہزاروں کو بعد موت بدعائے حزقیل نبی زندہ فرمایا۔ تاکہ وہ شکرگذاری کریں اور چوتھی آیت میں حضرت عزیر علیہ السلام کے استعجاب اور بعید از عادت اللہ ہونے کا دفعیہ فرمایا کہ وہ خدا قادر ہے کہ مار کر جلائے اور کوئی شے اس کی اس عادت اور قدرت کے لئے مانع نہیں۔ پس ان آیات میں بنظر سیاق وسباق کوئی قرینہ نہیں ہے کہ جو موت اور حیات کے لفظ کو اپنے حقیقی معنی سے پھیرے بلکہ جملہ قرائن حقیقی معنی کیلئے مؤکد ہیں۔

۳......سورۂ آل عمران

۱......یکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین٥

یہاں قادیانی صاحب کی بحث لفظ کہل میں ہے۔ چنانچہ کہل کے معنی تسلیم کر کے لکھتے ہیں کہ اس آیت مبارک میں عیسیٰ علیہ السلام زمانہ کہولت تک عمر پانے کے لئے مبشر نہیں ہیں بلکہ وہ زمانہ کہولت سے قبل مر گئے۔ اور ہم اس کی تردید قبل ازیں دعویٰ اوّل کے طریق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

دوم میں لکھ چکے ہیں۔

۲......قالت رب انّٰی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذٰلک اللّٰہ یخلق مایشاء اذا قضٰی امرا فانما یقول لہ کن فیکونo

اس میں کوئی دلیل نہیں کہ عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے بلکہ وہ یوسف نجار کے فرزند ہیں اور بغیر مس بشر کسی لڑکے کا پیدا ہونا قانون قدرت سے باہر ہے۔

۳......انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتٰی باذن اللّٰہ.

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا بلکہ یہ ایک قسم کا عمل الترب تھا۔ اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے یہ عاجز کم نہ تھا۔

۴......انی متوفیک ورافعک الیّ.

یہاں توفی کا معنی حقیقی موت ہے اور رفع سے مراد رفع روح بعد الموت ہے۔ جو کوئی کہ توفی کا معنی یہاں خلاف موت کرتا ہے وہ کافروں میں سے اور منکروں میں سے ہے۔

۴......سورۂ نساء

۱......وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم.

عیسیٰ اگرچہ صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیبی موت ان پر وارد نہ ہوئی اور وہ زخم صلیب سے کئی دن تک بیمار رہے۔ لیکن مرہم عیسیٰ جو الہامی مرہم ہے لگانے سے اچھے ہوگئے اور سیاحت کرتے ہوئے سری نگر میں آکر فوت ہوگئے۔

۲......وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ.

یعنی ہر اہل کتاب اپنے مرنے کے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کے ساتھ مرنے پر ایمان لے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آتا ہے اور ان کو یقینی طور پر اس بات کا علم نہیں ہے کہ مسیح پھانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہوگیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔

۵......سورۂ مائدہ

ا......**واذقال اللّٰہ یاعیسٰی ابن مریم**.........اور **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم**

یہ عیسٰی علیہ السلام کا اپنا اقرار ہے کہ اے خدا جب تو نے مجھے ماردیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور یہاں صریحاً **توفی** کا معنی موت ہے۔ اور دلیل اس پر کلمہ اذ ہے جو خاص زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور وہ کاذبین میں سے ہے جو ماضی کو یہاں بمعنی استقبال کہے اور یہ صریح ظلم ہے۔ (حالانکہ خود خدا اس کے بعد فرماتا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن کا ہے اور امام بخاری اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اذ حرف صلہ ہے اور قال بمعنی **یقول** ہے۔ یعنی زمانہ گذشتہ کی گفتگو نہیں بلکہ آئندہ زمانہ استقبال میں اس کا وقوع ہوگا۔ پس بقول قادیانی صاحب امام بخاری بھی کاذب ٹھہرے۔

۶......سورۂ انعام

ا......**یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار**.

باوجودیکہ یہ آیت مبارک **توفی** کے معنی حقیقۃً نیند کے ہونا فرمارہی ہے۔ (لیکن قادیانی صاحب نے یہاں بھی **توفی** کے معنی موت ہی قرار دیے ہیں)

۷......سورۂ توبہ

ا......**ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**.

یہ آیت مبارکہ درحقیقت حضرت مسیح کے زمانہ سے متعلق ہے اور وہ غلبۂ کاملہ جو موعود ہے وہ درحقیقت حضرت مسیح کے ہاتھوں سے ہونا ہی مقدر ہے۔ لیکن اس تفسیر الہامی کے بعد کئی برس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

کے اب مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ حضرت مسیح تو مر چکے ہیں سو آنے والا مسیح جس کے ہاتھوں سے یہ غلبہ ہونے والا ہے وہ خود قادیانی مسیح ہے جس میں حضرت مسیح بروز کر آئے ہیں۔

۸......سورۂ مریم

۱......یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمه یحیٰی لم نجعل له من قبل سمیا.

یعنی یحیٰی سے پہلے ہم نے کوئی مثیل اس کا دنیا میں نہیں بھیجا جس کو باعتبار ان صفات کے یحیٰی کہا جائے اور یحیٰی کے تولد سے انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں ان کا نزول ہو گیا۔

۲......واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا نبیا ورفعناه مکانا علیا.

یہاں رفعت درجہ مراد ہے نہ حضرت ادریس آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور یہی یوحنا یا ایلیا ہے جس کا نزول یحیٰی کے تولد سے ہو گیا اور یہی بروز سنت اللہ کے مطابق ہے اور اسی طرح عیسیٰ کا نزول قادیانی کے تولد سے ہو گیا۔

۹......سورۂ طٰہٰ

۱......منها خلقناکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة اُخرى.

پس اسے ظاہر ہے کہ زمین زادہ زمین میں ہی دفن ہوتا ہے۔ پس محال ہے کہ ادریس نبی آسمانوں میں مرے۔

۱۰......سورۂ انبیاء

۱......وذا النون اذ ذهب مغاضباً.

یعنی خدا نے یونس نبی پر یہ وحی نازل کی کہ فلاں تاریخ میں عذاب نازل کروں گا سو ان لوگوں نے خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا سو خدا نے ان کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت عذاب ڈال دیا۔ تب یونس کہنے لگا کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤں گا اور دوسری راہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

لی اور اسی سنت اللہ کے موافق جو قوم یونس نبی کے لئے وعید کی میعاد میں تخلف ہو گیا خود قادیانی صاحب کی پیشین گوئی بھی داماد احمد بیگ کی نسبت خلاف ہو گئی اور اس کی میعاد گذر چکی۔

۲......**وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد.**

یعنی نبی ﷺ سے پہلے کوئی آدمی ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہا۔ گویا یہ آیت حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر وغیرہ کی موت پر قطعی الدلالت ہے۔

۳......**وحرام علی قریۃ اھلکنھا انھم لایرجعون.**

یعنی خدا قسم کر کے کہتا ہے کہ جو مر جائے پھر وہ دوبارہ قبل از روز قیامت زندہ نہیں کیا جا سکتا۔

۱۱......سورۂ حج

۱......**ومارسلنامن قبلک من رسول ولانبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ.**

یعنی شیطانی دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے اور اس کی سند میں تورات کا ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کی فتح کی پیشین گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے بوجہ اس کے کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا، نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔

۱۲......سورۂ مؤمنون

۱......**وانزلنامن السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض وانا علی ذھاب بہ لقادرون.**

ماء سے مراد قرآن ہے جو زمانہ غدر میں آسمانوں پر اٹھایا گیا اور جو بحساب جمل **انا علی ذھاب بہ لقادرون** کے حروف سے (۱۲۷۴ھ، ۱۸۵۷ء) مستنبط ہے لیکن دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جو قادیانی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۳......سورۂ نور

۱......وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم.

وہ موعود جس کے زمانہ میں دین کی تمکنت ہوگی اور زمین میں خلیفۃ اللہ ہوگا وہ سنت اللہ کے مطابق قادیانی ہے جن کو خلیفۃ اللہ ہونے کا الہام بھی ہو چکا ہے۔

۱۴......سورۂ فرقان

۱......وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق.

اگر عیسٰی زندہ آسمانوں پر ہے تو ضرور وہ طعام کھاتا پیتا ہوگا اور نیز اس کے جمیع لوازمات اور ضروریات کا محتاج ہوگا۔

۱۵......سورۂ نمل

۱......انک لا تسمع الموتٰی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین.

نبی کریم ﷺ مردوں کو سنا نہیں سکتا اور پھر انکی حیات تو کجا۔ (حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع منھم ولکنھم لایطیقون ان یجیبوا.

یعنی خدا کی قسم وہ سب سے زیادہ سنتے ہیں لیکن جواب دینے کی ان میں طاقت نہیں)

۲......واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون.

یہاں دابۃ الارض سے مراد ایک مرد کامل ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہی دابۃ الارض ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

١٦......سورۂ زُمر

١......اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والّتی لم تمت فی منامھا.

یہاں بھی توفّی کا حقیقی معنی موت ہی ہے۔

١٧......سورۂ زُخرف

١......وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا.

یہاں عیسیٰ کا نزول علامت قیامت نہیں بلکہ قرآن کریم مراد ہے۔

١٨......سورۂ دُخان

١......فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس.

یہاں دخان حقیقی مراد نہیں بلکہ دخان ظلمت وتاریکی بدعت وکفر ہے جو لوگوں کے دلوں کو چھپا لیا ہے اور قادیانی اس کے منور کرنے کے لئے آیا ہے۔

٢......لایذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ.

موت اولیٰ کے سوائے کوئی دوسری موت نہیں آسکتی۔ لہٰذا کسی کی کرامت یا معجزہ سے کوئی مردہ جو بعد موت جنت میں داخل ہوگیا ہے بھلا جنت کو چھوڑ کر پھر قید عنصری میں کیوں آنے لگا؟

١٩......سورۂ صف

١......مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد.

آنے والا احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہ یہی قادیانی ہے۔

٢٠......سورۂ مُزمّل

١......انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا.

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے محمد ﷺ حضرت موسیٰ کے مثیل ہیں لیکن قادیانی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

جو عیسیٰ کا بلکہ جمیع انبیاء کا مثیل ہے وہ اتنے ہی فاصلہ سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد آیا جتنے فاصلے سے موسیٰ کے بعد عیسیٰ نبی اللہ آیا۔

۲۱......سورۂ زلزال

۱......اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها و قال الانسان مالها یومئذ تحدث اخبارها بان ربک اوحی لها یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالهم فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره۔

اس سورہ کی تفسیر قادیانی صاحب اس طرح لکھتے ہیں۔ کہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ نبی اور وہ کتاب جو اس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اترتے ہیں لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی ﷺ کو عطا کی گئی ہے درحقیقت اسی لیلۃ القدر کا دامن آنحضرت ﷺ کے زمانے سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اور جو کچھ کہ انسانوں میں دلی اور دماغی قویٰ کی جنبش آنحضرت کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے وہ لیلۃ القدر کی تاثیر ہے۔ اور جس زمانہ میں کہ آنحضرت کا کوئی نائب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہیں۔ سو درحقیقت اسی معنیٰ کو سورۂ زلزال میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جب آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئے گا اور فرشتے نازل ہوں گے تو اس کا یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائے گی یعنی طبیعتوں اور دلوں اور دماغوں کی غایت درجہ پر جنبش دی جائے گی اور خیالات عقلی اور فکری اور حسی اور بہیمی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت میں آجائیں گے اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دے گی یعنی انسانوں کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو منصۂ ظہور میں لائے گی اور جو کچھ ان کے اندر علوم وفنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دلی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ودماغی طاقتیں ولیاقتیں ان میں مخفی ہیں سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی اور انسانی قوتوں کا آخری نچوڑ نکل آئے گا۔ اور جو جو ملکات انسان کے اندر ہیں یا جو جذبات ان کی فطرت میں موذع ہیں وہ تمام ممکن قوت سے حیز فعل میں آجائیں گے اور تمام دفائن وخزائن علوم مخفیہ پر انسان فتحیاب ہو جائے گا اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مرد مصلح کے ساتھ آسمان سے اتریں گے ہر ایک شخص پر اس کی استعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالیں گے یعنی نیک لوگ نیک خیال میں ترقی کریں گے اور جن کی نگاہیں دنیا تک محدود ہیں وہ ان فرشتوں کی تحریک سے دنیوی عقلوں اور معاشرت کی تدبیروں میں وہ ید بیضا دکھائیں گے کہ ایک مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں ان لوگوں کو کہاں سے ملیں؟ تب اس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتیں کرے گی۔ کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحسب اس کی حالت کے اتر رہی ہے۔ یعنی صاف نظر آئے گا کہ جو کچھ انسانوں کے دل ودماغ کام کر رہے ہیں یہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ ایک غیبی تحریک ہے کہ ان سے یہ کام کرا رہی ہے۔ سو اس دن ہر ایک قسم کی قوتیں جوش میں دکھائی دیں گی۔ دنیا پرستوں کی قوتیں جوش میں آ کر اگرچہ بباعث نقصان استعداد سچائی کی طرف رخ نہیں کریں گے۔ لیکن ایک قسم کا ابال ان میں پیدا ہو کر اپنی معاشرت کے طریقوں میں عجیب قسم کی تدبیریں اور صنعتیں اور کلیں ایجاد کر لیں گے۔ اور نیکوں کی قوتوں میں خارق عادت طور پر الہامات اور مکاشفات کا چشمہ صاف صاف طور پر بہتا نظر آئے گا اور یہ بات شاذ ونادر ہو گی کہ مومن کی خواب جھوٹی نکلے۔ تب انسانی قویٰ کے ظہور وبروز کا دائرہ پورا ہو جائے گا۔ تب خدا تعالیٰ کے فرشتے ان تمام راستبازوں کو جو زمین کے چاروں طرفوں میں پوشیدہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے ایک گروہ کی طرح اکٹھا کریں گے اور دنیا پرستوں کا بھی کھلا کھلا ایک گروہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نظر آئے گا۔ تاہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات دیکھ لیں تب آخر ہو جائے گی۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بنا ابھی سے ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خداتعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **انت اشد مناسبة بعيسى ابن مريم واشبه الناس به خلقا وخلقا وزمانا.** اور حضرت عیسیٰ نے اپنے اترنے کے لئے جو زمانہ انجیل میں بیان فرمایا ہے یعنی یہ کہ وہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح امن اور آرام کا زمانہ ہوگا۔ درحقیقت وہ یہی زمانہ ہے جس میں علوم وفنون کی ترقیات ہو رہی ہیں اور جس میں غایت درجہ کا امن ہے کہ لڑائیاں اور فساد اور خوف جان نہیں۔ ہمارے علماء نے جو ظاہری طور پر اس سورہ کی تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنوں میں سخت زلزلہ آئے گا اور جو زمین کے اندر چیزیں ہیں وہ سب باہر آجائیں گی اور کافر لوگ زمین کو پوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا اور زمین باتیں کرے گی اور اپنا حال بتائے گی۔ یہ سراسر غلط تفسیر ہے۔ ہر عقل سلیم سوچ سکتی ہے کہ ایسے بڑے زلزلہ کے وقت کافر لوگ کہاں زندہ رہیں گے، جو زمین سے استفسار کریں گے بلکہ اس جگہ زمین سے مراد زمین کے رہنے والے ہیں۔ (آئینہ، ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۲)

یہ قادیانی صاحب کی الہامی تفسیر ہے جو ہم نے بطور نمونہ مختصر الفاظ میں بیان کی ہے اور معنی میں سرمو تفاوت نہیں۔ اور چونکہ فی الجملہ ان کے ہر ایک استدلال کی تردید ہمارے رسالہ میں ہو چکی ہے اس لئے ضرور نہیں کہ یہاں بھی ان کے جوابات لکھے جائیں۔ اور جو جو تاویلات کہ انہوں نے اپنے الہام سے کی ہیں ان کا جواب ان کے طور کے مطابق ہم انگریزی مقولہ سے دیتے ہیں۔ جو کہا گیا ہے کہ "شیطان بھی بائبل ہی سے اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کیا کرتا ہے"۔ والسلام۔

محمد حیدر اللہ خان دُرّانی نقشبندی مجددی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''تقریظ جلیل''

حضرت علامہ مولانا الحاج محمد انوار اللہ فاروقی

(بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن)

میں نے متفرق مقامات اس کتاب لاجواب کے دیکھے۔ جس سے یقین کرتا ہوں کہ اہل انصاف جب اس کو دیکھیں گے مذہب قادیانی ان کی نظروں میں بالکل بے وقعت ہوجائے گا۔ حق تعالیٰ اس کے مصنف ادام اللہ فیوضہ کو جزائے خیر دارین میں عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد انوار اللہ

استاد حضور پرنور ہز ہائینس

نظام الملک آصف جاہ بہادر

والی ریاست حیدر آباد دکن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

www.aqaideislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari